اس کتاب میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ طاہر القادری کے
خیالات اس شریعت مطہرہ سے مختلف ہیں جو فقہاء و ائمہ اہلسنت
کے ذریعے ہم تک پہنچی۔

پروفیسر طاہر القادری کا

علمی و تحقیقی جائزہ

الشاہ مفتی غلام سرور قادری

ناشر

مکتبہ مصباح القرآن

غوثیہ رضویہ (ٹرسٹ) مین مارکیٹ گلبرگ لاہور

فون : ۸۷۲۳۹۶

اس عظیم الشان کتاب میں ناقابلِ تردید دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری اسلام کے
ان عقائد و احکام سے بھٹک چکے ہیں جو قرآن و سنّت و اجماعِ اُمت و اقوالِ ائمہ کرام تک پہنچے

پروفیسر طاہر القادری کا

علمی و تحقیقی جائزہ

حصہ دوم

تصنیف

الشاہ مفتی غلام سرور قادری (ایم اے اسلامک لاء، ایم اے عربی/علومِ اسلامیہ
رکن مرکزی زکوٰۃ کونسل و مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان
و مؤسس و مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ، لاہور

ناشر

مرکزی ادارہ مصباح القرآن (متصل جامعہ غوثیہ رضویہ) مین مارکیٹ گلبرگ لاہور

marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ پروفیسر طاہر القادری کا علمی و تحقیقی جائزہ حصہ دوم
تصنیف ــ ــ ــ ــ ــ الشاہ مفتی غلام سرور قادری
تعداد اشاعت ــ ــ ــ گیارہ سو
طبع ــ ــ ــ ــ ــ اوّل
تاریخ ــ ــ ــ ــ ــ ماہ جولائی ۱۹۸۸ء بہ مطابق ۱۴۰۸ھ
ھدیہ

صدقہ جاریہ

اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان علمی و دینی خدمت کے عظیم اجر و ثواب میں مصنف کے ساتھ حضرت الحاج عبدالرشید قریشی مدظلہ صدر جامعہ غوثیہ و سرپرست ادارہ ہذا کو بھی شریک فرمائے اور ان کے لئے ان علمی خدمات کو صدقہ جاریہ فرمائے، جن کی خصوصی معاونت سے ادارہ ہذا محض رضائے الٰہی کے لئے ایسی عظیم علمی و تحقیقی خدمات انجام دے رہا ہے۔ (ناظم ادارہ)

التوزیع من الادارۃ المرکزیۃ لاشاعۃ القرآن والسنۃ بمین مارکیٹ گلبرگ لاھور

marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱	اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ کا باعث۔	۳
۲	انکشاف	۵
۳	دو گواہ	۸
۴	ایک تازہ واقعہ	۱۰
۵	ایک ایسے علامہ جو دیکھ کر بھی قرآن نہ پڑھ سکیں	۱۱
۶	پروفیسر طاہر القادری کی بدترین جہالت	۱۳
۷	کرام اور مقطعات	۱۵
۸	جھوٹے حوالے	۱۷
۹	ڈاڑھی کی حدِ شرعی	۱۸
۱۰	سبع مثانی کی مراد میں غلط بیانی اور تحریف	۲۰
۱۱	پروفیسر طاہر القادری کا ائمہ دین پر ایک اور بہتان	۲۳
۱۲	تصوف میں تحریف	۲۶
۱۳	تزکیۂ نفس کے غلط معنی	۲۶
۱۴	فنا کی غلط تفسیر	۲۸
۱۵	جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا	۳۰
۱۶	نبی اور رسول کی غلط تعریف	۳۱
۱۷	نزولِ وحی کے بارے میں طاہر القادری صاحب کا غلط عقیدہ۔	۳۷
۱۸	حرکتِ زمین اور قرآن مجید	۴۰
۱۹	طاہر القادری صاحب اسلام کو سائنس کے تابع کرنے میں مصروف ہیں۔	۴۲
۲۰	نیت مقدم اور ارادہ مؤخر؟	۴۴

marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۲۱	خدا کو خیال اور احساس؟	۴۷
۲۲	طاہر القادری کا عقیدہ کہ جس جسم پر موت واقع ہوئی وہ دوبارہ زندہ نہ ہوگا اور نہ ہی اسے عذاب ہوتا ہے۔	۴۸
۲۳	طاہر القادری کا عقیدہ کتاب و سنت اور امت کے خلاف اور کفر ہے۔	۵۱
۲۴	طاہر القادری کا عقیدہ کہ مردہ کے جسم کی تمام ہڈیوں کو مٹی کھا جاتی ہے فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔	۵۵
۲۵	عجب الذنب کے معنی اور مقدار	۵۶
۲۶	طاہر القادری کا ایک اور اجماع کا انکار	۵۸
۲۷	جن کا جسم قبر میں سلامت رہتا ہے۔	۵۹
۲۸	اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا مظاہرہ	۶۱
۲۹	امام بدر الدین عینی اور امام زرقانی کے کلام سے طاہر کا ردّ۔	۶۴
۳۰	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے طاہر کا ردّ	۶۶
۳۱	سیّدی امام عبد الوہاب شعرانی اور امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رحمہم اللہ کے کلام سے طاہر کا ردّ۔	۶۸
۳۲	علامہ تفتازانی کے کلام سے طاہر کا ردّ	۶۹
۳۳	ایک سوال کا جواب	۷۰
۳۴	مرزا قادیانی اور جناب طاہر القادری	۷۲
۳۵	پروفیسر طاہر القادری اپنے خیالات کے آئینہ میں	۷۷
۳۶	فکری تنزل	۷۷
۳۷	طبعی رجحانات اور اجتہاد کی طرف پیش قدمی کا پروگرام	۷۸
۳۸	تقلید سے بیزاری	۷۸

marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۳۹	فروع کی بجائے صرف اصول میں تقلید	۷۹
۴۰	شریعت کے مصادر و مآخذ	۷۹
۴۱	آخری فیصلہ قرآن و سنت کا بس۔	۷۹
۴۲	اولوالامر کو حکم	۸۰
۴۳	اطاعتِ خدا اور رسول غیر مشروط اور اولوالامر کی مشروط ہے	۸۰
۴۴	خلاصۂ کلام	۸۰
۴۵	امراء و حکام ائمہ مجتہدین اور علمائے و فقہا صاحبانِ امر ہیں	۸۱
۴۶	دیگر اہلِ علم کسی مسئلے پر فقہا و مجتہدین سے اختلاف کر سکتے ہیں۔	۸۱
۴۷	جناب طاہر اپنے فتویٰ سے منافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف اور گمراہ ٹھہرے۔	۸۳
۴۸	پروفیسر طاہر القادری کا ایک اور بہت بڑا جھوٹ۔	۸۵
۴۹	دعوئ اجتہاد	۸۷
۵۰	طاہر صاحب اپنے آپ کو صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پلہ عالم سمجھتے ہیں۔	۸۸
۵۱	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان۔	۸۹
۵۲	علمائے مجتہدین کا عمل اور حدیث۔	۸۹
۵۳	طاہر القادری کے نزدیک تقلید کی حیثیت۔	۹۲
۵۴	حدیث علما کو گمراہی میں ڈالنے والی ہے سوائے مجتہدین کے۔	۹۶
۵۵	طاہر صاحب کا لوگوں کو تقلید سے متنفر کرنے کا نیا سلسلہ	۹۷
۵۶	ایک اور مسئلہ میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مخالفت	۹۹
۵۷	طاہر القادری کی فقہ سے عداوت	۱۰۷

marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۸	فقہاء نے آنیوالی نسلوں کی ہر ضرورت کو پیشگی پورا کر دیا۔	۱۰۹
۵۹	فقہ کی اہمیت و ضرورت۔	۱۱۲
۶۰	طاہر القادری فقہ سے جاہل	۱۱۳
۶۱	طاہر القادری کے کلام سے ثبوت کہ وہ حنفی نہیں	۱۱۴
۶۲	خلیفہ پر حد کا نفاذ	۱۱۶
۶۳	عورت کی دیت	۱۱۶
۶۴	عورت کی گواہی	۱۱۷
۶۵	انکارِ اجماع قطعی	۱۱۷
۶۶	سنت سے حکمِ کتاب کی منسوخیت	۱۱۸
۶۷	نسخِ اجماع	۱۱۸
۶۸	اجماعِ امت سے اجماعِ اہلسنت مراد ہے۔	۱۲۲
۶۹	امت اہل سنّت ہی ہیں۔	۱۲۲
۷۰	امام ربانی مجدد الف ثانی و امام احمد رضا کے فتوئی سے طاہر القادری ملحد ہے۔	۱۲۶
۷۱	اجماع سے تخصیص	۱۲۶
۷۲	تقلیدِ صحابی اور تابعی کے بیان میں طاہر القادری کی بددیانتی یا جہالت۔	۱۲۹
۷۳	طاہر القادری کی مذکورہ تحریر سے ان کے درج ذیل خیالات روزِ روشن کی طرح سامنے آگئے۔	۱۳۰
۷۴	طاہر القادری کے قول و فعل میں کھلا تضاد	۱۳۱
۷۵	تین عبارتوں کا معمہ	۱۳۳
۷۶	طاہر صاحب کا امام شافعی علیہ الرحمۃ پر بہتان	۱۳۵
۷۷	امام شافعی تقلیدِ صحابہ کو واجب ٹھہراتے ہیں۔	۱۳۶

marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۷۸	طاہر القادری کی بد دیانتی	۱۳۶
۷۹	طاہر کے ایک اہم نکتہ کا جواب	۱۳۸
۸۰	مقلد کا ائمہ کے بارے میں اعتقاد	۱۴۰
۸۱	اعلیٰحضرت کی طرف سے جواب	۱۴۱
۸۲	طاہر القادری کا بعض مسائل میں امام صاحب کے ساتھ صاحبین کے اختلاف سے ناجائز فائدہ اٹھانا	۱۴۳
۸۳	"مقلدین کا رد" اور اس کا جواب۔	۱۴۵
۸۴	امام ابن دقیق العید	۱۴۵
۸۵	طاہر القادری اور عیسائی پادری کا ایک جیسا عقیدہ	۱۴۸
۸۶	حدیثِ قدسی	۱۵۱
۸۷	ایک اور اجماع سے انکار	۱۵۸
۸۸	طاہر القادری تفضیلی شیعہ	۱۶۰
۸۹	اسلامی فرقوں کے درمیان اختلافات کے بارے میں طاہر القادری کا نقطۂ نظر کہ یہ اختلافات فروعی ہیں۔	۱۶۲
۹۰	حقیقت کیا ہے؟	۱۶۶
۹۱	موصوف نے علماء حیدرآباد سے غلط بیانی کی	۱۶۷
۹۲	پروفیسر صاحب کے متعدد جھوٹ	۱۶۸
۹۳	طاہر صاحب کا رسالہ دید شنید پر بہتان اور اس کا جواب	۱۷۰
۹۴	سُنّی اور غیر سُنّی میں اختلافات فروعی ہی نہیں اصولی بھی ہیں۔	۱۷۲
۹۵	مخالفین اہلسنت اور ان کے عقائد	۱۷۲
۹۶	تہتر اسلامی فرقے	۱۷۴

marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۹۷	جنتی فرقہ صرف اہل سنت وجماعت ہے	۱۷۷
۹۸	ہمارے ملک کے باطل فرقے	۱۷۸
۹۹	مختلف فرقوں کے عقائد کی تفصیل	۱۸۰
۱۰۰	تہتر فرقوں کے نام اور عقائد	۱۸۱
۱۰۱	فرقہ ناجیہ اہل سنت ہیں	۱۸۲
۱۰۲	میزان	۱۸۳
۱۰۳	فرقہ ناجیہ	۱۸۴
۱۰۴	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد	۱۸۴
۱۰۵	تین اہم فریضے	۱۸۴
۱۰۶	فرقہ ناجیہ اور جماعت	۱۸۵
۱۰۷	فرقہ معتزلہ	۱۸۷
۱۰۸	فرقہ شیعہ	۱۸۸
۱۰۹	فرقہ خوارج	۱۸۹
۱۱۰	نواصب	۱۸۹
۱۱۱	فرقہ مرزائیہ یا قادیانیہ	۱۹۰
۱۱۲	فرقہ پرویزیہ	۱۹۰
۱۱۳	دیوبندی عقائد	۱۹۱
۱۱۴	خدا جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ ہر برا کام کر سکتا ہے	۱۹۱
۱۱۵	دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔	۱۹۴
۱۱۶	امکان کذب کی دلیل اور اس کا جواب	۱۹۶

marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۱۷	علماءِ دیوبند کے مرشد گنگوہی صاحب کا عقیدہ کہ خدا تعالیٰ سے جھوٹ سرزد ہوگیا۔	۱۹۸
۱۱۸	دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا کوئی کلام بھی جھوٹ سے خالی نہیں۔	۱۹۹
۱۱۹	عقائد علمائے دیوبند میں عقیدہ معتزلہ وغیرہ کی ملاوٹ	۲۰۱
۱۲۰	محمود حسن دیوبندی کی بددیانتی	۲۰۲
۱۲۱	ارشادِ علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ	۲۰۳
۱۲۲	علمائے دیوبند معتزلہ کی طرح علمِ الٰہی کے منکر	۲۰۴
۱۲۳	علمائے دیوبندی مجسمہ فرقہ بھی ہیں۔	۲۰۶
۱۲۴	علمائے دیوبند شانِ قرآن کے منکر	۲۰۷
۱۲۵	امام احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کا فرمانِ ذیشان	۲۰۷
۱۲۶	علمائے دیوبند شانِ رسالت کے منکر اور مرزائیوں کے ہم عقیدہ ہیں۔	۲۰۸
۱۲۷	خاتم النبیین کا من گھڑت معنی	۲۰۹
۱۲۸	علمائے دیوبند کے عقیدے میں سات خاتم النبیین	۲۱۱
۱۲۹	علمائے دیوبند کا عقیدہ کہ شیطان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے (معاذ اللہ)	۲۱۳
۱۳۰	علمائے دیوبند کی اپنی طرف نبوت کی نسبت پر تسلی واطمینان	۲۱۵
۱۳۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب رحمۃ للعالمین کی توہین۔	۲۱۷
۱۳۲	حرفِ محبت	۲۱۸
۱۳۳	مسائلِ ضروریہ کی دو قسمیں	۲۱۹
۱۳۴	اعلیٰ حضرت کا ارشاد گرامی	۲۲۱
۱۳۵	طاہر القادری کا عوام کو کھلا دھوکہ	۲۲۳

marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۳۶	فتاوی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ	۲۲۳
۱۳۷	روافض	۲۲۳
۱۳۸	غیر المقلدین	۲۲۳
۱۳۹	شیعہ و روافض	۲۲۵
۱۴۰	غیر مقلد و دیوبندی	۲۲۵
۱۴۱	فتوئ تکفیر کی اہمیت	۲۲۶
۱۴۲	وہابی کون ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟	۲۲۸
۱۴۳	وہابی عقائد	۲۲۸
۱۴۴	وہابی علماء کے نزدیک اس امت کے اکثر لوگ مشرک ہیں۔	۲۲۹
۱۴۵	علماء و مشائخ اہلسنّت کی تکفیر	۲۳۶
۱۴۶	امام عبد الغنی نابلسی کا ان ائمہ کرام اور ان کے منکرین کے بارے میں فرمان۔	۲۳۷
۱۴۷	تبلیغی جماعت کے بزرگوں کا اقرار کہ وہ وہابی ہیں۔	۲۳۸
۱۴۸	پروفیسر طاہر القادری کی بشارتوں اور ان کے عروج سے غلط فہمی	۲۳۹
۱۴۹	بشارات کے مقابلہ میں بشارات	۲۴۰
۱۵۰	راقم کے مشاہدات	۲۴۱
۱۵۱	بڑے لوگوں کے ذریعے دین کی ترقی	۲۵۱
۱۵۲	حرف آخر	

marfat.com

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ کا باعث

وطنِ عزیز پاکستان اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے حاصل کیا گیا تھا، اور اس کے نفاذ کا اعلان ۱۴ اگست ۱۹۸۴ء کو ہونے ہی والا تھا مگر قوم اور ملک کی بدقسمتی کہ جناب پروفیسر طاہر القادری نے عین اس وقت عورت کی دیت کا مسئلہ کھڑا کر دیا۔ جب اسلامی نظام کے نفاذ کے اعلان میں چند دن باقی رہ گئے تھے تو طاہر صاحب کی تقریر جو انہوں نے ۴ اگست ۱۹۸۴ء کو خواتین کے ایک اجتماع سے گلبرگ میں فرمائی تو اس سے کچھ ناسمجھ خواتین کو اس بات کا علم ہوا کہ حدود و قصاص اور دیت کے مسودہ میں جسے حکومت نافذ کرنا چاہتی ہے، عورت کی دیت، مرد کی دیت کا نصف مقرر ہوئی تو انہوں نے طاہر القادری کے دیئے ہوئے سبق کی روشنی میں اس کی پر زور مخالفت شروع کر دی، اگرچہ اس سے قبل کچھ چہ میگوئی کا سلسلہ چل رہا تھا، چنانچہ روزنامہ نوائے وقت مؤرخہ یکم اگست ۱۹۸۴ء میں اس قانونِ قصاص و دیت کے بارے میں خواتین کا ایک مذاکرہ شائع ہوا، جس کے مطابق کچھ عورتوں نے جو اسلام کے نفاذ کو چاہتی تھیں، اس مسودہ کی حمایت کی جن میں سے آپا نثار فاطمہ سرفہرست تھیں، لیکن اسی مذاکرہ میں مغربیت سے متاثرہ کچھ خواتین نے کہا کہ آدھی دیت سے عورتیں دوسرے درجے کی شہری قرار پائیں گی، جسے برداشت نہیں کیا جائے گا، اور یہ بھی کہا کہ اس قانونِ اسلام سے عورتیں عدم تحفظ کا شکار

marfat.com

ہو جائیں گی اور ساتھ ہی مرد کی گواہی کے مقابلہ میں عورت کی نصف گواہی کے تسلیم کئے جانے پر بھی اِن خواتین نے اعتراض کیا، اور کہا کہ عورت کی نصف دیت اور نصف شہادت نہیں ہونی چاہیئے۔ اور یہ خواتین کے ساتھ ناانصافی ہے وغیرہ وغیرہ۔ محترمہ فوزیہ احمد، خاور ممتاز، محترمہ بیگم مہناز رفیع، محترمہ گل ناز، محترمہ خالدہ جمیل، محترمہ بیگم مسعودہ سلیم اور بیگم نسرین خورشید قصوری، ان سب محترمات نے فرمایا کہ عورتیں اس قانونِ قصاص و دیت اور قانونِ شہادت کو جس میں عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق نہیں دیئے گئے، بلکہ دیت اور شہادت کا آدھا حق دیا گیا ہے۔ تسلیم نہیں کریں گی۔ یہ سب کا مشترکہ خیال تھا، جس کا انہوں نے اس مذاکرہ میں برملا اظہار کیا۔ اور اس قانونِ قصاص و دیت اور قانونِ شہادت کی مخالفت کی۔

ادھر اسی ۲، اگست کے روزنامہ میں سابق وزیرِ اطلاعات ونشریات و مذہبی امور راجہ ظفر الحق کی تقریر کا اقتباس بھی شائع ہوا، جس میں انہوں نے قصاص و دیت کے مسوّدہ قانون پر شوریٰ میں ہونے والی بحث کا خلاصہ پیش کیا اور اس قانون کی افادیت پر بھی روشنی ڈالی۔ اور ساتھ ہی کچھ علماء کا ایک مذاکرہ بھی ۲۔ اگست ۸۴ء کے روزنامہ نوائے وقت ہی میں شائع ہوا، جس میں مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی، جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث کاندھلوی صاحب وغیرہم شریک ہوئے اور انہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں حکومت کی پیش رفت کو سراہا۔ اور جناب پروفیسر طاہر القادری صاحب اس دوران خاموشی سے دو طرفہ خیالات و بیانات کا جائزہ لے رہے تھے۔ بالآخر انہوں نے قانونِ قصاص و دیت اور قانونِ شہادت میں عورت کی نصف دیت اور نصف شہادت کی مخالف خواتین کی حمایت کر کے اس موقع پر لیڈر بن جانے اور شہرت

marfat.com

حاصل کرنے کا فیصلہ کیا تو انہوں نے پہلے تو حضرت مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کو لیڈ لے جانے کا مشورہ دیا لیکن نعیمی صاحب پر خدا خوفی غالب تھی، لہٰذا انہوں نے قرآن و سنت و اجماعِ اُمت کے خلاف، عورت کی دیت اور شہادت کے مرد کی دیت و شہادت کے برابر ہونے کا فتویٰ جاری کر کے لیڈ لے جانے سے معذوری ظاہر کی، لیکن جناب طاہر القادری نے ۴/ اگست ۸۴ء کو خواتین کا گلبرگ میں جلسہ کیا جس میں مذکورہ خواتین بھی شریک ہوئیں جو اسلامی نظام نہیں چاہتی تھیں تو جنابِ طاہر ایک سازش کا شکار ہو کر اور دنیا کے بدلے دین بیچ کر قرآن و سنت و اجماع کے خلاف ان چند سرمایہ داروں کی بیگمات کی حمایت میں آواز بلند کر کے لیڈ لے گئے اور عورت کی دیت و شہادت کا جھگڑا کھڑا کر کے اسلامی نظام کے قیام میں ہمیشہ کے لئے رکاوٹ بن گئے، چنانچہ مفتی صاحب کا یہ بیان کہ طاہر القادری صاحب نے مجھے لیڈ لے جانے کا مشورہ دیا۔ لیکن میں خوفِ خدا کے تحت ایسا نہ کر سکا۔ مگر طاہر صاحب لیڈ لے گئے۔ روزنامہ وفاق، امروز، اور جنگ لاہور، جسارت کراچی مؤرخہ ۱۹/ اکتوبر ۸۴ء میں شائع ہوا اور عورت کی نصف دیت کے حق میں اجماعی مؤقف پر تمام مکاتبِ فکر کے علماء کی مشترکہ پریس کانفرنس فلیٹیز ہوٹل لاہور میں ۱۸/ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو منعقدہ ایک تقریب کے حوالے سے اخبارات میں بیان شائع ہوا۔ نیز مفتی صاحب کا وہ انکشاف ملاحظہ ہو جو مذکورہ بالا اخبارات میں چھپا۔

انکشاف

"مجلس شوریٰ کے رکن اور ممتاز عالمِ دین مفتی محمد حسین نعیمی نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ کچھ عرصہ بیشتر وہ اور پروفیسر طاہر القادری جناح ہال میں منعقدہ ایک تقریب میں اکٹھے بیٹھے تھے، پروفیسر طاہر القادری نے انہیں

marfat.com

کہا " مفتی صاحب ! آج لیڈ لے جانے کا موقع ہے ۔ میں نے اس کی وضاحت طلب کی تو کہنے لگے ۔" اگر آپ عورت کی دیت مرد کے مقابلے میں مساوی قرار دے دیں ۔ تو آپ لیڈ لے جائیں گے "، مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا پروفیسر طاہر القادری نے انہیں اس مؤقف کی تائید میں تین کتابوں کے حوالے دیئے ۔ مگر جب دیکھا تو ان تینوں کتب میں سے کسی میں بھی یہ رائے اس مفہوم میں موجود نہ تھی ۔ میں تو اس بنا پر " لیڈ "، نہ لے جا سکا کہ " کتاب و سنت " کے احکام سے سرتابی کر کے خدا کے غضب کو دعوت دینے کا متحمل نہ ہو سکتا تھا ۔ تاہم پروفیسر طاہر القادری لیڈ لے گئے ۔

بشکریہ روزنامہ وفاق ، امروز ، جنگ لاہور
وجسارت کراچی ۔ ۹ ، اکتوبر ۱۹۸۴ء

طاہر القادری نے محض لیڈ لے جانے اور سستی شہرت کمانے کے شوق میں پورے ملک و ملت ، خدا و مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کے سنہری نظام کے ساتھ غداری و بے وفائی کی ، جس مقدس نظام کے لئے اس ملک کو حاصل کیا گیا تھا ، اس کے راستے میں روڑا اٹکا دیا ۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کا ہر واقفِ حال کو رنج ہے اور رہے گا ،

۴ ، اگست کو عورتوں کے اجتماع میں جو موصوف نے خطاب کیا نوائے وقت لاہور نے اس کی درج ذیل رپورٹنگ کی ملاحظہ ہو ۔

پروفیسر طاہر القادری نے کہا ۔ " عورت کی دیت کو نصف قرار دینا اُسے غیر مسلم قرار دینے کے مترادف ہے " ۔

انہوں نے کہا کہ " یہ تفرقات زمانۂ جاہلیت کے پیدا کردہ ہیں ۔ جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم کر دیا ۔ "

marfat.com

وہ آج ۴ اگست ۱۹۸۴ء کو مجلس خواتین پاکستان کے زیر اہتمام بیگم وحیدہ مشتاق کی رہائش گاہ واقع گلبرگ میں خواتین کو قصاص و دیت کے موضوع پر درس دے رہے تھے؛

انہوں نے کہا کہ خواتین کی دیت آدھی قرار دینے کا مطلب انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا ہے؛

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۵ اگست ۱۹۸۴ء)

پھر ۸ اگست کو جناب کو صدر مملکت نے اسلام آباد طلب کر لیا اور حکم دیا کہ کابینہ کے سامنے اپنا موقف بیان کریں، چنانچہ موصوف کی اس تقریر کے بارے میں ان کے دوست پروفیسر وارث میر کہتے ہیں۔

"انہوں (طاہر القادری) نے اسلام میں اصول حرکت یعنی اجتہادی کاوشوں کو جاری رکھنے کی محض بات ہی نہیں کی، اپنی بات پر عمل کر کے بھی دکھا دیا ہے۔ قادری صاحب نے ۵ اگست کے نوائے وقت میں اپنے ایک بیان کے ذریعے عورت کی نصف دیت کے حامیوں کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ایسا کرنا عورت کو جاہلیت کے دور میں پھینک دینے کے مترادف ہے۔ اس بیان نے حکومتی اور دینی حلقوں میں ہلچل پیدا کر دی۔ صدر مملکت نے بھی قادری صاحب کو کابینہ کے ایک خصوصی اجلاس ۸ اگست میں مدعو کیا۔ اس اجلاس میں عورت کی نصف دیت کی مخالفت میں قادری صاحب کے زوردار دلائل نے سب کو متاثر کیا۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

آخر ۹ اگست کو صدر مملکت نے قصاص و دیت کے قانون کے التواء کا اعلان کر دیا۔

marfat.com

(ملاحظہ ہو روز نامہ نوائے وقت لاہور ۹ اگست ۱۹۸۴ء)

یہ ایک سازش تھی کہ صدر ضیاء الحق پر شوریٰ کا دباؤ تھا اور اس دباؤ میں آکر اس نے ۱۴ اگست ۱۹۸۴ء کو اسلامی قوانین خصوصاً قصاص و دیت اور قاضی کورٹس کے نافذ کرنے کے اعلان کا وعدہ کر لیا تھا، مگر صدر کے آس پاس کے رفقاء اور اور کچھ دیگر ارباب اقتدار شاید نہیں چاہتے تھے کہ اسلامی قانون کا نفاذ ہو لیکن اب اسکے لئے معقول بہانہ اور معقول عذر درکار تھا۔ اس سلسلے میں انہیں طاہر القادری بکاؤ مال ہاتھ آگیا۔ اور اس کے ساتھ سودا ہوگیا۔ چنانچہ اس نے عورت کی دیت کے بارے میں جھگڑا ڈال کر حکومت کو چانس فراہم کر دیا۔ اس کے بعد جناب کیساتھ کئے گئے وعدے پورے ہوئے۔ ایک سو ساٹھ کنال اراضی بھی اونے پونے داموں آپ کو دے دی گئی۔ ایک ہنڈا کار نئی شوروم سے نکل کر آگئی۔ اور پورے ملک کے سرمایہ داروں کو اشارہ ہوگیا کہ اندرون ملک اور بیرون ملک اپنے وسائل سے اس کی ہر ممکن مدد کی جائے، چنانچہ اس کے بعد ایسا ہی ہوا یہ وہی طاہر القادری ہے جسے زمانہ جھنگ کی وکالتی پریکٹس کے دوران شاید سائیکل خریدنے کی استطاعت بھی نہ تھی۔ اب ایک مسئلہ میں اسلامی نظام کے مخالفوں کے ہاتھ فروخت ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تو اب جناب کے ارد گرد کلاشنکوفوں والے محافظ اور گاڑیاں اور دولت کی ریل پیل ہے۔ ماشاء اللہ جناب نے ارباب اقتدار اور مخالفین اسلام سے دام معقول وصول فرمائے ہیں

دو گواہ

چنانچہ روزنامہ جنگ لاہور بروز بدھ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء میں مولانا متین ہاشمی کا درج ذیل بیان شائع ہوا جوانہوں نے دیت کے متعلق مذاکرہ شادمان میں جس کا اہتمام طاہر القادری نے کیا تھا، طاہر القادری کی موجودگی میں متین ہاشمی صاحب نے یہ بیان فرمایا۔

"انہوں (متین ہاشمی) نے معتبر ذرائع کے حوالہ سے بتایا کہ ۱۴ اگست ۸۴ء

marfat.com

کو قاضی آرڈیننس کے نفاذ کا فیصلہ کر لیا گیا تھا۔ لیکن دیت کے تنازعہ کی وجہ سے ملک ایک اچھے قانون کے نفاذ سے محروم رہ گیا۔"

جناب عرفانی فرماتے ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد کے ہمہ وقتی ممبر جناب عبدالمالک عرفانی لکھتے ہیں:

اس مسئلہ پر شدید اختلاف رائے پیدا ہونے سے مسودۂ قانون قصاص و دیت کی منظوری معرض التواء میں پڑ گئی ہے اور اگر یہی صورت رہی تو شاید یہ التوا مستقل حیثیت اختیار کر جائے۔"

(عورت کی دیت صے طبع اردو بازار لاہور)

ان فاضل دو گواہوں نے گواہی دے دی کہ طاہر القادری کے شور مچانے اور اجماعی مسئلۂ دیت کے خلاف ایک سازش کے تحت آواز بلند کرنے سے اسلامی نظام کو روک دیا گیا۔

---

marfat.com

ایک تازہ واقعہ

ابھی کا تازہ واقعہ ہے کہ صدر مملکت نے راقم سمیت کچھ علماء کو نفاذِ شریعت آرڈیننس پر نظرِ ثانی کرنے اور بہ اتفاق رائے اس کی منظوری دینے کے لئے اسلام آباد بلایا۔ آخر میں صدر صاحب نے قصاص و دیت کے قانون کو بھی آرڈیننس کے ذریعے نافذ کرنے کا وعدہ کیا مگر جناب خالد اسحاق ایڈووکیٹ کراچی نے یہ کہکر اس کو ایک بار پھر ملتوی کرا دیا۔ کہ دیت کے مسئلہ میں (خالد صاحب نے اپنی اور طاہر القادری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) چونکہ بعض حضرات کو اختلاف ہے۔ اس لئے اسے فی الحال نافذ نہ کیا جائے۔ جس پر صدر صاحب نے اسے پھر ملتوی کر دیا۔ مگر راقم نے صدر صاحب کو مشورہ دیا کہ اسے ملتوی کرنے کی بجائے وفاقی شریعت کے حوالہ کیا جائے۔ اور وہ عورت کی دیت کے اس مسئلہ پر بحث کے لئے معترض حضرات کو دعوت دے ہم بھی پیش ہوں گے۔ اور خالد اسحاق اور طاہر القادری بھی آئیں۔ وہاں حق واضح ہو جائے گا۔ اور ساتھ ہی عدالت کو ہدایت کی جائے کہ وہ پندرہ دن کے اندر اندر بحث کرا کر اپنا فیصلہ دیدے کہ عورت کی دیت نصف ہے یا مرد کی دیت کے برابر۔ چنانچہ صدر صاحب نے راقم کی رائے سے اتفاق فرمایا۔

قارئین:۔ یہ اسلام کا قانونِ قصاص و دیت ہی جو ملک میں قتل و غارت اور مار دھاڑ کو روک سکتا ہے۔ قانونِ قصاص و دیت کے نافذ کرنے میں جب تک تاخیر رہے گی، قتل و غارت اور مار دھاڑ کا بازار گرم رہے گا۔ اور اس کی تمام تر ذمہ داری طاہر القادری پر ہوگی۔ اور اس کا گناہ اس کے عمل نامہ میں لکھا جاتا رہے گا۔

marfat.com

ایسے علامہ جو دیکھکر بھی قرآن صحیح نہ پڑھ سکیں

جناب طاہر القادری اس بدقسمت دور کے ایسے علامہ ہیں، جنہیں دیکھکر بھی قرآن صحیح پڑھنا نہیں آتا چنانچہ دیال سنگھ لائبریری میں عورت کی دیت پر مذاکرہ کے دوران راقم سمیت اور بھی کئی ایک اہل علم حضرات موجود تھے۔ جناب طاہر صاحب تفسیر احکام القرآن جصاص کو سامنے رکھ کر اور دیکھکر درج ذیل آیت پڑھنے لگے۔

" وَمَا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ " کو " أَوْ أُنْثَىٰ " پڑھا اور تین بار اور تینوں بار " أَوْ أُنْثَىٰ " پڑھا۔ آخر سب نے جناب کو لقمہ دیا کہ آیت کو صحیح پڑھیے " أَوْ أُنْثَىٰ " پڑھیے۔ تب جناب نے صحیح پڑھا ہوا ورنہ قرآن سامنے رکھ کر غلط نہ پڑھتے۔

دوسرا واقعہ جناب رشید احمد صاحب ناظم مطبوعات جمعیۃ شبان اہلحدیث راولپنڈی لکھتے ہیں کہ ۲۵ ستمبر کی شام پاکستان ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والے خطاب بہ عنوان " رحمۃ للعالمین " میں ڈاکٹر طاہر القادری صاحب موصوف نے قرآنی آیت " رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا " (المومن ۷) میں وَسِعْتَ کو وُسِعَتْ پڑھا حالانکہ مصحف (قرآن) شریف انکے سامنے تھا " انا للہ وانا الیہ راجعون " (نابغہ عصر کا مبلغ علم صہ ۲ طبع راولپنڈی) اور تعجب یہ ہے، کہ جناب ڈاکٹر و علامہ پروفیسر کی بد سے بدترین جہالت و حماقت اور قرآن سے قطعاً بے خبری کا عالم یہ ہے، کہ موصوف نے جیسے ٹی وی پر اس آیت کو غلط پڑھا، ایسے ہی تسمیۃ القرآن میں بھی اسے غلط لکھا اور ترجمہ بھی غلط کیا ملاحظہ ہو (تسمیۃ القرآن صفحہ ۱۲۳ طبع ماہ مئی ۱۹۸۱ء)

" رَبَّنَا وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا " ہمارا رب جسکی رحمت اور علم ہر شئ پر حاوی ہے۔" حالانکہ صحیح آیت یوں ہے " رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا "، (المومن ۷) اس کا صحیح ترجمہ یوں ہے، " اے ہمارے رب تو رحمت و علم کے اعتبار سے ہر شئ کو وسیع ہے۔

قارئین : یہ طاہر القادری کے لئے اور اس کے رفقاء و سرپرستوں کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے محل عبرت ہے، کہ موصوف جسے نہ قرآن صحیح پڑھنا آتا ہے، نہ ترجمہ درست کرنا آتا

marfat.com

ہے، جعل سازی سے باز آجائیں اور اس کے رفقاء و معاونین اس کی رفاقت و معاونت سے توبہ کریں۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے ہاں جوابدہی کے لئے تیار رہیں، اور ہم موصوف سے بڑے ادب سے عرض کریں گے۔ ؎

حضرت جو تالیف اور تصنیف کریں ہم بیٹھ کے انجمن میں تعریف کریں
حق پر نہ نگاہ جن بزرگوں کی ہو، بہتر ہے یہی کہ وہ نہ تکلیف کریں

marfat.com

پروفیسر طاہر القادری کی بدترین جہالت

قارئین :۔ پروفیسر و علامہ ڈاکٹر طاہر القادری کے علامہ پن کا مشاہدہ فرمائیں یا اس کی بدترین جہالت کا ایک اور روشن نمونہ ملاحظہ کریں ، موصوف اپنی کتاب "تسمیۃ القرآن" میں جس کے بارے میں وہ لکھتے ہیں "میں اپنی زیر تالیف تفسیر "منہاج القرآن" کا ایک ایک حرف اور ایک ایک جز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں" گر قبول افتد زہے عزو شرف (ملاحظہ ہو ، انتساب تسمیۃ القرآن) لکھتے ہیں

"عربی قاعدے کی رو سے "الرحمن" اسم فعلان واقع ہوا ہے . فعلان کا باب عام طور پر ایسی صفات کے لئے استعمال ہوتا ہے . جو محض حالت کی حیثیت سے کسی ذات میں موجود ہوتی ہیں ، مثلاً پیاسے کے لئے "عطشان" مست و بے خود کے لئے "سکران" غضبناک کے لئے "غضبان" پریشان و ششدر ہونے والے کے لئے "حیران" بہنے والے کے لئے "جریان" اور سرکشی و بغاوت کے لئے "طغیان" (تسمیۃ القرآن صفہ ۱۱)

قارئین :۔ یقین فرمایئے کہ اس بے ہودہ و لغو اور جاہلانہ تحقیق پر مشتمل کتاب کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا کی طرف انتساب سے ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کانپ اٹھی ہوگی اور آپ کو اس انتساب سے یقیناً ایذاء پہنچی ہوگی ، اس قدر بڑی جسارت کہ بے سروپا اور بے بنیاد اور جاہلانہ تفسیر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی طرف منسوب کیا جائے ، انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اہل علم جانتے ہیں اور جنہوں نے کچھ عربی قواعد پڑھے ہوں گے ، وہ پروفیسر صاحب کی اس نرالی تحقیق پر ضرور غم کے آنسو بہائیں گے . سب اہل علم جانتے ہیں کہ "رحمٰن" اسم مبالغہ ہے اس کا وزن "فَعْلَان" ہے . اس میں پہلے حرف پر فتح (زبر) ہے اور دوسرے حرف پر جزم ، لیکن اس کی آخری دو مثالیں ، جو نام نہاد علامہ نے پیش کی ہیں . یعنی ایک "جَرَیان" اور دوسری "طُغیان" وہ نہ صرف غلط بلکہ موصوف کی بدترین

marfat.com

جہالت کا روشن ثبوت ہیں۔ کیونکہ "جَرَیان" کے پہلے حرف پر اگرچہ زبر ہے، مگر دوسرے پر جزم نہیں ہے، بلکہ اس پر بھی زبر ہے، نیز یہ کوئی رَحْمٰن کی طرح اسم مبالغہ نہیں بلکہ مصدر ہے۔ ملاحظہ ہو اقرب الموارد میں لکھتے ہیں: "جَرٰی یَجْرِی جَرْیًا وَ جَرَیَانًا۔ (اقرب الموارد ج ا صفحہ ۱۱۹) لہٰذا اسم مبالغہ کے لئے مصدر کی مثال پیش کرنا اور دونوں کو ایک دوسرے پر قیاس کرنا کسی اہل علم سے نہیں، طاہر القادری جیسے نام نہاد علامہ سے ہی متوقع ہو سکتا ہے۔ اسی طرح موصوف کا لفظ "رَحْمٰن" کی تحقیق میں "طُغیان" کی مثال پیش کرنا بھی موصوف کی علمی ابتری کا چمکتا ثبوت ہے۔ کیونکہ "رَحْمٰن" کے پہلے حرف پر فتح (زبر) ہے لیکن "طُغیان" کے پہلے حرف پر ضم (پیش) ہے۔ پھر "رَحْمٰن" اسم مبالغہ ہے، اور "طُغیان" مصدر ہے، چنانچہ المنجد میں ہے "طَغِیَ یَطْغَیٰ طَغْیًا وَ طُغْیَانًا" (صفحہ ۴۶۷)

قارئین :- جب کوئی شخص کسی ایسے منصب پر فائز ہو جائے، جس کا وہ اہل نہیں تو اس منصب کی جو مٹی پلید ہو گی۔ اس کا قیاس کون کر سکتا ہے۔ طاہر القادری صاحب جو بنیادی طور پر ایک وکیل ہیں، جھوٹے خوابوں اور جھوٹی بشارتوں کے ذریعے اور جھوٹے علامہ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے، قرآن کی تفسیر لکھنے اور اس کے الفاظ و معانی کی تحقیق فرمانے لگے ہیں، ان سے ایسی جاہلانہ باتوں کا سرزد ہونا کوئی عجیب بات نہیں، بس ان کی خدمت میں اس کے سوا کیا عرض کیا جا سکتا ہے۔ کہ خدارا تصنیف و تالیف کے دھندے سے باز آجائیں، بہت کچھ کما لیا ہے، اب خدا کا خوف کریں اور قرآن و سنت اور اسلامی علوم کو مزید تختۂ مشق و ستم نہ بنائیں۔ ؎

بس ایک سخن بندۂ عاجز کا ہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو۔

marfat.com

کرام اور مُقَطَّعَات

جناب طاہر اپنی جملہ مطبوعات و تصنیفات کی قابلِ قبول باتوں کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان میں کی گئی غلطیوں اور جہالتوں کو اپنے ساتھیوں کے سر پر ڈال دیتے ہیں کہ میری کتابوں کی تدوین و ترتیب اور نظر ثانی کرنا جناب نیر صاحب، جاوید صاحب اور حافظ مفتی محمد خاں کی ذمہ داری ہے۔ غلطیوں کو ان کی طرف لوٹایا جائے اور اچھائیوں کو میرے پلے باندھا جائے۔ جیسا کہ انہوں نے حضرت مولانا تقدس علی خاں کی خدمت میں ارسال کئے گئے جواب میں لکھا ہے۔ لیکن تسمیۃ القرآن و تفسیر سورۃ فاتحہ ایسی اور بھی کئی کتب و رسائل ہیں۔ جس پر کسی اور کا نام ہی نہیں ہے۔ ان میں بھی بے شمار جہالتیں اور حماقتیں بھری پڑی ہیں اور کیسٹوں میں الفاظ کے تلفّظ تک کی پھر ان کے معنوں کی بے شمار غلطیاں ہیں مثلاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی دوڑ والی حدیث، اور اسی طرح کی بے شمار مثالیں ہیں جو ہماری اس کتاب میں آپ کو ملیں گی۔ اسی طرح آپ ایک لفظ بولتے ہیں۔ "کَرام" کاف کی فتح یعنی زبر کے ساتھ حالانکہ صحیح لفظ "کِرام" ہے اور لفظ "مقطّعات" طا کی کسرہ (زیر) کے ساتھ کہتے ہیں یہ جہالت کے سوا کچھ نہیں (سنئے خطبہ جمعہ مؤرخہ ۸۱/۸/۵ شمائل نبوی قسط نمبر ۱۔ حلیہ مبارک، سراپا) اسی طرح سن لیجئے ۸۴/۱۲/۲۳ خطبۂ جمعہ خلقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسلسلہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسط نمبر ۲۔ اس میں ایک حدیث پڑھتے ہیں۔ اس میں لفظ "تَنَبَّتَ" کہتے ہیں۔ حالانکہ حدیث شریف میں لفظ "تنبّت" نہیں ہے یہ غلط ہے اور جناب طاہر کی جہالت کا کرشمہ ہے۔ جبکہ یہ لفظ اصل میں "تَنَبَّأتَ" ہے۔ لیکن علامہ، ڈاکٹر، مفکر کہلانے والے جناب طاہر کو اس قدر بھی شعور نہیں کہ یہ لفظ کیا ہے؟ جب علمی بے بضاعتی کا یہ عالم اور جہالت کا یہ حال

کاف کی فتح یعنی زبر کے ساتھ حالانکہ صحیح لفظ "کِرام" کاف کی کسرہ زیر سے ہے اور

marfat.com

ہو کہ حدیثِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کے الفاظ صحیح سمجھ میں نہ آئیں اور ان کے تلفظ کی صحت تک جناب کو معلوم نہ ہو۔ پھر دعویٰ کرنا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ کا پیالہ پلایا اور منہاج القرآن بنانے کا حکم فرمایا اور خود لاہور تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔ سراسر جھوٹ، بہتان اور ڈھٹائی نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خدمت کے لئے ایسا ہی شخص ملا تھا جو ایل ایل بی سے بڑھ کر کوئی صلاحیت نہیں رکھتا اور فریب دہی کے ذریعے علماء کی صف میں شامل ہو گیا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

کہتی ہے فلک کی گردش ان سے
تم کیا ہو تمہاری ہستی کیا ہے

marfat.com

جھوٹے حوالے

جناب علامہ طاہر القادری صاحب اپنی تقاریر میں جھوٹے حوالے اور جھوٹی و من گھڑت عبارتیں پیش کرنے کے عادی بھی ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ سامعین کوئی علماءِ دین تو ہیں نہیں۔ لہٰذا جو جی میں آتے کہتے اور لکھتے ہیں۔ اس کی ایک مثال تو یہ ہے کہ

موصوف اپنی اسی کتاب اجزائے ایمان کے حصّہ دوم صفحہ ۱۸۳ پر فرماتے ہیں

" عدل کی تعریف علمائے لغت نے ان الفاظ میں کی ہے۔

" وضع الشئ علی محلہ"

امام راغب الاصفہانی، مفردات القرآن، بذیل مادہ عدل"

یعنی امام راغب نے اپنی کتاب مفردات القرآن میں عدل کے مادہ کے تحت عدل کی تعریف یوں لکھی ہے" وضع الشئ علی محلہ" لیکن، یقین فرمایئے کہ امام راغب علیہ الرحمۃ نے عدل کے مادہ کے تحت عدل کی یہ تعریف ہی نہیں لکھی۔ اہلِ علم حضرات کتاب اٹھا کر دیکھ لیں اور جناب طاہر صاحب کی علمی دیانت کی داد دیں۔

marfat.com

داڑھی کی حد شرعی

جناب طاہر کا یہ کہنا کہ داڑھی ایک قبضہ سے کم دو اُنگل کے برابر بھی سنت ہے۔ بالکل غلط اور جاہلانہ بات ہے۔ ہمارے فقہاء کرام واضح فرما رہے ہیں کہ

المسنون وھو القبضۃ — کہ مسنون قبضہ ہی ہے (یعنی چار انگل)

(ہدایہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی داڑھی مبارک ایک قبضہ تھی اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے کر اس سے زائد بال تراش دیتے تھے یہ حدیث بخاری شریف کتاب الحج میں اور ابو داؤد و نسائی کی کتاب الصوم میں موجود ہے اور فتح القدیر میں ہے۔

واما الاخذ منھا وھی دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد (ج ۲ ص۳۴۸)

کہ داڑھی میں سے کچھ لینا کہ وہ قبضہ سے کم ہو جائے۔ جیسا کہ بعض اہلِ مغرب اور مخنث مرد کرتے ہیں تو اسے کسی نے بھی جائز نہیں کیا۔

درمختار میں ہے" المسنون وھو القبضۃ " کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ایک قبضہ ہی ہے۔ ظاہر ہے کہ سنت کا اس سے کوئی کم حصہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم جواز کے لئے اس پر عمل بھی فرماتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی اس سے کم نہ فرمائی اور جس کام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ فرمایا ہو اور اسے کبھی بھی ترک نہ کیا ہو وہ واجب ہوتا ہے لہٰذا داڑھی بقدر قبضہ واجب ہے اور اسے مسنون بایں معنیٰ کہا جاتا ہے کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے یعنی اس کا واجب ہونا

marfat.com

سنت سے ثابت ہے۔ لہٰذا طاہر صاحب کا کہنا کہ دو انگل بھی سنت میں شامل ہے ان کا اپنا اجتہاد ہے اور اسلامی تعلیمات میں گمراہ کن ترمیم و تبدیلی اور اس غرض کا ہی حصہ ہے جس کے لئے ادارہ منہاج القرآن معرضِ وجود میں لایا گیا۔

نیز کتب فقہ میں ہے کہ جب داڑھی سنت کے مطابق ہو تو اسے اس نیت سے تیل نہ لگائیں کہ یہ اور بڑھے کیونکہ سنت کی مقدار پوری ہو گئی اب اسے بڑھانے کی حاجت نہیں ہے اس پر علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ شرح در مختار میں فرماتے ہیں کہ

واذا کانت بقدر المسنون وھو القبضۃ) اما اذا لم تکن القدر المسنون فلا یکرہ لتصلہ	جب داڑھی بقدر مسنون ہو اور وہ قبضہ ہے (تو اسے تیل نہ لگائے کہ اور بڑھے) لیکن جب قدرِ مسنون نہ ہو تو حرج نہیں تاکہ بڑھ کر قدرِ مسنون کو پہنچ جائے۔
(طحطاوی ج ا صـ۴۶)	

علامہ امام طحطاوی علیہ الرحمۃ کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ دو انگل داڑھی ہرگز سنت نہیں ہے اگر سنت ہوتی تو اسے مزید بڑھانے کے لئے تیل لگانے کی حاجت و اجازت نہ ہوتی۔ جب کہ امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ اگر داڑھی قدر مسنون قبضہ سے کم ہے تو اس نیت سے داڑھی کو تیل لگانے میں حرج نہیں کہ وہ بڑھ کر قدرِ مسنون تک پہنچ جائے۔ لہٰذا طاہر صاحب کا دو انگل داڑھی کو قدرِ مسنون قرار دینا اسلامی تعلیمات میں تحریف اور دین کے مسلمات میں تبدیلی کرنے کی جسارت اور اپنی شریعت ایجاد کرنا ہے ؎

جسے چاہیں اسے حق ملتے ہیں
جسے چاہیں خطا گردانتے ہیں۔

marfat.com

سبع مثانی کی مُراد میں غلط بیانی اور تحریف

پروفیسر طاہر القادری صاحب عام طور پر جعلی قسم کی باتیں کر کے عام لوگوں کو اپنی مصنوعی علمیت سے متاثر کرنے کی خوب مہارت رکھتے ہیں بلکہ خلافِ واقعہ باتیں بڑی جسارت کے ساتھ سپردِ قلم فرما دیتے ہیں۔ اس کی کئی ایک مثالیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے اور آگے بھی آئیں گی۔ کہ موصوف اپنی اسی کتاب "سُورۃ فاتحہ اور تعمیرِ شخصیّت" کے صفحہ ۳۰ پر "السبع المثانی" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

"سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِی" سے مُرادِ بالاتفاق سُورَۃ فاتحہ ہے"

اسی طرح صفحہ ۴۲ اور ۴۳ پر بھی موصوف نے دعویٰ کیا ہے کہ "اس پر سب کا اتفاق ہے کہ سبع مثانی سے مرادِ سورۃ فاتحہ ہے"۔ لیکن، قارئین! یقین فرمائیں کہ پروفیسر صاحب کا یہ دعویٰ، قرآنی علوم کی تحقیق میں کذب بیانی، غلط گوئی اور کھلی تحریف ہے۔ بلا شبہ پروفیسر صاحب کے اس دعویٰ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ موصوف قرآنی علوم سے صحیح خبر نہیں رکھتے بلکہ خود بھی بھٹکے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی بھٹکانے میں لگے ہوئے ہیں۔

ع ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے

سچ بات یہ ہے کہ سبع مثانی سے، سورۃ فاتحہ کے مراد ہونے میں آئمہ کا کوئی اتفاق نہیں ہے۔ بلکہ "سبع مثانی" کی مراد میں، خود صحابہ کرام اور تابعین میں اختلاف رہا ہے اس سلسلے میں کہ "سبع مثانی" سے کیا مراد ہے۔ اصحابِ تفاسیر نے مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔ بعض مفسرین نے تین قول نقل کئے اور بعض نے چار اور امام فخر الدین عمر رازی علیہ الرحمۃ نے پانچ اقوال نقل کئے اور آخری قول کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ یہ پانچواں قول، چوتھے

marfat.com

قول سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔ اگرچہ ان میں بعض اقوال بعض کی نسبت قوی یا اقوی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ امام رازی لکھتے ہیں :-

"وللناس فیہ اقوال" سبع مثانی کے بارے میں کئی اقوال ہیں، پہلا قول جو اکثر مفسرین کا قول ہے۔ یہ ہے کہ اس سے مراد فاتحۃ الکتاب یعنی سورۃ فاتحہ ہے یہ حضرت علی، عمر، ابن مسعود، ابوہریرہ، حسن، ابوالعالیہ، مجاہد، ضحاک، سعید بن جبیر اور قتادہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ سبع مثانی سے مراد یہ سات طویل سورتیں ہیں۔ بقرہ، آلِ عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور انفال و توبہ اکٹھی (کیونکہ ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہ لا کر ان میں فرق نہیں کیا گیا) اور ان کو مثانی اس لئے کہا گیا ہے کہ ان میں حدود / امثال وغیرہ مکرر مذکور ہوئے ہیں یہ حضرت عبداللہ بن عمر اور بعض روایات کی رو سے حضرت ابنِ عباس اور ان کے شاگرد، سعید بن جبیر و مجاہد کا قول ہے۔ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت سفیان سے یہ قول بھی مروی ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ سبع مثانی سے وہ سات سورتیں ہیں جو طوال و مئین سے کم اور مفصل سے زائد ہیں اور چوتھا قول یہ ہے کہ سبع مثانی سے مراد سارا قرآنِ کریم ہے اور یہ بھی بعض روایات میں حضرت ابن عباس اور ان کے شاگرد حضرت طاؤس سے مروی ہے اور پانچواں قول یہ ہے کہ اس سے مراد فاتحہ اور مثانی سے مراد سارا قرآن کریم ہے۔"

(تفسیر کبیر ج ۱۹ صہ ۲۰۷ تا صفہ ۲۱۱ و تفسیرِ مظہری ج ۵ صفہ ۳۱۲ تا صفہ ۳۱۴ و تفسیر در منثور ج ۴ صفہ ۱۰۴ تا ۱۰۵ و تفسیر روح المعانی ج ۱۴ صفہ ۷۸ تا ۷۹ و تفسیر امام قرطبی ج ۱۰ صہ ۵۴/۵۵ و تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التاویل امام ابی البرکات نسفی ج ۱ صفہ ۲۷۸)

قارئین ملاحظہ فرمائیے، دورِ جدید کے خود ساختہ مفسر پروفیسر طاہر القادری صاحب

کا دعویٰ کہ "سبعا من المثانی" سے مراد "بالاتفاق" سورۃ الفاتحہ" ہے
ان کی کس قدر صریح غلط بیانی، علوم قرآن سے بے خبری اور عوام مسلمانوں کو علوم
قرآن سے متعلق غلط معلومات فراہم کرنے کی بڑی جسارت ہے۔ کیا حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم ایسے شخص کو دین کے بیڑے کا ناخدا بنانے لگے تھے؟ جو امت کو قرآن و
سنت کی غلط تعبیر و غلط تفسیر فراہم کرکے الٹا اس کے بیڑے کو ڈبوئے جا رہا ہے؟
لاحول ولا قوۃ الا باللہ، پروفیسر صاحب کو امت سے کیا غرض،
ان کو تو سستی شہرت اور اس کے ذریعے سادہ لوح قوم سے لاکھوں اور کروڑوں
روپے چندہ سے دلچسپی ہے۔

کرم کوشیاں ہیں، ستم کاریاں ہیں
بس اک دل کی خاطر یہ تیاریاں ہیں

marfat.com

پروفیسر طاہر القادری کا ائمہ دین پر ایک اور بہتان

قارئین! پروفیسر طاہر القادری نے "سبع مثانی" سے متعلق ایک دعویٰ کیا تھا کہ "سبع مثانی سے مراد بہ اتفاق سورۃ فاتحہ ہے"۔ ان کے اس دعویٰ کو دلائل کی روشنی میں ہم غلط اور ائمہ پر بہتان قرار دے چکے۔ اب موصوف نے ایک اور دعویٰ فرمایا ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب "سورۃ فاتحہ اور تعمیرِ شخصیت" کے صفحہ ۴۴ پر دعویٰ فرماتے ہیں کہ

"ائمہ و محدثین کا اجماع ہے کہ یہ عبادت ملتِ ابراہیمی کے مطابق زیادہ تر فکر و مراقبہ پر مشتمل ہوتی تھی"

پروفیسر صاحب کا یہ دعویٰ قطعاً غلط بلکہ ائمہ و محدثین پر کھلا افتراء، اور دین میں تحریف ہے۔ ائمہ و محدثین کا اس بات پر کوئی اجماع نہیں ہے۔ بلکہ پروفیسر صاحب کے دعویٰ کے برعکس اس میں ائمہ و محدثین کا اختلاف ہے:

چنانچہ امام محمد بن یوسف الکرمانی، شارح بخاری، شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں جو عبادت فرماتے تھے اس میں تین احتمال ہیں۔ ایک احتمال یہ ہے کہ کسی سابقہ شریعت کے مطابق عبادت فرماتے تھے۔ پھر اس میں بھی کئی ایک اقوال ہیں کہ وہ کس کی شریعت تھی ایک قول شریعتِ نوح کا ہے دوسرا شریعتِ ابراہیم کا، تیسرا شریعتِ موسیٰ کا اور چوتھا شریعتِ عیسیٰ کا اور ایک قول یہ ہے کہ اس عبادت کا کسی کی شریعت سے ہونا ہی ثابت نہیں ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عبادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ہی عقل و شعور کے تقاضا کے مطابق ہوتی تھی اور تیسرا احتمال یہ ہے کہ وہ عبادت

marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی شریعت کے مطابق تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رویائے صالحہ سے حاصل ہوتی تھی۔"

(خلاصۂ عبارت شرح کرمانی ج ۱ ص ۳۲/۳۳)

اور امام بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

"ان عبادته علیه الصلوٰة والسلام قبل البعثة هل کانت شریعة احد ام لا؟ فیه قولان لاهل العلم وعزی الثانی الی الجمهور، انما کان یتعبد بما یلقی الیه من نور المعرفة الخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی عبادت، کیا کسی کی شریعت تھی یا نہ؟ اس میں اہلِ علم کے دو قول ہیں دوسرے قول کی نسبت جمہور کی طرف کی گئی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل پر جو نورِ معرفت ڈالا جاتا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی کے مطابق عبادت کرتے تھے

(عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۱)

لیجئے، جناب پروفیسر طاہر القادری کی علمی صحت و تحقیق کا نظارہ بھی کیجئے۔ جن کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ادارہ منہاج القرآن اس لئے قائم فرمایا ہے کہ وہ دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق، دین کی جدید تعبیر کریں گے۔ اور یہ کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ خدمت سونپی ہے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔ جس شخص کی معلومات کا یہ عالم ہو کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عبادت کی کیفیت کا صحیح علم نہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حراء میں فرماتے تھے۔ اس کا اجتہاد، دین کی جدید تعبیر و توجیہہ کرنے اور خدمتِ دین کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مامور ہونے کا دعویٰ سادہ لوح عوام کو مغالطے میں ڈالنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اہلِ علم حضرات جنہوں نے اس شخص کو قریب سے دیکھا ہے خوب پہچان گئے ہیں۔ خدا کرے

marfat.com

اس کی شب بیداریوں کے چکروں میں پڑے ہوئے عوام بھی اس کو پہچان لیں ے

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من اندازِ قدت را می شناسم

غرض یہ کہ جناب پروفیسر صاحب اپنی نادانی سے اسے تمام ائمہ و محدثین کا اجماع و اتفاق قرار دے کر نہ صرف ائمہ و محدثین پر افتراء و بہتان باندھ رہے ہیں۔ بلکہ آنے والی خالی الذہن نسلوں کو بھی جہالت و نادانی کے گڑھے میں گرا رہے ہیں اور قوم کے لاکھوں اور کروڑوں روپے اسی جہالت کو فروغ دینے پر بے دریغ صرف فرما رہے ہیں۔

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

marfat.com

تصوّف میں تحریف

جناب طاہر القادری صاحب نے جہاں قرآن و حدیث و فقہ میں تحریف فرمائی ہے وہاں تصوّف بھی جناب کی تحریف سے محفوظ نہیں رہا۔ چنانچہ اہلِ علم حضرات اس بات سے با خبر ہوں گے۔ تصوّفِ عملی کی ابتدا تزکیۂ نفس سے ہوتی ہے اور تزکیۂ نفس کے بعد فنا کا مقام آتا ہے۔ جناب طاہر القادری صاحب تصوّف کا درس بھی دیتے اور اپنے آپ کو روحانی پیشوا کی حیثیت سے منوانے کے لئے اخبارات میں اپنی شب بیداریوں کے اشتہارات بھی چھپواتے ہیں۔ جب کہ اس سلسلے میں جناب کی علمی صلاحیت کا یہ عالم ہے کہ نہ تو تزکیۂ نفس کے معنی جانتے ہیں اور نہ ہی فنا کے معنی و مفہوم کی سمجھ رکھتے ہیں۔

تزکیۂ نفس کے غلط معنی

چنانچہ تزکیۂ نفس کی امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ نے جو تعریف کی ہے۔ موصوف اپنی اسی کتاب "اسلامی فلسفۂ زندگی" میں اس کو نقل کرنے کے بعد اس کا ترجمہ فرماتے ہیں

"تنمیتھا بالخیرات والبرکات" (ترجمہ) خیرات و برکات کا انسانی نفس میں نشو و نما پانا تزکیۂ نفس ہے۔

اس ترجمہ کی رو سے مطلب یہ ہوگا کہ نفسِ انسانی میں خیرات و برکات (نیکیاں) نشو و نما پاتی ہیں۔ یہ ترجمہ غلط ہی نہیں جاہلانہ اور احمقانہ بھی ہے۔ جب کہ اس عبارت کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "نفسِ انسانی کو خیرات و برکات (نیکیوں) کے ذریعے نشو و نما دینا اور

marfat.com

پروان چڑھانا، تزکیۂ نفس کہلاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خیرات و برکات نشو و نما
نہیں پاتیں۔ بلکہ ان کے ذریعے نفس کو نشو و نما دی جاتی ہے۔ یعنی خیرات و اعمالِ
صالحہ، نفس کے ستھرا کرنے اور اس کو سنوارنے کا ذریعہ ہیں۔ پھر پروفیسر طاہر القادری صاحب
کی کم علمی کا مظاہرہ بھی دیکھئے کہ امام راغب کے کلام میں لفظ **تنمیتھا** " میں "تنمیہ"
باب تفعیل کا مصدر ہے اور متعدی ہے جس کے معنی ہیں، نشو و نما دینا اور پروان چڑھانا
مگر موصوف اس کا ترجمہ "نشو و نما پانا"، کر کے اسے لازم بنا دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

جناب طاہر صاحب نے جو امام راغب کی عبارت کا ترجمہ فرمایا۔ اس کی رو سے
جناب طاہر صاحب کے نزدیک گویا خیرات و برکات (نیکیاں)، نشو و نما پاتی ہیں لیکن نفسِ
انسانی وہاں کا وہاں ہی رہتا ہے۔ غالباً موصوف نے اپنے ہی حال کے مطابق اس کا
ترجمہ فرمایا ہے۔

افسوس کہ جس شخص کو تزکیۂ نفس کا معنی کرنا نہیں آتا وہ لوگوں کو تزکیۂ نفس کی تعلیم
دے رہا ہے۔ پروفیسر صاحب قرآن و حدیث کا بھی یہی حشر فرما رہے ہیں۔ ان کی تحریفی
کارستانیوں سے کوئی بھی شعبہ علم و تحقیق محفوظ نہیں رہا۔ ؎

دستِ جنوں نے ایسی اڑائی ہیں دھجیاں
چھوڑا نہ ایک جیب و گریباں کے تار کو!

marfat.com

فنا کی غلط تفسیر

محترم طاہر القادری صاحب نے اپنے خود ساختہ تصور تصوف کے سلسلے میں
فنا کی جو تفسیر فرمائی ہے وہ نہ صرف غلط بلکہ گمراہی ہے اور گمراہ کن بھی۔ چنانچہ وہ اپنی
کتاب "اسلامی فلسفۂ زندگی" کے صفحہ ۵۰ پر فنا کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں "اپنی ذات
فنا کردو"۔ "وصالِ ذات کی شرط فنائے ذات قرار دے دی گئی"۔
"فان لم تکن" (کہ تم خود نہ رہو) یعنی اپنی ذات کو فنا
"مطلب یہ کہ اگر تمہارا وجود فنا ہو جائے جو حق تعالیٰ کی رؤیت و مشاہدہ میں حاجب
مانع ہے تو تم اللہ کو دیکھ رہے ہو گے"۔ ص ۵۰
پھر ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کے ایک جملہ کے معنی کرتے ہوئے اس میں اپنی طرف
پیوند لگاتے ہیں "یعنی اپنی ذات کے لحاظ سے حالتِ فنا میں داخل ہو جائے الخ"۔
"مجاہدہ کرے کہ فنائے ذات کے مقام پر فائز ہو جائے"۔
ان تمام عبارات کا خلاصہ یہی ہے کہ فنا کے معنی بندے کا اپنی ذات کو معدوم
دینا ہے خواہ وہ اس کا مطلب کچھ بیان کریں لیکن لفظِ فنا کی نسبت ذات کی طرف
صوفیاء کرام کے مسلک سے ہٹ کر گمراہوں اور بے دینوں کا مسلک اختیار کرنا ہے
کا یہ فنا کا تصور بالکل جہل و گمراہی ہے۔ بندے کی ذات کبھی بھی فنا نہیں ہوتی نہ
کا وجود فنا ہو جاتا ہے اور نہ ہی اس کی ہستی معدوم ہوتی ہے بلکہ فنا کا تعلق صرف صفات
کے ساتھ ہے۔ چنانچہ علامہ میر سید شریف جرجانی علیہ الرحمۃ م ۸۱۶ھ کتاب التعریفات
میں فرماتے ہیں۔
الفناء سقوط الاوصاف یعنی فنا بری صفات کا زائل ہونا

marfat.com

مذمومة كما ان البقاء وجود الاوصاف المحمودة — جیسا کہ بقا اچھی صفات کا موجود ہونا ہے

(کتاب التعریفات ص۳۷)

اور علامہ عبدالنبی بن عبدالرسول احمد نگری جامع العلوم میں فرماتے ہیں۔

(الفناء فی اللہ) هو تبدل صفات البشرية بالصفات الالهية — یعنی فنا فی اللہ، بشری صفات کے خدائی صفات کے ساتھ بدل جانے کا نام ہے

(جامع العلوم ج ۳ ص۴۵)

ان دونوں بزرگوں نے جو فنا فی اللہ کی تعریف کی ہے اس سے بالکل واضح ہو رہا ہے کہ یہاں فنائے ذات کا کوئی تصور نہیں بلکہ فنا فی اللہ اس بات کا ہی نام ہے کہ بندہ (احکام شریعت پر عمل اور اعمالِ صالحہ کے اکتساب کے ذریعے) اپنے اندر کی ناپسندیدہ صفات کو دور کر کے اپنے میں وہ صفات پیدا کرے جو خدائے قدوس کو پسند اور اسکی صفات کی عکاسی کرتی ہوں

اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمۃ حاشیہ عبدالغفور علی شرح الجامی میں فرماتے ہیں۔

ومعنى الفناء فی اصطلاح الصوفية تبديل الصفات البشرية بالصفات الالهية دون الذات — اور صوفیہ کی اصطلاح میں فنا صفاتِ بشریہ کے صفاتِ الٰہیہ سے تبدیل کرنے کا نام ہے نہ کہ ذات کی تبدیلی۔

(حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی علی عبدالغفور ص۷)

لیجیے امام المحققین علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے تو "دون الذات" کی قید لگا کر مزید واضح کر دیا کہ فنا میں صفات کی تبدیلی ہوتی ہے ذات کی نہیں۔ لہٰذا جناب طاہر القادری صاحب کا فنا کی تعریف و تفسیر میں ذات کو معدوم و فنا کر دینے کا ارشاد فرمانا، لغو و باطل اور جہل کے سوا کچھ نہیں۔ افسوس کہ آج علمِ تصوف سے بے خبر اور روحِ تصوف سے عاری جناب طاہر القادری جیسے لوگ مسندِ ارشاد پر متمکن اور تصوف کا درس دے رہے ہیں۔

marfat.com

جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا

مثال مشہور ہے " دروغ گورا حافظہ نہ باشد " کہ جھوٹے کا حافظہ نہیں ہو
کبھی وہ کچھ کہتا ہے اور کبھی کچھ کہتا ہے۔ جناب طاہر القادری کا حال بھی ایسا ہی ہے
اور یہ مثال جناب موصوف پر سو فیصد صادق آتی ہے۔ چنانچہ موصوف اپنی کتاب "اج
ایمان" حصہ دوم کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں۔

"انبیاء علیہم السلام کی تعداد تو ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش ہے۔"

اس کے چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں۔

"انبیاء کی تعداد تو شمار اور احصاء سے ماوراء ہے۔"

موصوف نے پہلے تو انبیاء علیہم السلام کی تعداد اور حد بیان کر دی کہ چوبیس ہ
یا اس کے قریب کچھ کم یا زیادہ۔ لیکن اس کے چند سطروں کے بعد فرما دیا کہ
انبیاء کی تعداد تو شمار اور احصاء سے ماوراء ہے۔ یعنی ان کی تعداد اس سے کہیں بلند
بڑھ کر ہے کہ کوئی اس کا شمار کر سکے یا ان کی تعداد کا احاطہ کرے یا حد بتا سکے۔ لاحو
ولا قوۃ الا باللہ۔

marfat.com

نبی اور رسول کی غلط تعریف

جناب طاہر صاحب اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۳۲ پر "نبی اور رسول میں فرق" کے عنوان سے فرماتے ہیں کہ

"نبی تو ہر وہ پیغمبر ہے جسے شرف نبوّت سے سرفراز کیا گیا ہو"۔

نبی کی یہ تعریف کسی نے نہیں کی۔ یہ تعریف جناب کی خود ساختہ یا دوسرے لفظوں میں ایجادِ بندہ ہے کیونکہ اس سے نبی کا تصوّر واضح نہیں ہوتا اور نبی کا فارسی میں ترجمہ "پیغمبر" ہے۔ اور جب کہ نبی کی صحیح تعریف یوں ہے۔

"نبی اس بشر (آدمی) کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو"۔ (بہارِ شریعت ج ۱ صفحہ ۱۰)

قارئین! غور فرمائیں کہ جناب طاہر صاحب کے برعکس صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کی کس قدر واضح اور جامع تعریف فرمائی کہ اس کے ذریعے نبی کا ایک واضح تصوّر علم میں آجاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں طاہر صاحب کی تعریف (نبی کی) غلط ہے

پھر رسول کی تعریف فرماتے ہیں۔

"رسول اسے کہتے ہیں جسے نبوت کے بعد منصبِ رسالت پر بھی سرفراز کیا گیا ہو اور اسے کسی مخصوص قوم کی طرف دعوت و تبلیغ کا باقاعدہ پیغام اور پروگرام دے کر بھیجا ہو یہ پروگرام اسے کتاب یا صحیفے کی صورت میں باری تعالیٰ نے سپرد کیا ہو"۔

(اجزائے ایمان حصہ دوم صفحہ ۲۶)

رسول کی یہ تعریف بھی کسی نے نہیں کی۔ یہ طاہر صاحب کی خود ساختہ اور من گھڑت

marfat.com

اور سراسر غلط ہے۔ رسول کی تعریف میں پروفیسر صاحب نے اس قدر لمبی چوڑی اور خودساختہ عبارت لکھی ہے کہ آپ کتابیں کھول کھول کر ڈھونڈتے پھریں ایسی تعریف کہیں نہیں ملے گی یہ تعریف غیر ضروری اور غیر واضح الفاظ پر مشتمل ہے اور اس میں طاہر صاحب نے یہ بات بھی شامل کی ہے کہ رسول کے لئے کتاب یا صحیفے کا ہونا بھی ضروری ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ جسے کتاب یا صحیفہ نہ دیا گیا ہو وہ رسول نہ ہو گا۔ طاہر صاحب کی بیان کردہ تعریف سے کئی ایک رسول، رسول قرار نہیں پائیں گے (معاذ اللہ) مثلاً حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں ہے

وکان رسولا نبیا — کہ وہ رسول نبی تھے۔

اور یہ بھی مسلم بات ہے کہ ان کو کوئی کتاب نہ دی گئی اور نہ ہی نئی شریعت یا نئے احکام بلکہ وہ شریعتِ ابراہیم کے تابع تھے۔ اس کے باوجود وہ نبی رسول تھے لیکن طاہر صاحب کی بیان کردہ تعریف سے تو ان کی رسالت کی نفی لازم آتی ہے (معاذ اللہ) اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام بھی رسول ہیں جن کی رسالت کی گواہی بھی قرآن دے رہا ہے۔ چنانچہ سورۂ غافر میں ہے کہ

ولقد جاءکم یوسف — اور البتہ بے شک تمہارے پاس
من قبل بالبینات — پہلے یوسف معجزات لائے۔

(سورۂ غافر ۳۵)

اس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے بنی اسرائیل کی طرف حضرت یوسف علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا اور وہ معجزات لائے مگر ان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی کتاب یا صحیفہ نہیں دیا گیا تھا۔ حالانکہ وہ رسول ہیں۔ چنانچہ امام حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

قد بعث اللہ فیھم — بے شک بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام

marfat.com

رسولا من قبل موسیٰ علیہ السلام وھو یوسف علیہ السلام

سے پہلے اللہ نے ایک رسول کو بھیجا اور وہ یوسف علیہ السلام ہیں

(تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۷۹)

حضرت یوسف علیہ السلام کے رسول ہونے میں بھی کوئی شک نہیں بلکہ یہ قطعی اور یقینی بات ہے اور یہ بھی قطعی اور یقینی بات ہے کہ ان کو کوئی کتاب یا صحیفہ بھی نہیں دیا گیا تھا۔ تو طاہر صاحب کی بیان کردہ تعریف کی رو سے جس میں انہوں نے رسول کے لئے کتاب یا صحیفہ کا دیا جانا بیان کیا، لازم آتا ہے کہ حضرت اسماعیل کی طرح حضرت یوسف علیہ السلام بھی رسول نہ ہوں اور ایسا خیال نہ صرف غلط، بلکہ کفر ہے (معاذ اللہ) اس لئے علماءِ محققین نے رسول کی تعریف کرتے ہوئے کتاب یا صحیفہ یا شریعتِ جدیدہ لانے کی شرط کا ذکر ہی نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو شرح عقائد میں رسول کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

الرسول انسان بعثہ اللہ تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ الاحکام

رسول اس انسان کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے احکام کی تبلیغ کے لئے مخلوق کی طرف بھیجا ہو۔

(صفحہ ۱۰۵ طبع مصر)

نبی اور رسول میں جو فرق علامہ شیخ ابو العلا محمد مصطفےٰ استاذ جامعہ ازہر قاہرہ نے بیان کیا وہ نہایت ہی موزوں ہے ملاحظہ فرمائیے۔

الرسول ھو انسان ذکر حر اوحی الیہ بشرع وان لم یکن جدید الیعمل بہ ویخاصہ نفسہ وامر

رسول وہ انسان مرد آزاد ہے جس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی ہو اگرچہ نئی شریعت کی نہ ہو تاکہ وہ اس پر خود عمل کرے اور اسے اس کے دوسروں

marfat.com

بتبليغه والنبي هو انسان ذكر حر اوحي اليه بشرع ليعمل به في خاصة نفسه سواء امر بتبليغه او لم يؤمر۔	تک پہنچانے کا حکم کیا گیا ہو اور نبی وہ انسان مرد آزاد ہے جسے شریعت کی وحی کی گئی ہو تاکہ وہ خود اس پر عمل کرے خواہ اسے دوسروں تک اس کے پہنچانے کا حکم کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔

(حدیث الاسلام ج ۱ صفحہ ۱۴۱ طبع قاہرہ)

اس سے فرق واضح ہو گیا کہ وحی دونوں کو ہوتی ہے لیکن رسول پر تبلیغ فرض ہوتی ہے جب کہ نبی کے لئے تبلیغ کی فرضیت ضروری نہیں۔ یعنی اگر تبلیغ فرض ہو گی تو وہ رسول بھی ہو گا اور نبی بھی اور اگر تبلیغ فرض نہ ہو گی تو وہ نبی ہو گا لیکن رسول نہ ہو گا علامہ ازہر نے رسول کی تعریف میں اسے کتاب کے دیے جانے کو لازمی قرار نہیں دیا۔ گویا نبی محض وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام و معارف کی وحی کی جائے لیکن اس پر ان احکام و معارف کا دوسروں تک پہنچانا فرض نہ ہو اور اس پر اگر کتاب نازل ہو تو اس میں احکام نہ ہوں بلکہ علوم و معارف بیان کیے گئے ہوں اس صورت میں نبی صاحب کتاب بھی ہو سکتا ہے اور صاحب کتاب ہونے کے باوجود وہ رسول نہ ہو گا۔ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام۔ چنانچہ دنیائے علم و عرفان کے شیخ اکبر حضرت امام محی الدین بن عربی متوفی ۶۳۸ھ جن کی ولادت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی دعا سے ہوئی۔ اپنی تفسیر میں نبی اور رسول کے درمیان فرق کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ بخوف طوالت اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

"نبی اور رسول کے درمیان فرق یہ ہے کہ نبی اس کو کہتے ہیں جو مقام قرب میں فنا کے درجہ کو پہنچا ہوا ہو۔ مقام استقامت کی طرف وجود موہوب کے ساتھ رجحان رکھتا ہو، متحقق بالحق اور عارف بالحق ہو۔ حق

marfat.com

کے امر سے حق کی ذات، صفات، افعال اور احکام کی خبر رکھتا ہو۔ اپنے سے پہلے رسول کی شریعت کی بنا پر اس کی طرف دعوت دینے کو مبعوث ہوا ہو۔ لوگوں کے لئے شریعت کے احکام نہ لایا ہو اور نہ حکم و ملت کا واضع ہو۔ معجزات دکھانے والا۔ لوگوں کو خدا کے عذاب سے ڈرانے اور جنت کی خوشخبری سنانے والا ہو۔ جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام، کہ وہ سب کے سب دینِ موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے تھے۔ کسی ملت و شریعت کے واضع نہ تھے اور ان میں سے کوئی صاحبِ کتاب بھی تھا۔ جیسے داؤد علیہ السلام، ان کی کتاب (زبور) معارف و حقائق اور وعظ و نصیحت کی باتوں پر مشتمل تھی۔ احکام و شرائع پر نہیں۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں اور وہ اولیاء عارفین اصحابِ تصوّف ہیں اور رسول وہ ہے جو اس سب کچھ کے علاوہ شریعت و قوانین کا واضع بھی ہو۔" (تفسیر امام ابن عربی ج ۲ صفہ ۱۱۰)

شیخ اکبر علیہ الرحمہ نے رسول کی طرف شریعت و قوانین کے وضع کرنے کی نسبت فرمائی یہ وضع عام ہے کہ نئی ہو یا شریعتِ سابقہ کی تجدید و تبلیغ کی صورت میں ہو کیونکہ اس میں الفاظ یہ ہیں۔

"والرسول ھو الذی یکون لہ مع ذلک کلہ وضع شریعۃ وتقنین" (ج ۲ صفہ ۱۱۰)

اور رسول وہ ہے جس کے لئے اس سب کچھ کے باوجود شریعت و تقنین کی وضع بھی ہو۔

اس میں "شریعۃ و تقنین" کے الفاظ مطلق ہیں یعنی اس میں شریعتِ جدیدہ اور تقنینِ جدید کی کوئی قید و شرط نہیں ہے جو شریعتِ جدیدہ و سابقہ اور تقنین جدید و سابق،

marfat.com

دونوں کو عام ہے۔ لیکن اس تعریف میں کتاب یا صحیفے کی کوئی قید نہیں ہے۔ لہٰذا طاہر القادری صاحب کی تعریف نہ تو جامع قرار پاتی ہے کہ اس سے حضرت اسماعیل اور حضرت یوسف علیہما السلام رسول ہونے سے خارج ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کا رسول ہونا قرآن سے قطعاً ثابت ہے اور نہ ہی یہ تعریف مانع ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نبی محض ہونے کے باوجود صاحبِ کتاب ہونے کی وجہ سے رسول قرار پاتے ہیں حالانکہ وہ رسول نہ تھے۔ نبیِ محض اور امرِ خداوندی سے موسیٰ علیہ السلام کے داعی و مبلغ تھے

یہ ہیں علامہ طاہر القادری صاحب کے جوشِ خطابت اور مدہوشِ قلم کی ستم کاریاں کہ نبی اور رسول میں فرق بیان کیا تو ایسا کہ نبی کی تعریف رسول پر اور رسول کی تعریف نبی پر صادق آتی ہے۔ کہیں رسول، نبیِ محض ٹھہر رہے ہیں اور کہیں نبیِ محض رسول قرار پا رہے ہیں اور دعویٰ یہ ہے کہ جناب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کی خدمت سونپی اور کشتیٔ امت کا واحد ناخدا بنا دیا ہے اور دودھ کے پیالے پلاتے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ پھر سادہ لوح سنیوں پر تعجب ہے جو ایسے جہل مرکب سے دین کی خدمت کی توقعات لئے اس کے پیچھے پیچھے بھاگے پھر رہے ہیں ؎

ہم کو ان سے وفا کی ہے اُمید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

marfat.com

نزولِ وحی کے بارے میں طاہر القادری صاحب کا غلط عقیدہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نزولِ وحی کے بارے میں طاہر قادری صاحب نے جو عقیدہ اپنا رکھا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں

"وحی محمدی کے بعد تا قیامت وحی نازل نہیں ہو سکتی"

(اجزائے ایمان حصہ دوم صفحہ ۱۴)

حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے ان پر وحی کا نزول بھی ہو گا۔ لیکن طاہر صاحب کی عبارت سے اس کی بھی نفی ہو گئی جو بالکل غلط اور عقیدۂ اہلسنت کے خلاف اور سنتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منافی ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کا نزول ہو گا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ایک طویل حدیث میں ہے۔

ثم یاتی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ قوم قد عصمھم اللہ منہ فیمسح عن وجوھھم ویحدثھم بدرجاتھم فی الجنۃ فبینما ھو کذلک اذا وحی اللہ الی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے دجال سے بچا لیا ہو گا پس شفقت سے ان کے چہروں کو سہلائیں گے اور انہیں ان کے جنت کے درجوں کی خبر دیں گے۔ پس اس حال میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اللہ تعالیٰ وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے

marfat.com

انی قد اخرجت عباد الی لایدان لاحد بقتالھم فحرز عبادی الی الطور الخ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۴۰۱)

بندے (یاجوج وماجوج کی قوم کے لوگ باہر) نکالے ہیں کہ کسی کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں۔ پس تم میرے ان بندوں کو کوہِ طور کی طرف پناہ میں لے جاؤ۔ الخ

اس حدیث میں سے واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کا نزول ہو گا۔ لہٰذا طاہر القادری صاحب کا اپنی اس کتاب میں یہ کہنا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی بھی شخص پر اور کسی بھی رنگ میں وحی نازل نہ ہو گی اور یہ کہ وحی محمدی کے بعد تاقیامت وحی نازل نہیں ہو سکتی" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات کے خلاف ہے۔ اس قسم کی حدیثیں اور بھی بے شمار مقامات پر کتب احادیث میں موجود ہیں۔ مثلاً صحیح ترمذی، صحیح ابن ماجہ، مسند امام احمد اور مستدرک امام حاکم میں یہ حدیث موجود ہے۔ اس سے آئمہ محدثین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب فرمان قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور ان پر وحی بھی نازل ہو گی۔ جناب طاہر القادری صاحب نے چونکہ باقاعدہ درسِ نظامی نہیں پڑھا اور دورۂ حدیث مکمل کرنے کی سعادت سے محروم رہے ہیں۔ اس لئے کتبِ حدیث کے نام تو گن سکتے ہیں۔ لیکن ان سے کماحقہ استفادہ کی صلاحیت و اہلیت نہیں رکھتے اس لئے تو عقائد میں بھٹکے اور اپنی جہالت کی وجہ سے راہِ حق کو گم کئے پھر رہے ہیں۔ پھر "تکبر" اور "غرور" اور "چوں من دیگرے نیست" کے گھمنڈ کی وجہ سے امامِ اہلسنت قبلہ سید احمد سعید الکاظمی علیہ الرحمۃ کی کوشش کے باوجود بھی راہِ راست پر نہیں آتے اور طاہر القادری صاحب کے قبولِ حق سے مایوس ہو کر انہیں کہنا پڑا کہ "اگر آج تمہارا باپ زندہ ہوتا تو تم گمراہ نہ ہوتے۔" اور اس سے بڑی گمراہی اور کیا ہو گی کہ وہ آئمہ و فقہاءِ اُمت کو اپنا فریق قرار دے کر ان کے حوالوں

marfat.com

کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں (ہمارے پاس اس کی کیسٹ موجود ہے سُن سکتے ہیں)
اگر جناب طاہر کو ان احادیث کا علم ہوتا تو یوں کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا
تا قیامت کسی پر بھی وحی نازل نہ ہو گی۔

marfat.com

تحریفِ قرآنِ کریم نمبر

حرکتِ زمین اور قرآنِ مجید

جناب طاہر القادری صاحب نے اپنی کتاب "اجزائے ایمان" کے حصہ دوم صفحہ ۸۶ پر سورۃ انبیاء کی آیات نمبر تیس سے چونتیس تک کا ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل آیت سے زمین کی تیز رفتاری اور اس کی حرکت کو ترجمۂ قرآن کا حصہ بنا کر قرآن کریم کے ساتھ ناقابلِ برداشت زیادتی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ ط الخ (الانبیاء)

(ترجمہ) اور ہم نے زمین کی تیز رفتاری کے باعث اس میں پیدا ہونے والی جنبش کو ختم کرنے کے لئے اس میں پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے تاکہ وہ اپنے اوپر بسنے والی مخلوق کو لے کر کانپے بغیر حرکت کرے۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ کس قدر بڑی زیادتی ہے جسے موصوف نے قرآنِ کریم کے ساتھ روا رکھا ہے کہ اس ترجمہ میں، زمین کی تیز رفتاری اور اس کا حرکت کرنا دونوں کو ترجمہ میں شامل کر کے دونوں باتوں کو معنی و مفہوم قرآن کا جزو اور حصہ بنا دیا تاکہ ایک خالی الذہن شخص جب جناب طاہر القادری صاحب کا کیا ہوا ترجمۂ قرآن پڑھے تو شعوری یا لاشعوری طور پر اس بات کا قائل ہو اور یہ عقیدہ اختیار کر لے کہ زمین متحرک ہے اور زمین کی حرکت قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔ لہٰذا وہ یہ بات بھی سمجھے بغیر نہیں رہے گا کہ جو اہلِ فکر و دانش اور اربابِ علم و نظر زمین کی حرکت کے قائل نہیں بلکہ زمین کو ساکن مانتے ہیں وہ قرآن کے ہی منکر ہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) جب کہ

marfat.com

اس کا صحیح ترجمہ یوں ہے۔

"اور زمین میں ہم نے لنگر ڈالے کہ انہیں لے کر نہ کانپے"

(ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

ہمارے علماء کرام نے اسی آیت سے زمین کے حرکت نہ کرنے کا مسئلہ نکالا ہے چنانچہ حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر قرآن "نور العرفان" میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی کیونکہ رب تعالیٰ نے پہاڑوں کو لنگر فرمایا۔ لنگر ڈال دیئے۔ پر پہاڑ جنبش نہیں کرتا۔ ایسے ہی زمین اب جنبش (حرکت) نہیں کرتی"

(صفحہ ۵۱۷ طبع گجرات)

marfat.com

طاہر القادری صاحب اسلام کو سائنس کے تابع کرنے میں مصروف ہیں

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جناب طاہر القادری صاحب اسلام کو سائنس کے تابع کرنے میں مصروف ہیں اور ان کے نام نہاد اجتہاد کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ قرآن و سنت کے معنوں میں تحریف کر کے دورِ جدید کا ایک عظیم اور جدید مفکر کہلایا جائے۔ امامِ اہلسنت، مجددِ دین و ملت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حرکتِ زمین کے خلاف رسالہ تحریر فرمایا۔ نیوٹن اور آئن سٹائن کے نظریات کی نہایت ہی معقول دلائل سے تردید کی۔ ۱۹۱۹ء میں اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل اور پاک و ہند کے ممتاز ریاضی دان پروفیسر مولوی حاکم علی۔ جو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ سائنسی موضوعات پر خط و کتابت کے ذریعے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے تبادلہ خیال کرتے رہتے تھے اور بریلی جا کر بھی بالمشافہ گفتگو کرتے اور سائنسی تجربات بھی کرتے تھے اور ان کا قیام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک ایک ماہ رہتا تھا۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ

"غریب نواز! کرم فرما کر میرے ساتھ (نظریہ حرکتِ زمین میں) متفق ہو جاؤ تو پھر انشاء اللہ سائنس اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے۔"

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے جواب میں ارشاد فرمایا:۔

"محبِ فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلاتِ دور از کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے یوں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی۔ نہ کہ سائنس

marfat.com

نے اسلام۔ وہ مسلمان ہو گئی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اُسے (سائنس کو) اختلاف ہے۔ سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائل سے سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے۔ جا بجا سائنس کے اقوال سے مسئلہ اسلامی کا اثبات ہو۔ سائنس کا ابطال و اسکات ہو۔ یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس دان کو باذنہ تعالیٰ دشوار نہیں۔ الخ

(امام احمد رضا اور نظریہ حرکتِ زمین" صفحہ ۱۱)

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے حرکتِ زمین کے رد میں ۱۰۵ دلائل ارشاد فرمائے۔ جن میں سے ۱۵ دلائل اگلی کتابوں کے ہیں اور ۹۰ دلائل خود اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی فکر رسا کی ایجاد ہیں جو اہلِ علم کے لئے قابلِ مطالعہ ہیں۔ (") اور بہت سے سائنس دان آج بھی حرکتِ زمین کے نظریہ کے خلاف ہیں۔ چنانچہ ان کے نام " امام احمد رضا اور نظریہ حرکتِ زمین" میں مذکور ہیں۔

مگر جناب طاہر القادری صاحب کو تجدید دور کے مفکر کہلانے کا شوق لئے پھر رہا ہے لہٰذا جناب والا! اس شوق کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قرآنِ کریم کے معانی و تعلیمات کو مسخ کرنے میں مصروف ہیں۔ ناواقف اور سادہ لوح مالداروں اور حکومت کی لامحدود اعانت موصوف کی پشت پر ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم قرآنِ کریم اور حدیث شریف کے معنوں کو اس طرح غلط اور موڑ توڑ کر چھاپتا تو اس کے خلاف عوام و خواص کی طرف سے ایک طوفانِ احتجاج بلند ہو جاتا ہے مگر یہاں اس کے باوجود سب کچھ گوارا کیا جا رہا ہے کیوں؟ اس لئے کہ قرآنِ کریم کے ساتھ ایسی زیادتی کرنے والا، خود قرآن ہی کی تعلیمات کو فروغ دینے کا مدعی ہے ؎

کسی دشمن نے یہ عزت مجھے اب تک نہیں بخشی
ہمیشہ دوست ہی کا ہاتھ پہنچا ہے گریباں تک

marfat.com

نیّتِ مقدم اور ارادہ مؤخر؟

جناب طاہر صاحب جو مدعی ہیں کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کا کام سونپا ہے۔ تجدید وتحقیق اور اجتہاد کے کیسے کیسے گل کھلا رہے ہیں۔ اسی کتاب میں فرماتے ہیں، صفحہ ۱۷۳

"نیّت مقدم ہوتی ہے اور ارادہ مؤخر، لہٰذا ارادہ ہمیشہ نیت کے تابع ہوتا ہے"
جس شخص کو اس قدر علم بھی نہ ہو بلکہ علم وتحقیق کے نام پر جہالت پھیلا رہا ہو۔ اسے مفکرِ اسلام ومفسرِ قرآن اور علامہ کے القاب سے یاد کیا جائے۔ اس سے بڑھ کر اور ستم کیا ہوگا۔

آئیے، اب صحیح اہلِ تحقیق کی بھی سنئے۔ ہدایہ میں ہے" والنیۃ ھی الارادۃ" کہ نیت ارادہ ہی ہے۔ اس کی شرح میں علامہ عینی" البنایہ شرح ہدایہ" میں فرماتے ہیں۔

النیۃ ھی الارادۃ ھذا

تفسیر النیۃ ای الارادۃ الجازمۃ — نیت ارادہ ہی ہے یہ نیت کی تفسیر

القاطعہ (البنایہ ج۱ ص ۵۷۸) — ہے یعنی وہ ارادہ جو پکا اور قطعی ہو۔

گویا ارادہ کی دو قسمیں ہیں ایک ارادۂ محضہ جس میں جزمیّت اور قطعیت نہ ہو دوسرا وہ ارادہ جس میں جزمیت اور قطعیت ہو جسے دوسرے لفظوں میں عزم بالجزم کہتے ہیں اسی عزم بالجزم کا نام نیت ہے اس کے بعد عمل کا ہی مرحلہ ہوتا ہے۔ چنانچہ امام اکمل الدین متوفی ۷۸۶ھ عنایہ شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں۔

النیۃ فی اللغۃ العزم — نیت لغت میں عزم کا نام ہے اور

والعزم ھو الارادۃ الجازمۃ — عزم وہ ارادہ ہے جو پکا وقطعی ہو۔

marfat.com

القاطعة (العنایہ ج ۱ صـ۲۶۶)

اس عبارت سے ہی ارادے کی تقسیم ظاہر ہو رہی ہے ایک وہ جو پکا اور قطعی نہ ہو۔ یہ ابتدائی نوعیت کا ارادہ اور دوسرا وہ جو پکا اور قطعی ہو اور یہ جزمیت اور قطعیت ارادے کا دوسرا اور آخری درجہ ہے۔ اسی کا نام نیت ہے۔

امام زین الدین ابن نجیم حنفی مصری علیہ الرحمۃ متوفی ۹۷۰ھ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں فرماتے ہیں۔

النیۃ اسم للمقترن بالفعل (البحر الرائق ج ۱ صـ۲۵)

یعنی نیت اس عزم و پختہ ارادہ کا نام ہے جو فعل کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے

امام ابن نجیم علیہ الرحمۃ نے تو از حد وضاحت و صراحت ہی فرما ڈالی کہ نیت اس پختہ ارادہ اور عزم بالجزم کا نام ہے جس کے بعد کام کی ہی نوبت آجاتی ہے۔ یعنی نیت اور کام کے درمیان کوئی اور مرحلہ باقی نہیں رہ جاتا۔ روزنامہ نوائے وقت کے علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری فرماتے ہیں کہ ترتیب یوں ہے۔

"پہلے خواہش پھر عزر و خوض پھر نیت پھر عزم و ارادہ پھر عمل"

(اجزائے ایمان حصہ دوم صفحہ ۱۷۲-۱۷۳)

لیکن ائمہ اہلسنت فرماتے ہیں کہ پہلے ارادہ پھر نیت یعنی عزم بالجزم۔ چنانچہ امام شمس الدین محمد الخراسانی علیہ الرحمۃ متوفی ۹۶۲ھ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ

النیۃ لغۃ العزم وشرعا القصد الی الفعل الخ

نیت کے لغوی معنی عزم کے ہیں اور شریعت فعل کا ارادہ کر لینا نیت ہے

(فتاویٰ قہستانیہ ج ۱ صـ۳۱)

امام موصوف نے بھی واضح کر دیا کہ نیت کے بعد ارادہ کا مرحلہ نہیں ہے عمل کا مرحلہ ہے اور امام زین الدین ابو یحییٰ زکریا الانصاری علیہ الرحمۃ فتح الوہاب میں فرماتے ہیں کہ

marfat.com

النية قصد الشئ مقترنا بفعله (فتح الوہاب ج ۱ ص ۱۰۷) نیت کسی شئ کا ارادہ کرنا جب کہ وہ ارادہ فعل کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

ان ائمہ کرام کی تحقیق سے واضح ہوگیا کہ جناب طاہر صاحب کا یہ کہنا کہ پہلے نیت ہوتی ہے پھر ارادہ ہوتا ہے پھر عمل۔ سراسر غلط اور جاہلانہ بات ہے۔ اسی سے ہی قارئین اندازہ فرمائیں کہ جناب موصوف کس طرح متلاشیانِ علم وتحقیق کو علم کے نام پر غلط معلومات فراہم کر رہے ہیں یہ کیا ہی غضب اور کیا ستم ہے۔ کہ ایک شخص کو نہ علم سے واسطہ ہے اور نہ تحقیق کی خبر۔ وہ زمانہ کا مفکر ومفسر بنا ہوا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ

ہم کو آئینِ چمن بندی سکھانے آتے ہیں
گلستان کے رنگ و بو سے ہیں جو بیگانے ابھی

marfat.com

خُدا کو خیال اور احساس؟

قارئین، یقین فرمائیے کہ جناب طاہر صاحب جو پروفیسر، علامہ اور ڈاکٹر ایسے
نچے اونچے القاب رکھتے ہیں ان کے مبلغِ علم کا یہ عالم ہے کہ آدابِ خداوندی اور
صاف پروردگار سے متعلق بنیادی عقائد تک سے ناواقف ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب
جزائے ایمان" کے حصہ اول میں خدا تعالیٰ کے لئے لفظ "خیال" اور لفظ "احساس" بھی
تعمال کر گزرے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

"بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ خداوندِ قدوس کو اپنی مخلوق کی
سہولت اور آسانی کا کس قدر خیال اور احساس تھا"

(اجزائے ایمان حصہ اول ص ۱۲۶)

جب کہ خیال، وہم اور شک مخلوق کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ خیال سے قطعاً و یقیناً
ک ہے اسی طرح "احساس" بھی "حیوان" (جاندار) چیز کی صفت ہے جس کا جسم ہو
ور اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانیت سے قطعاً اور یقیناً پاک ہے۔ لہٰذا اس کے لئے خیال
اور احساس کے کلمات استعمال کرنا عقائد سے بے خبری کی دلیل ہے اور جو عقائد سے واقف
ا ہو وہ قوم کا راہنما اور اسلام کا مبلغ نہیں ہو سکتا۔

marfat.com

طاہر القادری کا عقیدہ کہ جس جسم پر موت واقع ہوئی وہ دوبارہ زندہ نہ ہوگا اور نہ ہی اسے عذاب ہوتا ہے۔

جناب ڈاکٹر طاہر القادری کا ایک نیا عقیدہ، نئی تحقیق، نیا اجتہاد اور عقائدِ اسلام میں ایک نئی اختراع و گمراہ کن بدعت وضلالت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

"بعث بعد الموت (مرنے کے بعد اُٹھائے جانے) کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بعینہٖ اسی بدن اور اسی جسم کو (جو دنیا میں ہے اور جس پر موت وارد ہوتی ہے) دوبارہ انہی ذرات اور خلیوں (SELLS) کے ساتھ زندہ کیا جائے جن سے اس کا دُنیوی وجود تشکیل پایا تھا۔"

(اجزائے ایمان حصہ اوّل ص ۲۱۵)

عذابِ قبر کا انکار

اس کے بعد عذابِ قبر کی مثال دیتے ہیں کہ جیسے ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ کوئی جرم کرتا ہے پھر پکڑا جاتا ہے پھر خواب ہی میں اس کی سزا پاتا ہے اسے کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ در دبھی محسوس کر رہا ہے اور وہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ یہ سزا اس کے اسی جسم کو دی جارہی ہے جو چارپائی پر پڑا ہے لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہوتا بلکہ اس کا خواب میں چارپائی پر پڑے ہوئے جسم کے مشابہ کوئی مثالی جسم ہوتا ہے اس پر عذاب ہوتا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"جب آپ خواب کے دوران میں کرب والم (تکلیف) کی خاص

marfat.com

کیفیت سے گذر رہے تھے اس وقت آپ کو قطعاً یہ احساس نہیں تھا کہ جس جسم کو خواب میں سزا دی جا رہی ہے اور اس پر تکلیف وارد ہو رہی ہے وہ کوئی دوسرا جسم ہے اور حقیقی جسم چارپائی پر پڑا ہے۔

(اجزائے ایمان حصہ اوّل صفحہ ۲۱۷)

جناب ڈاکٹر صاحب کی ڈاکٹری جاگی تو اجتہاد اور جدید تحقیق کے نام پر اسلام کے بنیادی عقائد کا آپریشن شروع کر دیا اور واضح کر کے رکھ دیا کہ جیسے خواب میں سونے والے کو اپنے جسم پر وارد ہونے والی تکلیف اسی دُنیوی اور عنصری یا مادی جسم پر گزرتی محسوس ہوتی ہے لیکن دراصل وہ خواب کے محض تصوّراتی اور خیالاتی جسم پر ہوتی ہے۔ اس سے مادی جسم کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مگر اسے عینیت کا شعور ہوتا ہے کہ وہ خواب میں اس خیالی جسم کا خیال نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو خیال میں وہی خواب والا جسم بعینہٖ مادی جسم محسوس ہوتا ہے۔ یہی حال اہلِ قبور کے عذاب کا اور موت کے بعد اٹھائے جانے کا ہے وہ عذاب اس جسم حقیقی پر نہیں ہوتا یونہی موت کے بعد اُٹھایا جانا اور عذاب ہونا اسی مثالی وخیالی جسم کے ساتھ ہو گا۔ کیونکہ وہ مادی جسم تو خاک ہو گیا یا جانوروں کی غذا بن گیا یا جل کر راکھ ہوا پھر ہوا میں تحلیل ہو گیا۔ اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ لہٰذا اس پر عذاب کیسے وارد ہو سکتا ہے چنانچہ موصوف مزید لکھتے ہیں۔

"بعینہٖ اس شخص کی حالت اور کیفیت وہی ہوتی ہے جسے قبر میں دفن کیا جاتا ہے اس کے جسم کے مادی ذرات کو بلاشبہ مٹی کھا گئی۔ اس کی ہڈیوں کو زمین نے ختم کر دیا۔ اس کے جسمانی ذرات اور خلیوں میں سے کچھ نہ بچا۔ لیکن اس شخص کی رُوح تو باقی ہے وہ نہ فنا ہوئی اور نہ ہی اسے مٹی نے نگلا ہے۔ مٹی انسانی جسم، بدنی ذرات اور خلیوں کو تو ختم کر سکتی ہے مگر رُوح اور اس میں پائے جانے والے احساسِ عینیت کو ختم

marfat.com

نہیں کر سکتی۔ (اجزائے ایمان حصہ اوّل صہ ۲۱۷)

پھر فرماتے ہیں۔

"لہٰذا جسم انسانی کے گل سڑ جانے کے باوجود اس کی حقیقی شخصیت، اس کا شعور ذاتی اور اس کا ادراک نفس اپنی جگہ باقی رہتا ہے اور وہ عالمِ برزخ میں اس کے بدن پر جزا و سزا کا جو سلسلہ مرتب ہوتا ہے وہ اس کے ظاہری جسم اور مادی خلیوں پر نہیں بلکہ اس کی حقیقی اور اصل شخصیت پر ہوتا ہے۔ جو رُوح کے تشخّص کے باعث مثالی جسم کی صورت میں موجود رہتی ہے اسی طرح اگر جسم آگ میں جل گیا ہو یا سمندر میں ختم ہو گیا ہو تب بھی اصلی شخصیت باقی رہتی ہے جو جزا و سزا کے لئے کافی ہے۔"

(اجزائے ایمان صہ ۲۱۸)

پھر فرماتے ہیں۔

"واقعہ یہ ہے کہ حیات بعد الموت کا تعلق جسم کے خاکی ذرات کے ساتھ نہیں بلکہ اس کے باطنی تشخص اور روحانی تمثیل کے ساتھ ہے۔"

(اجزائے ایمان حصہ اوّل صہ ۲۱۸)

marfat.com

طاہر القادری کا عقیدہ کتاب و سنّت اور اُمت کے خلاف اور کفر ہے

طاہر القادری کا یہ عقیدہ جو تفصیل کے ساتھ حوالوں سے اوپر بیان ہوا۔ کتاب و سنت اور امت کے خلاف اور کھُلی گمراہی ہے۔ بلاشبہ سنت، کتابِ الٰہی کی تفسیر و تشریح ہے جو سنت میں ہے اس کا سرچشمہ کتاب اللہ ہے۔ آیئے سنت کی روشنی میں دیکھتے ہیں مسئلہ کی حقیقت کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے جسم پر کچھ بھی گزرے خواہ وہ مٹی میں دفن ہو یا آگ میں جل جائے یا سمندر میں ڈوب جائے یا اسے جانور کھا جائے۔ بہرصورت اس کے جسم کے اجزاء جنہیں اجزاء اصلیہ کہا جاتا ہے۔ روح کا ان سے تعلق رہتا ہے اور ان میں روح کا لوٹایا جانا سنت سے ثابت ہے۔ جس کا انکار گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ

ویعاد روحه فی جسده (مشکوٰۃ ص۲۵) میت کے جسم میں رُوح کو لوٹایا جاتا ہے۔

مسلک امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایسی احادیث کی روشنی میں امام اعظم رضی اللہ عنہ نے عقائد کے بارے میں اپنی مشہور کتاب "الفقہ الاکبر" میں لکھا ہے۔

واعادة الروح الی العبد حق (الفقہ الاکبر) اور بندے کی طرف (موت کے بعد) اس کی روح کا لوٹایا جانا حق ہے۔

اس کی شرح میں امام المحدثین قدوۃ الفقہاء والمحققین امام علی القاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

واعادة الروح ای ردها رُوح لوٹایا جانا بندے کی طرف یعنی

marfat.com

او تعلقها الی العبد ای جسده الخ "حق" شرح فقہ اکبر ص۱۲۱)

اس کے جسم کی طرف حق ہے ۔

پھر لکھتے ہیں ۔

بجمیع اجزاءه او ببعضها مجتمعة او متفرقة فی قبره حق (ص۱۲۱)

یعنی خواہ روح کا بندے کے تما جسم کی طرف یا اس کے بعض اجزاء کی طرف لوٹایا جانا، خواہ وہ اجزاء اکٹھے ہو یا الگ ہوں حق ہے ۔

نیز ابوالشکور سالمی علیہ الرحمۃ تمہید شریف میں فرماتے ہیں ۔

"قالت المعتزلة ان الاجسام تفنی وتصیر معدومة ثم ان الله تعالیٰ خلق جسدا غیر هذا الجسد یوم القیامة وادخل الروح وعذبه واثابه و هذا کفر والمذهب عند اهل السنة والجماعة ان هذه الاجساد تحشر بعینها بدلیل قوله تعالیٰ "کل نفس بما کسبت رهینة" وقوله "جزاء بما کانوا یعملون" ولان العمل حصل من هذا الجسد ولو جوزنا تعذیب جسد آخر

یعنی معتزلہ نے کہا کہ اجسام فنا ہو کر معدوم ہو جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ روز قیامت اس جسم کے علاوہ ایک اور جسم پی کرے گا اور اس میں رُوح ڈالے گا او اسے عذاب وثواب دے گا اور یہ اہل سن کے نزدیک کفر ہے اور اہلسنت وجماعت کے نزدیک مذہب یہ ہے کہ یہی جسم بلاشبہ اٹھائے جائیں گے اس پر دلیل اللہ تعالیٰ ارشاد ہے" ہر جان اپنے کئے کے سا گروی رکھی ہوئی ہے" اور یہ ارشاد بھی کہ ان کو ان کے عمل کی بھرپور جزا دی جا گی اور اس لئے بھی کہ عمل اسی دنیا وال جسم نے کیا اور اگر ہم دوسرے جسم کے عذاب

marfat.com

بسبب هذا العمل فانه لايكون عدلا والله تعالیٰ يقول ولا تزر وازرة وزر اخرى فوجب ان يحشر هذا الجسد بعينه حتى يجازى ويكافی باعماله۔ (صفہ ۱۲۳ - ۱۲۴)

ثواب دیئے جانے کو جائز قرار دیں اس عمل کی وجہ سے تو یہ عدل نہ ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کوئی کسی دوسرے کے بوجھ کو نہیں اُٹھائے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اسی جسم کو زندہ کیا جائے بعینہ، تاکہ اسے اس کے اعمال کی جزا دی جائے

نیز امام المحققین حضرت علی القاری لکھتے ہیں کہ

فالسؤال يشمل الاموات جميعها حتى ان من مات و اكلته السباع فان الله تبارک و تعالیٰ يعلق روحه الذى فارقه بجزئه الاصلى الباقى من اوّل عمره الى آخره المستمر على حالتى النمو والذبول الذى تعلق به الروح اولا فيحيا بحياته سائر اجزاء البدن ليسأل فيثاب او يعذب ولا يستبعد ذلك فان الله تعالےٰ عالم بالجزئيات والكليات كلها حسب ما هى عليها فيعلم الاجزاء بتفاصيلها ويعلم مواقعها و

سوال قبر تمام مردوں کو شامل ہے یہاں تک کہ یقیناً (اس کو بھی) شخص مرگیا اور اسے درندے کھا گئے۔ پس بلاشبہ اللہ تعالےٰ اس کی رُوح کو جو اس سے جدا ہوگئی اس کے (جسم کے) اس اصلی چیز کے ساتھ متعلق فرماتا ہے۔ ابتدائے عمر سے آخر عمر تک، بڑھنے اور سکڑنے کی دو حالتوں پر ہمیشہ رہتا ہے جس کے ساتھ روح پہلے شروع سے متعلق ہوتی ہے پھر وہ زندہ ہوتا ہے اور اس کی زندگی کے ساتھ بدن کے تمام اجزاء زندہ ہوتے ہیں۔ تاکہ اس سے سوال کیا جائے پھر اسے ثواب دیا جائے یا عذاب۔ اور روح کا جسم کے اسی اصلی جز کے ساتھ متعلق ہونا بعید نہیں۔ پس بلاشبہ

marfat.com

محالها ويميز ما هو اصل و فصل ويقدر على تعليق الروح بالجزء الاصلى منها حالته الانفراد وتعليقه به حال الاجتماع فان البنية عندنا ليست شرطا للحياة بل لايستبعد تعليق ذلك الروح الشخصی الواحد بكل واحد من تلك الاجزاء المتفرقة فى المشارق والمغارب۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا ص۴۶۸)

اللہ تعالیٰ تمام جزئیات اور کلیات کے جاننے والا ہے ان کے حقائق کے مطابق پس وہ جسم کے تمام اجزاء کو ان کی تفاصیل کے ساتھ جانتا ہے اور ان کے مواقع کو جانتا ہے (کہ وہ اجزاء کہاں کہاں منتشر ہو کر پڑے) اور وہ اس کو تمیز کر سکتا ہے جو اصل ہے اور جو الگ ہے اور وہ رُوح کو ان اجزاء میں سے اصلی جزء کے ساتھ متعلق کرنے کی قدرت رکھتا ہے اس کے منفرد ہونے کی حالت میں اور دوسرے اجزاء کے ساتھ جمع ہونے کی حالت میں۔ پس بلاشک ہمارے نزدیک حیاتِ برزخی کے لئے جسمانی ڈھانچہ کا ہونا شرط نہیں بلکہ ایک شخص کے ان تمام جسمانی اجزاء میں سے جو مشارق و مغارب میں پھیل گئے، ہر ایک جزء کے ساتھ رُوح کا متعلق کیا جانا بعید نہیں ہے۔

marfat.com

پروفیسر طاہر کا عقیدہ کہ مُردہ کے جسم کی تمام ہڈیوں کو مٹی کھا جاتی ہے، فرمانِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف ہے

طاہر القادری کا عقیدہ کہ مردہ کے جسم کی تمام ہڈیوں کو مٹی کھا جاتی ہے. فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قطعاً خلاف ہے. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میت کی تمام ہڈیوں کو زمین نہیں کھاتی. اگر کھاتے بھی، تو ایک ہڈی ایسی ہے جو ہمیشہ باقی رہتی ہے. چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.

ویبلیٰ کُل شیءٍ من الانسان الا عجبَ ذنبہٖ فیہ یُرکّبُ الخلق (صحیح البخاری ج ۲ ص ۷۱۱)

اور انسان کے جسم میں سے ہر شئ گل جاتی ہے سوائے اس کی اس ہڈی کے جو کمر کے آخر میں جڑ والی ہڈی ہے. اس میں انسان کی تخلیق ترکیب پاتی ہے.

اس کی شرح میں امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

"وہ ہڈی باقی رہتی ہے تاکہ انسان کا وہ جسم جسے مثلاً عذاب پہنچے. بعینہٖ وہی جسم ہو جس سے گناہ سرزد ہوا. اسی ہڈی سے دوبارہ جسم انسانی کی تخلیق وہاں سے ہوتی ہے وہ بنیاد ہے. اس سے جسم انسانی کا دوبارہ تخلیق پذیر ہونا بعینہ اسی جسم سابق کا دوبارہ معرضِ وجود میں آنا ٹھہرتا ہے. اس کے برعکس اگر اس سے پیدا نہ کیا جائے تو وہ نیا جسم ہوگا جس کا دنیا کی نیکی و بدی سے تعلق ہی نہ ہوگا اور یہ بات درست نہیں ہے.

(ملاحظہ ہو حاشیہ صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۱۱)

marfat.com

امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس ہڈی کے جسے عجب الذنب کہا جاتا ہے ہمیشہ کے لئے باقی رہنے کا فلسفہ بیان فرما دیا کہ وہ حصہ اس لئے باقی رکھا جائے گا ۔ گلتا سڑتا نہیں بلکہ صحیح وسالم رہتا ہے تاکہ جس کو عذاب وثواب پہنچے وہ بعینہ وہی جسم یا اسی کا حصہ ہو جس نے بدی یا نیکی کی ۔ لیکن طاہر القادری صاحب اس کے برعکس ایک تو سارے کے سارے جسم کے گل جانے کے قائل ہیں جو اس حدیث کے خلاف ہے اور دوسرے عذاب و ثواب میں مثالی جسم کے قائل ہیں جس کا دنیا کی نیکی یا بدی سے کوئی تعلق ہی نہ تھا ۔ اور اس سے تعذیب بلا معصیت لازم آتی ہے یعنی بلا قصور کسی کو سزا دینا ۔ یہ ہے مجتہد صاحب کے اجتہاد کا نتیجہ جو تعلیماتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف و برعکس برآمد ہو رہا ہے ؎

ہر تسلی ہر تشفی ہے نئے انداز سے
اب شکایت کیا کرے بیمار چارہ ساز سے

صحیح بخاری کی دوسری حدیث میں ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

لیس من الانسان شیٔ الا یبلی الا عظما واحدا وھو عجب الذنب ومنہ یرکب الخلق یوم القیامۃ ۔	ایک ہڈی کے سوا انسان کی ہر چیز گل جاتی ہے اور وہ ہڈی عجب الذنب ہے اور قیامت کے دن اسی سے دوبارہ انسان کی تخلیق ترکیب پذیر ہو گی ۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۳۵)

عجب الذنب کے معنی اور مقدار

عجب الذنب کے معنی دم کی جڑ کے ہیں

marfat.com

عجب الذنب کے معنی دم کی جڑ کے ہیں اور یہاں انسان کی پیٹھ کی ہڈی جو کمر کو جاتی ہے اس کے آخری حصہ کے ہیں اور وہ لطیف (باریک) ہڈی ہے۔

سنن ابی داوٗد میں ہے۔

کل ابن آدم تاکل الارض الا عجب الذنب منہ خلق و منہ یرکب (سنن ابی داوٗد ج ۲ ص ۲۹۶)	تمام انسان کو زمین کھا جاتی ہے سوائے عجب الذنب کے اسی سے انسان کو پیدا کیا گیا اور اسی سے اس کو دوبارہ بنایا جائے گا۔

یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے اس میں ہے " ومنہ یرکب الخلق یوم القیامۃ " (ج ۲ ص ۴۰۸) کہ قیامت کے دن دوبارہ اسی ہڈی سے انسان کو بنایا جائے گا۔ (نیز ملاحظہ ہو سنن ابن ماجہ ص ۳۱۵ و مسند امام احمد ج ۲ ص ۳۱۵ - ۳۲۲)

امام طیبی فرماتے ہیں " لانہ لا یفنیٰ اصلا " کہ یہ ہڈی ہرگز فنا نہیں ہوتی نسائی شریف میں بھی یہ حدیث ہے اور اس کے حاشیہ پر امام سندھی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) یہ ہڈی کیا چیز ہے یعنی اس کی مقدار کس قدر ہے؟ فرمایا " مثل حبۃ خردل " رائی کے دانہ کے برابر ہے (نسائی ج ۱ ص ۲۹۳)

اور مسند امام احمد علیہ الرحمۃ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ

ما ھو یا رسول اللہ؟ قال مثل حبۃ خردل منہ تنبتون (ج ۳ ص ۲۸)	یہ ہڈی کس قدر ہے؟ فرمایا رائی کے دانہ کے برابر ہے تم قیامت کے دن اسی سے اُگائے جاؤ گے۔ (پیدا کئے جاؤ گے)۔

یہ حدیث مؤطا امام مالک میں بھی ہے اس کی شرح میں امام باجی علیہ الرحمۃ فرماتے

marfat.com

ہیں کہ اگرچہ مٹی انسان کے سارے جسم کو کھا جائے گی لیکن اس کو نہیں کھاتی (گویا اللہ تعالیٰ
کا امر یہی ہے کہ یہ ہڈی باقی رہے اور جسے خدا رکھے اسے کون چکھے)

پھر فرماتے ہیں کہ

لانہ اوّل ما خلق من الانسان وھذا الذی یبقی منہ لیعاد ترکیب الخلق الیہ۔

(المنتقی شرح موطا ج ۲ ص ۲۱)

کیونکہ یہی ہڈی انسان کے اعضاء سے پہلے پیدا کی جاتی ہے اور یہی وہ ہڈی ہے جو باقی رہتی ہے تاکہ اسی کی ترکیب تخلیق اسی کی طرف لوٹائی جائے یعنی انسان کی دوبارہ تخلیق وہاں سے ہو۔

طاہر القادری کا ایک اور اجماع کا انکار

ثابت ہوا کہ وہ ہڈی جسے "عجب الذنب" کہتے ہیں سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق وہ ہرگز نہ گلتی ہے اور نہ ہی جلتی ہے وہ رائی کے دانہ کے برابر بڑی لطیف ہڈی ہے وہ ہڈی ہمیشہ رہتی ہے وہی انسان کی تخلیق کی بنیاد ہے شروع میں بھی اور آخر میں بھی۔ اس میں روح لوٹا کر اللہ تعالیٰ میت کو ثواب یا عذاب پہنچاتا ہے۔ اور اسی پر سب آئمہ اہلسنت کا اجماع اور اتفاق ہے اس کے گل جانے اور نیست ونابود ہو جانے کا اہلِ حق میں سے کوئی بھی قائل نہیں بلکہ سب معترف ہیں۔ طاہر القادری ایک نئے نام نہاد مجتہد ہیں جو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماعِ آئمہ کے خلاف راستہ لئے جا رہے ہیں، خدا تعالےٰ اسے ہدایت دے۔ آمین

marfat.com

جن کا جسم قبر میں سلامت رہتا ہے۔

امام قسطلانی شارح بخاری نے ارشاد الساری شرح بخاری میں "غیر الانبیاء" کی قید لگا کر واضح فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسم مبارک کو زمین نہیں کھاتی چنانچہ حدیث میں بھی ہے۔

اور امام باجی نے شہداء کو بھی شامل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے اجسام کو بھی زمین نہیں کھاتی (ج ۲ ص ۳۱)

اور امام عبدالباقی زرقانی نے شرح مؤطا میں ایسے دس حضرات کا ذکر کیا ہے جن کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی

"امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ شریف **کُلّ ابن آدم** ، کہ ہر انسان یا ہر ابنِ آدم کے جسم کو زمین کھا جاتی ہے سوائے اس ہڈی کے جسے "عجب الذنب" کہتے ہیں، عام مخصوص عنہ البعض ہے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ انبیاء اور شہداء کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی اور تمہیں وہ دلیل کافی ہے جو احد کے شہیدوں کے بارے میں آیا ہے کہ جب ان کو ۴۶ سال کے بعد ان کی قبروں سے نکالا گیا تو ان کے اجسام ترو تازہ تھے۔ گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یوں فرمایا کہ جن کے جسموں کو مٹی کھاتی ہے ان کے سارے جسم کو کھاتی ہے۔ سوائے عجب الذنب کے اور جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ اسے مٹی نہیں کھاتی تو یہ بات بھی تسلیم کرنا چاہیئے کہ شہیدوں کے جسم کو بھی نہیں کھاتی اور یہ بات ، کے حق میں تسلیم ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کو

marfat.com

عملاً تسلیم کرتے ہیں (یعنی صحیح العقیدہ اور شریعت کے پابند ہیں) اور امام ابن عبد البر کے علاوہ بعض آئمہ نے اس پر مزید فرمایا ہے کہ صدیقین[۳]، علماء اہلسنت[۴]، ثواب کی غرض سے اذان دینے والے[۵]، قرآن[۶] کے حافظ، مجاہد، طاعون سے مرنے والے، جنہوں نے اس پر صبر کیا تاکہ ثواب ہو، اللہ تعالیٰ کا کثرت سے[۹] ذکر کرنے والے اور آپس میں محض[۱۰] اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والے یہ دس لوگ ہیں جن کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی۔" (شرح زرقانی علی المؤطا ج ۲ صہ ۲۹۵)

خیر! یہ تو ایک ضمنی بات تھی کہ کون کون سے لوگ ہیں۔ جن کے اجسام مبارکہ کو مٹی نہیں کھاتی مگر بتانا یہ تھا کہ جناب طاہر کا یہ کہنا کہ انسان کا سارا جسم مٹی ہو جاتا ہے یا جل جاتا ہے حتیٰ کہ اس کے تمام ذرات اور خلیوں کو بھی مٹی کھا جاتی ہے اس کے جسم سے کچھ بھی باقی نہیں رہتا، ان تمام احادیث کے قطعاً خلاف اور اجماع کے بھی منافی ہے۔

marfat.com

اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا مظاہرہ

اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا مظاہرہ جس سے طاہر القادری بے خبر ہے۔ کیونکہ اس نے دورۂ حدیث باقاعدہ پڑھا ہی نہیں، حضرت قبلہ کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے حضور منت وسماجت اور سفارش کے ذریعے حدیث کی سند لے کر کام چلانا شروع کر دیا۔ اگر فی الواقع دورۂ حدیث پڑھا ہوتا تو یہ گمراہ کن عقیدہ اختیار نہ کرتے کہ

۱۔ "بعث بعد الموت (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے) کے لئے ضروری نہیں کہ بعینہٖ اسی بدن اور اسی جسم کو دوبارہ انہی ذرات اور خلیوں کے ساتھ زندہ کیا جائے جن سے اس کا دنیوی وجود تشکیل پایا تھا۔" (اجزاء ایمان حصہ اول ص ۲۱۵)

اور یہ کہ:۔

۲۔ "جسے قبر میں دفن کیا جاتا ہے اس کے جسم کے مادی ذرات کو بلاشبہ مٹی کھا گئی۔ اس کی ہڈیوں کو زمین نے ختم کر دیا۔ اس کے جسمانی ذرات اور خلیوں میں سے کچھ باقی نہ رہا۔" (اجزائے ایمان حصہ اول ص ۲۱۷)

۳۔ "واقعہ یہ ہے کہ حیات بعد الموت کا تعلق جسم کے خاکی ذرات کے ساتھ نہیں بلکہ اس کے باطنی تشخص اور روحانی تمثیل کے ساتھ ہے۔" (اجزائے ایمان حصہ اول ص ۲۱۸)

جناب طاہر کے یہ تینوں خیالات کتاب وسنت کے قطعاً خلاف اور اجماع امت سے متصادم ہیں۔ ابھی پچھلی سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:۔

marfat.com

۱۔ "میت کے جسم میں رُوح لوٹائی جاتی ہے۔"

امام الائمہ سراج الامہ حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ گرامی بھی گزرا کہ:۔

۲۔ "موت کے بعد بندے کی رُوح کا میت کے جسم میں لوٹایا جانا حق ہے۔"

(فقہ اکبر)

مُلا علی قاری علیہ الرحمۃ کی تشریح بھی دیکھ چکے کہ

۳۔ "رُوح کا بندے کے جسم کی طرف صرف تعلق رکھنا ہی نہیں بلکہ لوٹایا جانا حق ہے۔ خواہ رُوح بندے کے تمام جسم کی طرف لوٹائی جائے یا اس کے بعض اجزاء کی طرف اور خواہ وہ اجزاء اکٹھے ہوں یا الگ ہوں۔" (شرح فقہ اکبر)

پھر مرقاۃ کے حوالے سے بھی پڑھ لیا کہ

۴۔ "خواہ میت قبر معروف میں ہو یا اسے درندہ کھا گیا ہو یا اس کے جسم کے اجزاء ایک دوسرے سے جُدا جُدا ہو کر ریزہ ریزہ ہو کر مشرق و مغرب تک پھیل گئے ہوں۔ رُوح اس کے اجزاءِ اصلیہ سے متعلق ہوتی ہے اور یہ کہ اس کے ہر ہر جز کے ساتھ رُوح کا تعلق ہوتا ہے۔"

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

اور حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و اصحابہ وبارک وسلم کی حدیث شریف میں دیکھ چکے کہ

۵۔ "انسان کے جسم کو مٹی کھائے تو اس کے سارے جسم کو کھانے کے باوجود عجب الذنب کو نہیں کھاتی۔

اب اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا مظاہرہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کیسے انہیں ذرات کو اور خلیوں کو دوبارہ ان کی اصلی حالت میں لا کر اپنے بندے کو اپنی بارگاہ میں

marfat.com

امر کرتا ہے۔ اس سلسلے میں متعدد کتبِ حدیث کے حوالوں کا مشاہدہ کریں۔ نسائی

ں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا

پ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :۔

" اَسرَفَ عبدٌ علیٰ نفسِہ
تی حضرتہ الوفاۃُ قال
ہلہ اذا انا مُتُّ فاحرِقُونی
م اسحقونی ثم اذرونی فی
ریح فی البحر فواللہ لئن
در اللہ علیّ لیعذِبُنی عذابا
یعذبہ احدا من خلقہ،
ال ففعل اھلہ ذلک قال اللہ
زوجل لکل شیٔ اخذ منہ
شیئًا ادِّ ما اخذت منہ، فاذا
و قائم، قال اللہ عزوجل
احملک علی ما صنعت؟ قال
شیتک فغفر اللہ لہ۔

(سنن نسائی ج ۱ ص ۲۹۲)

ایک بندے نے اپنی جان پر زیادتی کی (گناہ کئے) یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت آگیا۔ اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے آگ میں جلا دینا پھر مجھے پیسنا۔ پھر مجھے ہوا میں دریا کے اندر اُڑا دینا۔ پس خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پا لیا تو وہ مجھے اس قدر عذاب دے گا کہ ایسا عذاب اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دے گا۔ تو اس کے گھر والوں نے ویسا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر اس شیٔ کو جس نے اس کے جسم میں سے کچھ لیا تھا حکم دیا کہ جو کچھ تو نے اس کے جسم سے لیا اسے ادا کر، پس جبھی (فوراً) وہ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا؟ عرض کی تیرے ڈر سے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری کی جلد دوم صفحہ ۹۵۹، اور صفحہ ۹۷۷

marfat.com

پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور جلد اوّل کے صفحہ ۴۹۱، اور صفحہ ۴۹۵
بھی روایت کیا۔ اس میں ہے "وَکَانَ نَبَّاشًا" کہ وہ شخص کفن چور تھا۔ نیز اس حد
کو امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم کی جلد دوم صفحہ ۳۵۷ پر روایت کیا۔

نیز اس حدیث کو امام مالک علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "مؤطا" میں بھی روایت
ہے (ملاحظہ ہو مؤطا مع شرح زرقانی ج ۲ ص۲۹۸) مؤطا میں ہے کہ انہوں نے اس
کے جسم کو جلا کر اس کی آدھی راکھ کو ہوا میں اڑا دیا اور آدھی راکھ کو دریا میں بہا دیا

امام زہری جو امام مالک کے استاذ ہیں، کی روایت میں یوں ہے: "قال لبنیہ
اذا انا مت فاحرقونی ثم اطحنونی" کہ اس شخص نے اپنے بیٹوں
کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے آگ میں جلانا پھر مجھے پیسنا (پھر راکھ کو اڑا دینا)۔ اس
حدیث کو امام ابو عوانہ علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا۔ اس میں ہے" فی
اسرع من طرفۃ عین" یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو جس کے پاس اس کے ح
کا کوئی ذرہ تھا اور جس حالت میں تھا، حکم دیا کہ اسے واپس ادا کرے تو وہ آنکھ جھپکنے
بھی بڑھ کر تیزی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اصلی جسم کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

اِمام بدرالدین عینی اور امام زرقانی کے کلام سے طاہر کا رَد

ان تمام حدیثوں سے طاہر کا رد تو خود بخود ہو ہی گیا مگر آئمہ کے کلام سے بھی
ملاحظہ فرماتے جائیں۔

چنانچہ امام عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وفیہ دلالۃ علی رد من — اس حدیث میں اس شخص کی تر
زعم ان الخطاب لِس وجہ۔ — پر دلالت ہے جو یہ خیال باطل رکھتا

marfat.com

لان التحريق والتذرية انما
وقعا على الجسد وهو الذى جمع
واعيد ولابى عوانة من حديث
حذيفة عن الصديق ° انه
آخر اهل الجنة دخولا

(شرح زرقانی علی الموطا ج ۲ ص ۲۹۸)

کہ قبر کا سوال و جواب صرف رُوح سے
ہوتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے کیونکہ جلائے
جانے اور ہوا میں بکھیرے جانے کے دونوں
عمل اس کے جسم پر واقع ہوتے تھے اور
اسی جسم کو جمع کیا اور اصلی حالت میں (جہاں
اللہ نے چاہا) لوٹایا گیا (اور حاضر کیا گیا)
اور امام ابو عوانہ کی روایت میں حضرت حذیفہ
سے حضرت ابوبکر صدیق سے ہے کہ یہ شخص
آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔

اور صحیح بخاری کے الفاظ میں جہاں "فَجَمَعَ اللّٰہُ" ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم کی راکھ کو جہاں جہاں اور جس حال میں تھی اپنے حکم سے اکٹھا کیا، کے تحت امام بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں

"ای جمع جسده لان
التحريق والتفريق انما وقعا عليه
وهو الذى يجمع ويعاد عند
البعث وفى حديث سلمان
الفارسى عند ابى عوانة وصححه
فقال الله، كن فكان كاسرع
من طرف العين۔"

(عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۶۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے جسم
کو اکٹھا کیا۔ کیونکہ جلانے اور بکھیرنے کے
دونوں عمل اس کے جسم پر ہی واقع ہوئے
تھے اور مرنے کے بعد اسی جسم کو دوبارہ
اکٹھا کیا اور لوٹایا جاتا ہے اور امام ابوعوانہ
کی سند میں حضرت سلمان فارسی کی حدیث
میں ہے اور اسے انہوں نے صحیح قرار دیا
کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم کو اکٹھا کرنے
اور حاضر کرنے کا ارادہ فرمایا تو "کُن"

marfat.com

فرمایا، تو وہ شخص آنکھ جھپکنے سے بھی زیادہ

تیزی سے حاضر ہو گیا۔

ان تمام حدیثوں اور ان کے شارحین آئمہ اہلسنت سے طاہر صاحب کے اس گمراہ اور گمراہ کن نظریے کی انتہائی وضاحت سے تردید ہو گئی کہ "مرنے کے بعد دوبارہ اسی جسم کو زندہ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ مرنے والے کو ایک اور مثالی جسم یعنی پہلے جسم سے ملتے جلتے ایک خیالی جسم کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر کیا جاتا ہے اور کیا جائے گا اور جزاء وسزا کا سلسلہ اسی مثالی وخیالی جسم پر گزرتا ہے۔ کیونکہ اس کا پہلا جسم تو مٹی ہو گیا یا جلا دیا گیا یا پانی میں ڈوب گیا اور جانوروں کی غذا ہو گیا۔"

اِمام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے کلام سے طاہر کا رد

امام حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور کتاب "شرح الصدور بشرح احوال الموتی والقبور" میں لکھتے ہیں

وھی لاتزال متعلقۃ بہ وان بلی وتمزق وتقسم وتفرق (صفحہ ۶۰)

اور زندگی کا تعلق مرنے والے کے جسم کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے۔ اگرچہ اس کا جسم گل جائے اور ریزہ ریزہ ہو جائے اور بٹ جائے اور بکھر جائے۔

امام صاحب نے واضح فرما دیا کہ مرنے والے کے جسم اور بدن کے ساتھ زندگی جو ایک خاص نوعیت کی ہوتی ہے۔ ہمیشہ متعلق اور قائم رہتی ہے اگرچہ اس کا جسم گل جائے یا ریزہ ریزہ ہو کر منتشر ہو جائے اور ظاہر ہے کہ یہ زندگی بدن کے ساتھ رُوح کے تعلق سے ہی ہے روح کے تعلق کے بغیر نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر گزرا بحوالہ عمدۃ القاری

marfat.com

شرح صحیح بخاری۔

نیز امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں کہ

ان من لم یدفن ممن بقی علی وجہ الارض یقع لهم السؤال و العذاب ویحجب اللہ ابصار المکلفین عن رویة ذلك کما حجبها عن رؤیة الملائکة والشیاطین قال بعضهم وترد الحیاة الی المصلوب ونحن لا نشعر به کما انا نحسب المغمی علیه میتا و کذلك یضیق علیه الجو کضمة القبر ولا یستنکر شیئا من ذلك من حافظ الایمان قلبه وکذلك من تفرقت اجزاءه یخلق اللہ الحیاة فی بعضها او کلها ویوجه السوال علیها قاله امام الحرمین قال بعضهم و لیس هذا با بعد من الذر الذی اخرجه اللہ من صلب آدم واشهدهم علی انفسهم الست

بلاشبہ جو دفن نہیں کیے گئے ان لوگوں میں سے جو زمین پر باقی رہ گئے ان کے لئے سوال اور عذاب دونوں واقع ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مکلفین کی آنکھوں کو اس کے دیکھنے سے روکتا ہے جیسا کہ اس نے انہیں فرشتوں اور شیطانوں کے دیکھنے سے روکا بعض آئمہ نے فرمایا کہ جو پھانسی پر لٹکایا گیا اس کی طرف رُوح لوٹائی جاتی ہے اور اس کا شعور نہیں رکھتے۔ جیسا کہ ہم بے ہوش کو مُردہ سمجھ لیتے ہیں (حالانکہ اس میں جان ہوتی ہے مگر وہ بے حس و حرکت پڑا ہوتا ہے) اور اسی طرح اس پر فضا، قبر کی تنگی کی طرح تنگ کی جاتی ہے اور وہ شخص اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا جس کے دل میں ایمان رچا بسا ہے اور اسی طرح جس شخص کے جسم کے اعضاء بکھر گئے اللہ تعالیٰ اس کے کُل یا بعض اجزا میں رُوح لوٹاتا ہے اور اس پر سوال متوجہ کیا جاتا ہے۔ یہ امام الحرمین نے ارشاد فرمایا۔ بعض نے فرمایا کہ یہ ان

بربکم قالوا بلٰی ۔ کے ذرّوں سے بڑھ کر بعید نہیں جنہیں
(شرح الصدور ص۵۹) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی پیٹھ سے نکالا
اور انہیں ان پر گواہ کیا۔ فرمایا کیا میں تمہارا
رب نہیں ہوں؟ انہوں نے عرض کی۔
"کیوں نہیں"

قارئین! غور فرمائیں کہ طاہر صاحب کا یہ کہنا کہ "وہ جسم گل جاتا ہے، مٹی ہو جاتا ہے یا اسے جانور کھا گئے یا وہ جل کر راکھ ہو گیا اور ہواؤں میں بکھر گیا۔ ختم ہو گیا۔ لہٰذا جزا و سزا اور عذاب و ثواب اسی جسم کو نہیں ہوتا ہے بلکہ ایک اور مثالی جسم ہوتا ہے اسی پر کیفیاتِ عذاب و ثواب وارد ہوتی ہیں۔"
بالکل غلط، حدیث اور ائمہ کی بھی تحقیق کے برعکس منکرین سنت و اجماع کا مذہب ہے جسے جناب طاہر صاحب اپنے خود ساختہ اجتہاد کی آڑ میں سادہ لوح مسلمانوں کے قلب و دماغ میں راسخ کر رہے ہیں۔

سیّدی امام عبدالوہاب شعرانی اور امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی رحمہم اللہ علیہ کے کلام سے طاہر کا رد۔

قارئین! اب سیّدی امام عبدالوہاب شعرانی و امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی علیہ الرحمۃ کے کلام سے بھی طاہر کا رد ملاحظہ فرمائیں۔ سیّدی امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ "مختصر تذکرۃ القرطبی" میں فرماتے ہیں۔

وقد اجمع اھل الکشف اور اہلِ کشف نے اس بات پر اتفاق

marfat.com

علی ان المیت یحس بضغطۃ القبر ویحس باختلاف اضلاعہ ولو کان فی بطون السباع والطیور او کان قد حرق وذری فی الریح فتحس کل ذرۃ بالالم ولو کانت متفرقۃ۔

(مختصر تذکرۃ القرطبی صفحہ ۳۹)

کیا کہ میت قبر کی تنگی محسوس کرتا ہے اور پسلیوں کے باہم پیوست ہونے کو محسوس کرتا ہے اگرچہ درندوں اور پرندوں کے پیٹ میں ہو یا جلا دیا گیا ہو اور ہوا میں بکھیر دیا گیا۔ پس اس کے جسم کا ہر ذرہ درد کو محسوس کرتا ہے اگرچہ اس کے جسم کے ذرے منتشر ہو گئے ہوں۔

ان آئمہ نے فرما دیا کہ کسی کا جسم گل جائے، راکھ ہو جائے، ہواؤں میں بکھر جائے، پانی میں ڈوب جائے یا جانوروں کی غذا ہو کر ان کے پیٹ میں چلا جائے، کہیں ہو اور کسی بھی حالت میں ہو اس کے جسم کا ذرہ ذرہ درد والم کو محسوس کرتا ہے مگر اس کے برعکس طاہر صاحب کے اجتہاد نے جو گل کھلائے ملاحظہ فرمائیں۔

"واقعہ یہ ہے کہ حیات بعد الموت کا تعلق جسم کے خاکی ذرات کے ساتھ نہیں بلکہ اس کے باطنی تشخص اور روحانی تمثیل کے ساتھ ہے"

(اجزائے ایمان طاہر حصہ اول صفحہ ۲۱۹)

طاہر صاحب کی اس جاہلانہ اور نام نہاد تحقیق واجتہاد پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے ؎

حیران ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں!

علامہ تفتازانی کے کلام سے طاہر کا رد

درسِ نظامی کی مشہور کتاب

marfat.com

• شرح عقائد کے مصنف علامہ امام تفتازانی علیہ الرحمۃ کے کلام سے بھی جناب طاہر کا رد ملاحظہ فرماتے جائیں۔ لکھتے ہیں کہ

ان الغریق فی الماء او الماکول فی بطون الحیوانات او المصلوب فی الھواء یعذب وان لم نطلع علیہ۔

(شرح عقائد مصری ص۱۶۳)

بلاشبہ جو پانی میں ڈوب گیا یا جانوروں کے پیٹ میں کھایا گیا یا ہوا میں پھانسی پر لٹکا ہوا ہے اسے بھی عذاب دیا جاتا ہے اگرچہ ہم اس پر مطلع نہ ہوں۔

طاہر القادری کی کی ہوئی تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے درس نظامی پڑھا ہی نہیں ورنہ اس کے کلام میں اس قدر حماقتیں دیکھنے میں نہ آتیں۔ یہ جھوٹ موٹ کے فاضل اور نام نہاد مجتہد اپنی ادر خود ساختہ تحقیقات سے مسلمانوں کو گمراہ کئے جا رہے ہیں اور ان سادہ لوح مسلمانوں کو خدا تعالیٰ ہی سمجھ دے جو اپنی دولت کو لٹا کر جہالت کو فروغ دینے میں اس کا ساتھ دے رہے ہیں۔

ایک سوال کا جواب

قارئین! آپ نے ان تمام حوالہ جات میں پڑھ لیا کہ اگر کسی کو جانور کھا گیا اور وہ اس کے پیٹ کی غذا بن گیا وہ جہاں ہے اور جس حال میں ہے وہاں بھی اسے عذاب پہنچتا ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اسے وہاں عذاب ہوتا ہے تو ضروری ہے کہ اس جانور کو اس کے عذاب کا احساس ہو اور وہ بے چین نظر آئے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات درست نہیں۔ اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ عذاب کا تعلق عالمِ آخرت سے ہے جسے وہی شخص ہی محسوس کرتا ہے جسے عذاب ہوتا ہے۔

marfat.com

جب شریعت ایک بات ارشاد فرما دے تو بندے کا کام اسے تسلیم کرنا ہے اس کو اپنی ناقص عقل سے ماپنا نہیں ورنہ ان تمام چیزوں کا انکار کرنا ہوگا جنہیں ہم دیکھے بغیر مانتے ہیں بلکہ ان کو ایمان کا ہی حصہ قرار دیتے ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہمارے پیٹ میں کیڑے اور جراثیم موجود ہیں۔ اور ہم کیڑوں کے ختم کرنے اور جراثیم کے خاتمہ کے لئے دوا استعمال کرتے ہیں جس سے وہ کیڑے ایذا پاتے ہیں پھر مر جاتے ہیں مگر انسان ان کی ایذاء کو محسوس ہی نہیں کرتا۔ چنانچہ محقق خیالی لکھتے ہیں کہ

واما تعذیب الماکول بخلق نوع الحیاۃ فی بطن الاکل فواضح الامکان کدودۃ فی الجوف وفی خلال البدن فانھا تتألم وتتلذذ بلا شعور منا (خیالی علی شرح العقائد ص ۱۶۳)

رہا کھائے گئے انسان کو، کھانے والے جانور کے پیٹ میں ایک طرح کی زندگی پیدا کر کے، عذاب دینے کا مسئلہ تو یہ واضح الامکان ہے جیسے پیٹ کے اور بدن کے درمیان کیڑا ہے کہ وہ درد اور لذت پاتا ہے۔ ہمیں اس کا شعور تک نہیں ہوتا۔

ابھی بر اس شرح شرح عقائد، شرح تجرید، شرح مواقف، شرح مقاصد اور مسامرہ شرح مسایرہ وغیرہا کتب کلام وعقائد میرے پیش نظر ہیں، انکے حوالہ جات بھی درج کرنے لگوں تو کتاب وقلم کی منزل اور دور ہو جائے۔ بس انہیں حوالہ جات پر اکتفا مناسب ہے۔ اگر کسی کو خدا تعالیٰ ہدایت دے تو ایک حرف بھی کافی ہے ورنہ ہزاروں اور لاکھوں کتابوں کے حوالہ جات پیش کئے جائیں جب بھی کچھ نہیں اور نہ ہی اس قدر فرصت ہے، کہ اس سے بڑھکر کچھ عرض کیا جائے۔ ابھی تو جناب کی کیسٹیں باقی ہیں۔ راقم نے جناب کی تین چار کیسٹیں بھی سنی ہیں جنکی اغلاط وبیہودہ تحقیقات اور جاہلانہ تفسیرات وتشریحات پر ایک الگ اور مستقل کتاب معرض وجود میں آئے گی انشاء اللہ

؎ تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا
فرصت کشاکش غم پنہاں سے گر ملے

marfat.com

مرزا قادیان اور جناب طاہر القادری

قارئین کو یہ معلوم کر کے حیرت ہو گی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور جناب طاہر القادری کے عقائد میں کچھ مماثلت بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً غلام احمد قادیانی ان تمام حدیثوں کا منکر ہے جو اس کے موقف کے خلاف ہیں۔ اسی طرح طاہر القادری صاحب نے ان تمام صحیح حدیثوں کا انکار کر دیا جن سے ان کے باطل و بے بنیاد موقف عورت کی دیت سو اونٹ کے خلاف پچاس اونٹ کا واضح ثبوت میسر آتا ہے۔ اسی طرح قادیانی نے اجماع کا انکار کیا تو طاہر القادری صاحب نے بھی اجماع کا انکار کر کے پوری امت کے فقہاء و آئمہ مجتہدین کو اپنا فریق قرار دیا اس کے علاوہ مرزا قادیانی انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا منکر ہو گیا اور ان سے اتحاد کا نعرہ بلند کیا اور طاہر القادری صاحب ان انگریزوں کے پیدا کردہ اور ان کے مداح مخالفینِ اہلِ سُنت گمراہ فرقوں کے خلاف لسانی و قلمی جہاد کرنے کے منکر ہو کر ان کے ساتھ اتحاد کے داعی بن بیٹھے۔ قادیانی بھی کہتا ہے کہ اسے خدا اور رسول نے یہ خدمت سونپی ہے۔ اس کا شعر ملاحظہ ہو ۔

اب تو جو فرمان ملا اس کا ادا کرنا ہے کام
گرچہ میں ہوں بس ضعیف و ناتواں و دل فگار

(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۹۸)

اور طاہر القادری صاحب نے بھی یہ دعویٰ کر دیا کہ "مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی اور فرمایا" "تم اللہ کے دین کا، میری امت کی نصرت اور میری سنت کی خدمت کا اور میرے دین کی سربلندی کا کام کرو۔ میں یہ کام تمہارے سپرد کرتا ہوں؛ میں نے عرض کیا، میں تو ایک ناکارہ، نا اہل کمزور اور ناتواں انسان ہوں، خطا کار ہوں اور

marfat.com

اس لائق نہیں ہوں کہ یہ کام کر سکوں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ تم شروع کرو اللہ تمہیں توفیق اور وسائل دے گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ منہاج القرآن کا ادارہ بناؤ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارے ادارہ منہاج القرآن میں خود آؤں گا۔ تم منہاج القرآن کا ادارہ نصرتِ دین کے لئے قائم کرو، میرا وعدہ ہے کہ میں لاہور میں تمہارے ادارہ منہاج القرآن میں آؤں گا۔" (قومی ڈائجسٹ ماہ نومبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۲۴)

پہلے تو طاہر القادری صاحب کا یہ دعویٰ مسلک اہلسنت کی نفی کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نورِ نبوت کے اعتبار سے ہر جگہ موجود ہیں اس مسلک کو حاضر و ناظر کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ درحقیقت ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اس قدر قریب ہیں کہ اس قدر ہماری جانیں بھی ہمارے قریب نہیں ہیں۔ قرآن کہتا ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

بس درمیان میں ایک حجاب و پردہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس حجاب و پردہ کو دور فرما دیں تو ہم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے میں موجود پائیں گے اور یہ شانِ اعجازی ہے جو ہماری عقل ناقص سے ماوراء ہے۔ لیکن طاہر صاحب کا دعویٰ نہ صرف مسلکِ اہلسنت کی نفی کرتا ہے بلکہ یہ دعویٰ غلام قادیانی کے دعویٰ سے مماثلت رکھتا ہے۔ وہی الفاظ "ضعیف و ناتواں" کے جو قادیانی نے استعمال کئے۔ طاہر صاحب نے بھی وہی کہے۔

پھر غلام احمد قادیانی نے اس پیش گوئی کا دعویٰ کیا کہ مجھے وحی آئی ہے۔

"ہر طرف سے مال آئے گا"

پھر کہتا ہے کہ

"یہ مالی امداد اب تک پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ آچکی ہے بلکہ میں یقین کرتا ہوں کہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے"

marfat.com

(براہین احمدیہ ج ۵ صفحہ ۵۷)

اسی طرح طاہر القادری صاحب نے بھی پیش گوئی جڑ دی اور کہا کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ:۔

"رسول اللہ نے فرمایا کہ، تم شروع کرو، اللہ تمہیں توفیق اور وسائل دے گا"
(قومی ڈائجسٹ نومبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۲۴)

پھر قادیانی کی طرح تسلیم بھی کرتے ہیں کہ

ادارہ منہاج القرآن کا ماہانہ چندہ سوا لاکھ روپے ہے (صفحہ ۴۴)

نیز غلام احمد قادیانی کا دعویٰ تھا کہ وہ بیک وقت نبی بھی ہے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بھی۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

"مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کہہ کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے میں ظلّی طور پر نبی ہوں۔ پس میں اُمتی بھی ہوں اور ظلّی طور پر نبی بھی ہوں۔ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی"
(براہین احمدیہ ج ۵ صفحہ ۱۸۴/۱۸۸/۱۸۹)

غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کا مطلب یہ ہے کہ بیک وقت وہ نبی اور امتی دونوں ہو سکتا ہے چنانچہ وہ اس کی مثال یہ دیتا ہے کہ:۔

"جیسے پہلے انبیاء علیہم السلام میں سے کچھ پیغمبر غیر تشریعی نبی بھی ہوتے تھے اور اپنے سے پہلے رسول کی امت میں اور اس کی شریعت کے تابع ہوتے تھے۔"

اور جناب طاہر نے بھی اسی قادیانی موقف کی تائید کر دی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"پھر انہی (موسیٰ علیہ السلام) کی امت و شریعت میں حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ جنہیں کتاب زبور مرحمت فرمائی گئی (الی ان قال) پھر

marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جنہیں کتاب انجیل مرحمت فرمائی گئی (اجزائے ایمان حصہ دوم صفحہ ۲۸)

طاہر صاحب نے اس عبارت میں واضح طور پر اس بات کا اظہار فرما دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام دونوں اپنی اپنی جگہ پیغمبر اور نبی ہوتے ہوئے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت میں تھے۔ اُمت میں ہونے کا اس کے سوا اور کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ وہ ان کے اُمتی تھے۔ یعنی نبی بھی تھے اور اُمتی بھی۔ اور یہی مرزا غلام احمد قادیانی کا مؤقف ہے کہ وہ بھی ایک جہت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہے اور دوسری جہت سے نبی بھی ہے۔ اس مؤقف کی تائید میں وہ طاہر القادری صاحب کی اس عبارت کو پیش کر سکتے ہیں اور بلاشبہ طاہر القادری صاحب کا مفہوم و مقصود بھی یہی ہے۔ جب کہ یہ سراسر غلط ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُمتی ہوں بلکہ وہ تو بجائے خود پیغمبر اور مستقل طور پر نبی تھے۔ کسی نبی کے اپنے سے پہلے رسول کی شریعت و کتاب کے احکام کی پیروی کرنے یا اس کی روش کو اپنانے سے اس کا امتی ہونا لازم نہیں آتا۔ مثلاً ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر انبیائے سابقین کی نبوتوں اور ان کی کتابوں کی تصدیق فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی روش کے اپنانے کا بھی حکم ہوا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہدایت کی پیروی کریں اور ملت پر رہیں تو کیا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے امتی ہو گئے؟ ہرگز نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل مخلوق ہونے اور باقی سب کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے پیدا ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام الانبیاء اور امام المرسلین ہیں اور سب نبیوں کے کمالات اور خوبیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی خوبیوں کا عکس

marfat.com

ہیں۔ اس لئے تمام انبیاء۔ انبیاء ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
خلفاء وامتی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن انبیاء سابقین میں سے کسی کو کسی دوسرے
رسول کی امت میں یا اس کا امتی شمار کرنا۔ جیسے طاہر صاحب نے کیا۔ قادیانی نظریہ
کی حمایت اور اس عقیدہ میں اس کی ہمنوائی ہے۔

marfat.com

تصویر کا دوسرا رخ

فکری ارتقاء

۱۔ پروفیسر کو یہ سوال ہر وقت پریشان کرتا رہتا کہ ..... ہماری درس گاہوں
دینی مدارس) کی فضاء اس قابل کیوں نہیں کہ وہ طلباء کو فکری بلند پروازی عطا
سکے۔ (فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صہ ۲۱ - ۲۲)
(یہ دینی درس گاہوں کے علماً و طلبأ پر تنقید ہے۔ جس میں انہیں فکری
لند پروازی سے محروم بتایا جا رہا ہے)۔

۲۔ غیر مسلم داعیانِ انقلاب کارل مارکس، فریڈرک اینجلز، لینن، سٹالن اور
وزے تنگ وغیرہ کے افکار کے مطالعہ سے آپ پر یہ حقیقت آشکار ہوتی کہ ان کی
حریروں میں افکار اور فلسفۂ انقلاب کی بابت جو خود اعتمادی و عزم کی پختگی، نظریاتی
الصیت اور نتیجہ خیزی کا یقین پایا جاتا ہے۔ عصرِ حاضر کے بشیتر اسلامی داعیانِ انقلاب
لی تحریروں میں وہ بھی نظر نہیں آتا۔ بلکہ اس تقابلی مشاہدے نے آپ کو (پروفیسر صاحب
کو) مزید پریشان کیا کہ آج باطل کے مقابلہ میں حق کے علمبردار کس قدر مایوسی، بے یقینی،
نظریاتی التباس، فکری مرعوبیت اور ذہنی شکست خوردگی کا شکار ہو چکے ہیں ان کی

marfat.com

تمام تر مساعی کے نتائج صرف عقیدۂ آخرت میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔ الخ

(فرقہ پرستی ص ۲۳ - ۲۴)

اس عبارت میں موصوف نے کفار کی مدح سرائی فرمائی اور ان کے مقابلہ میں علماء کو قریب قریب مایوسی کا شکار، بے یقین، عقائد و نظریات میں التباس و اشتباہ کا شکار، اور کفار سے مرعوب اور شکست خوردہ ٹھہراتے ہوئے اس بات کا بُرا منایا کہ قوم کو آخرت کی فکر کا سبق کیوں دیتے ہیں۔

طبعی رجحانات اور اجتہاد کی طرف پیش قدمی کا پروگرام

پروفیسر صاحب راسخ العقیدہ، حنفی المذہب ہونے کے باوجود، جدید قانونی اقتصادی، سیاسی اور بین الاقوامی مسائل میں قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کے قائل ہیں۔

"آپ شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ آئمہ متقدمین و متأخرین کی فقہی آراء کی روشنی میں اجتہادی کاوشیں جاری رہنی چاہئیں" (فرقہ پرستی ص ۲۵)۔

تقلید سے بیزاری

"اگر تمام معاملات میں محض تقلید ہی مکمل طور پر حاوی و طاری رہی تو مسلمانوں کی علمی صلاحیتیں زنگ آلود ہو کر ناکارہ رہ جائیں گی"

(فرقہ پرستی ص ۲۵)

marfat.com

فروع کی بجائے صرف اُصول میں تقلید

ملت کے احیاء اور امت کے عروقِ مردہ میں تازہ زندگی پیدا کرنے کے لئے اسلافِ امت اور آئمۂ اسلام کی پیروی ہیں، ان کے وضع کردہ اُصولوں کے مطابق اجتہادی اور تخلیقی انداز میں علمی ارتقاء کا سلسلہ قائم رہنا چاہیے۔"

شریعت کے مصادر و ماخذ

اسلام نے شرعی مسائل کی تحقیق کے لئے درج ذیل چار بنیادی دلائل تجویز کئے ہیں جنہیں مصادرِ شریعت اور ماخذ قانون کہا جاتا ہے۔

۱۔ قرآن ۲۔ سنت ۳۔ اجماع ۴۔ قیاس

(تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب طاہر القادری ص۵)

آخری فیصلہ کتاب و سنت کا بس

اگر کسی معاملہ میں اختلاف رائے واقع ہو جائے تو حتمی فیصلہ کے لئے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی طرف رجوع کیا جائے (تا) اختلاف واقع ہونے کی صورت میں (فردوہ الی اللہ والرسول فرمانِ خدائے قدوس کے مطابق) رجوع کا حکم صرف اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی طرف ہے۔

marfat.com

اولوالامر کو اس میں شامل نہیں کیا گیا ــــــــ اس کی وجہ یہ ہے کہ قانون کا مصدر اصلاً صرف اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں (تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب ص)

اولوالامر کو حکم

اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرنے کا جو حکم مذکورہ بالا آیت (فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ) میں دیا گیا ہے وہ بھی دراصل اولوالامر ہی کو حکم دیا گیا ہے۔ (تحقیق مسائل ص)

اطاعتِ خدا اور رسول غیر مشروط اور اولوالامر کی مشروط ہے

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت تو مستقل اور غیر مشروط ہے لیکن اولوالامر کی اطاعت مستقل اور غیر مشروط نہیں بلکہ وہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ ان کے احکام، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کے تابع ہوں اور ان میں کوئی تضاد و تخالف نہ ہو۔ (تحقیق مسائل ص)

خلاصۂ کلام

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ آیت متذکرہ کی رو سے اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اساسی، مستقل اور غیر مشروط حیثیت حاصل ہے۔ جب کہ صاحبانِ امر کی اطاعت غیر مستقل، مشروط اور پہلی دونوں اطاعتوں کے تابع قرار

marfat.com

دی گئی ہے (تحقیق مسائل ص)

امراء وحکام، آئمہ مجتہدین اور علماء وفقہاء صاحبانِ امر ہیں

امراء وحکام، آئمہ مجتہدین اور علماء وفقہاء سب صاحبانِ امر کے زمرے میں شامل ہیں ان کی فقہی آراء، علمی اقوال، فتاوی، تحقیقات اور اجتہادات کی حجیت ہمیشہ کتاب و سنت کے تابع اور مشروط ہوتی ہے (تحقیق مسائل ص)

دیگر اہل علم کسی مسئلے پر فقہاء ومجتہدین سے اختلاف کر سکتے ہیں

شریعت نے بے شک فقہاء ومجتہدین کے اجتہادات سے استفادہ کرنے اور ان کی آراء واقوال کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے مگر صرف اسی صورت میں جب کسی مسئلہ پر کتاب وسنت خاموش اور غیر واضح ہوں۔ مزید براں ان کی حجیت چونکہ مشروط ہوتی ہے اس لئے دیگر اہل علم کا ان سے کسی مسئلہ پر تحقیقاتی اختلاف کرنا شرعاً ناجائز نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں قول فیصل کتاب وسنت کو تصور کیا جاتا ہے۔

"فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول" کا یہی منشاء ہے (تحقیق مسائل ص)

پھر لکھتے ہیں "تابعین (اس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ آگئے) یا ان کے بعد کے اقوال اور اجتہادات (اس میں باقی آئمہ ثلاثہ آگئے) سے اہل علم (جیسے طاہر القادری صاحب کہ ان سے بڑا اہلِ علم اور کون ہو گا جس کا دعویٰ ہے کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دین کی خدمت کا کام سونپا اور ادارہ بنانے کا حکم دیا) کسی دلیل شرعی

marfat.com

کی بنا پر اختلاف کر سکتے ہیں (تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب ص۱۶۰) اپنے لیے راستہ ہموار فرما دیا۔

جناب طاہر صاحب نے مذکورہ بالا تحقیق فرما کر اپنے لیے اس بات کا راستہ ہموار فرما دیا کہ آپ دعوائے حنفیت وسنیت کے باوجود ایک اہل علم ہونے کی حیثیت سے آئمہ وفقہاء ومجتہدین سے کسی بھی مسئلہ پر اختلاف کر سکتے ہیں ان کے لیے یہ جائز ہے۔ ان کے لیے قول فیصل کتاب وسنت ہوگی۔ نہ کہ آئمہ ومجتہدین کی بات، و اختلاف کیونکر؟ چنانچہ دیت کے مسئلہ پر یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ عورت کی نصف دیت اکثر فقہاء کا مذہب ہے اور اکثر صحابہ کا اجماع ہے پھر بھی انہوں نے اکثریت کے مذہب کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ انہوں نے قرآن سے ہی عورت کی پوری دیت یعنی سو اونٹ استنباط فرمائی ہے۔ کیونکہ دیت کا مسئلہ ۸۴ء میں اٹھایا اور یہ کتاب "تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب" ۸۵ء میں لکھی

اس پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ پہلے تو تمام صحابہ وائمہ کرام کا اجماع ہے۔ اسے اکثریت کا اجماع کہنا بڑی جہالت اور ڈھٹائی کی بات ہے تاہم اگر اسے سب کا نہیں اکثریت کا ہی اجماع تسلیم کر لیا جائے تو بھی اس کے منحرف ہونے والے کو کیا کہنا چاہیئے؟ اس سلسلے میں ہم جناب طاہر القادری ہی کا قول خود ان کی اپنی ذات پہ لاگو کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:-

marfat.com

جناب طاہر اپنے فتویٰ سے منافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مخالف اور گمراہ ٹھہرے

جبکہ جناب طاہر اپنی کتاب "منافقت اور اس کی علامات" میں لکھ چکے ہیں

" امت کی اکثریت کا کسی مسئلے پر متفق ہو جانا خود بھی شرعی دلیل قرار پاتا ہے۔ اس پر عمل اور اس سے انحراف حرام ہوتا ہے (غالباً اس پر عمل فرض اور اس سے انحراف کہنا چاہتے ہوں گے) کیونکہ قرآنِ مجید نے بالعموم اہلِ ایمان کی راہ کی پیروی نہ کرنے کو براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت اور گمراہی قرار دیا۔

(منافقت اور اس کی علامات ص ۴۵-۴۶)

نوٹ:۔ طاہر صاحب کے خیالات کے اور اعلیٰ حضرت بریلوی و مجدد الف ثانی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہ کے خیالات کے درمیان کھلا تضاد ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل ایک حوالہ کے علاوہ مزید تحقیق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "الفضل الموہبی" اور اس پر راقم کا حاشیہ "النفل الرضوی علی الفضل الموہبی" میں ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ ایمان تازہ ہوگا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں (ملاحظہ ہو مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی ج ۱ ص ۶۵۹ - ۶۶۰)

" مامقلدان رانمے رسد کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرأت در اشارات نمائیم"

marfat.com

(ترجمہ) ہم مقلدین امام اعظم کے لئے جائز نہیں کہ احادیث کے مقتضا پر عمل کرتے ہوئے اشارہ میں جرأت دکھائیں۔ مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ اگرچہ بعض احادیث صحیحہ میں "تشہد" میں انگلی اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے تاہم چونکہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ (فقہ حنفی) کی ظاہر الروایۃ میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ ہم مقلدین امام اعظم اپنے امام کے فرمان کے خلاف، ان حدیثوں پر عمل کرتے ہوئے انگلی سے اشارہ کرنے کی جرأت نہیں کریں گے، کیونکہ ہمارے امام ہماری نسبت کتاب وسنت کو زیادہ جانتے تھے۔"

مگر طاہر صاحب فرماتے ہیں کہ دیگر اہل علم فقہاء ومجتہدین سے کتاب وسنت کی روشنی میں اختلاف کرسکتا ہے۔ حجت صرف کتاب وسنت ہے اور یہی غیر مقلدین کا مذہب ہے۔

marfat.com

پروفیسر طاہر القادری کا ایک اور بہت بڑا جھوٹ

"اپنے منہ میاں مٹھو" کے مصداق کتاب "نابغۂ عصر" وغیرہ میں جناب پروفیسر صاحب اپنے شوقِ اجتہاد کا اظہار فرما چکے ہی تھے۔ لیکن کویت میں اپنے ایک حالیہ دورے کے دوران وہاں کے عربی زبان میں چھپنے والے ایک مقامی اخبار "القبس" کو جو موصوف نے اپنے مجتہد ہونے اور اجتہاد کا دروازہ کھولنے کی خوشخبری سنائی اور اپنے جامعہ منہاج القرآن کے طلباء و متعلمین کی حیرت انگیز تعداد بتائی اسے اخبار نے شائع کیا اور موصوف نے اس اخبار کے ایک صفحہ کا عکس بھی اپنے ماہنامہ "منہاج القرآن" بابت ماہ جولائی ۱۹۸۷ء کے صفحہ ۴۸ پر شائع کیا۔ ہم اس عکس کی عبارت قارئین کو پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں اور پروفیسر صاحب کی مکاری اور فریب دہی کی داد دیں۔

جامعہ منہاج القرآن کے طلباء و متعلمین کی تعداد

الجامعه تضم حالیا ۲۰۰ طالب فی النظام الداخلی واکثر من اثنی عشر الف متعلم یترددون علی المرکز لحضور مجالس العلم و الذکر (صفحہ ۴۸)

اس وقت جامعہ منہاج القرآن میں اقامت رکھنے والے طلباء کی تعداد دو صد ہے اور جو طالب علم جامعہ میں آکر علم پڑھ کر واپس لوٹ جاتے ہیں ان کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ ہے۔

یہ "بارہ ہزار متعلمین" کی تعداد کا اس قدر بڑا جھوٹ جو طاہر القادری صاحب نے غیر ملکی اخبار کے سامنے غیر ملک میں جاکر صادر فرمایا ہے۔ انہی کا ہی حصہ ہے۔ ان کے اسی ایک جھوٹ سے ان کی دوسری کذب بیانیوں کی کیفیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر طاہر صاحب یہ فرمائیں کہ اس بارہ ہزار سے ان کے جمعہ کے نمازی مراد ہیں یا شب بیداری کے جمع ہونے

طالبعلم

طالبعلم جامعہ میں علم و ذکر کی مجلسوں میں آتے اور واپس لوٹ

marfat.com

تو ان کا فرمانا اس لئے غلط ہے کہ ایسے لوگوں کو متعلم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن عربی اخبار اور رسالہ منہاج القرآن میں جو الفاظ شائع ہوئے ہیں ان میں بارہ ہزار متعلم کے الفاظ ہیں اور متعلم کا لفظ ہی بتا رہا ہے کہ ان کی مراد عام نمازی اور جمعراتیے نہیں ہیں اور اگر ایسے لوگ متعلم ہیں تو پھر بادشاہی مسجد، داتا صاحب کی مسجد، ہماری مسجد جامعہ غوثیہ گلبرگ لاہور اور دیگر مساجد کے سب نمازی اور سامعین وعظ بھی متعلم ہوئے۔ پھر تو ایسی صورت میں ہر مسجد کے خطیب ملک سے باہر جا کر اپنی اپنی مسجدوں کے سامعین اور نمازیوں کو جو کثیر تعداد میں ہوتے ہیں اپنی اپنی درس گاہوں کے طلباء و متعلمین کی فہرست میں شمار کر کے سب کی مجموعی تعداد بتا کر اپنے غیر ملکی بھائیوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال سکتے ہیں ؎

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ عرف کے لحاظ سے انہیں ہرگز "متعلم" نہیں کہا جا سکتا۔ ایسے لوگوں کو "متعلم" قرار دے کر ان کو اپنے جامعہ سے منسوب کرنا جیسا کہ طاہر القادری صاحب نے کیا ہے۔ سفید جھوٹ اور غیر ملکی دینی بھائیوں کو فریب اور دھوکہ میں ڈالنے کے سوا کچھ نہیں ہے اور یقین جانئے کہ پروفیسر صاحب کا دعویٰ کہ "انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی کہ ادارہ منہاج القرآن بناؤ۔ میں تمہارے پاس لاہور آؤں گا اور یہ کہ میں نے اپنے دین کی تبلیغ کا کام تمہارے سپرد کیا ہے۔"

اسی طرح کی کذب بیانی اور سادہ لوح عوام کی سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے سوا کچھ نہیں

marfat.com

دعوئ اجتہاد

پروفیسر طاہر القادری صاحب نے اس اخبار سے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ اجتہاد کا دروازہ بھی کھول چکے ہیں اس اخبار کے وہ الفاظ ملاحظہ ہوں جو انہوں نے وہاں سے اپنے ماہنامہ منہاج القرآن جولائی ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں خراج تحسین حاصل کرنے کے لئے نقل کئے ہیں

ودعا القادری الی فتح باب الاجتہاد المنضبط بالاصول القواعد التی وضعھا الخ۔	اور قادری نے ایسے اجتہاد کی دعوت دی (دعویٰ کیا) جو ایسے اصول اور قواعد کے ساتھ منضبط ہے جنہیں قادری نے (مسلمانوں کے لئے) طے کر دیا ہے۔
(ماہنامہ منہاج القرآن جولائی ۸۰ء ص۴)	

جناب طاہر القادری صاحب نے باہر جاکر نہ صرف اجتہاد کے دروازے کھول دینے کا دعویٰ کیا بلکہ یہ خوشخبری بھی سنادی کہ انہوں نے اجتہاد کے اصول وقواعد بھی وضع فرما دیئے ہیں۔ گویا مسلمانوں کو ان آئمہ اربعہ کے بعد اب نئے زمانہ کا ایک نیا امام میسر آگیا ہے۔ جس نے اجتہاد کے صدیوں سے بند شدہ دروازہ کو کھول ڈالا ہے اور اس کے قواعد واصول بھی طے کر دیئے ہیں۔

اور قادری نے ایسے اجتہاد کے دروازہ کو کھولنے کی دعوت

marfat.com

طاہر صاحب اپنے آپ کو صحابۂ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پلہ عالم سمجھتے ہیں

جناب طاہر صاحب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث جس میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوال کے جواب میں عرض کی تھی کہ میں پہلے قرآن سے مسئلہ تلاش کروں گا۔ اس میں نہ ملے تو حدیث سے، اس میں نہ ملے تو اجتہاد کروں گا،

نقل کرنے کے بعد ہر ایک پڑھے لکھے کو اجتہاد کرنے کی ہدایت عام صادر فرماتے ہیں

۱۔ ہر علمی اور دینی مسئلے کا حل سب سے پہلے قرآن مجید سے تلاش کیا جائے۔

۲۔ اگر پوری سعی و استعداد بروئے کار لانے کے باوجود قرآن مجید سے کوئی حکم میسّر نہ آسکے تو پھر اس کا فیصلہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تلاش کیا جائے۔

۳۔ اگر کسی مسئلے کا حل پوری جستجو کے باوجود سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی نہ میسّر آئے تو پھر (کتاب و سنت کی روشنی میں) اجتہاد کیا جائے۔

۴۔ اجتہاد کے لئے تمام دینی اور علمی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے بھرپور سعی کی جائے تاکہ کوئی کمی نہ رہ جائے۔

marfat.com

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان

جناب طاہر القادری اس کے بعد لکھتے ہیں کہ

"امام مالک نے بھی اثباتِ احکام کے لئے دلائل شرعیہ کی اسی ترتیب سے تمسک کیا۔ آپ نے کتاب و سنت کو جملہ دلائل و مصادر پر ترجیح دی صرف ان کی عدم موجودگی میں تعاملِ اہل مدینہ اور اس کے بعد فتاوی و اقوالِ صحابہ کی طرف التفات فرمایا اور اپنے قول کو کبھی بھی نص کے مقابلہ میں اہمیت نہ دی۔" (تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب ص۱۶)

یہ امام مالک علیہ الرحمۃ پر بہتان ہے آیئے۔ امام مالک علیہ الرحمۃ کا مذہب ملاحظہ فرمایئے:۔

امام مالک علیہ الرحمۃ مجتہد ہیں اور مجتہد کے لئے حجت نص ہی ہوتی ہے لیکن مقلد کے لئے ضروری نہیں کہ اسے معلوم ہو کہ امام مجتہد کے پیشِ نظر فلاں نص ہے۔

امام ابن الحاج مکی مالکی علیہ الرحمۃ امام مالک کا قول لکھتے ہیں۔

العمل اثبت من الاحادیث علماً کا عمل حدیثوں سے زیادہ متحکم ہے

(المدخل ج ۱ ص ۱۲۲)

لیجیے یہ امام مالک علیہ الرحمۃ ہیں جو فرماتے ہیں کہ علماء دین و آئمہ مجتہدین کا عمل حدیثوں سے زیادہ مستحکم و معتبر ہے کیونکہ وہ احادیث کو اس عالم سے بہتر جانتے ہیں جو مجتہد نہ ہو۔

علمائے مجتہدین کا عمل اور حدیث

امام ابن الحاج فرماتے ہیں کہ امام مالک

marfat.com

علیہ الرحمۃ کے پیروکاروں نے کہا۔

وانہ لضعیف ان یقال فی مثل ذلک حدثنی فی مثل ذلک فلان عن فلان

ایسی صورت میں حدیث سنانا اور حدثنی فلان عن فلان کہنا پوچ و کمزور بات ہے

(المدخل ج ۱ صہ ۱۲۲)

یعنی جب علماء مجتہدین کا عمل معلوم ہو تو اس کے خلاف کسی حدیث کو حجت لانا کمزور اور غیر معتبر بات ہے۔ کیونکہ مجتہد جو حدیث سنانے والے کی حدیث کے خلاف عمل کرتا ہے تو ضرور اس کی نظر میں اس سے بڑھ کر قوی دلیل موجود ہو گی۔

نیز فرماتے ہیں

وکان رجال من التابعین تبلغھم عن غیرھم الاحادیث فیقولون ما نجھل ھذا ولکن مضی العمل علی غیرہ۔

یعنی تابعین کی ایک جماعت کو جب دوسروں سے ان کے خلاف حدیثیں پہنچتیں وہ کہتے کہ ہمیں ان حدیثوں کی خبر ہے مگر عمل اس کے خلاف ہے۔

(المدخل ج ۱ صہ ۱۲۲)

لیجئے اب نام نہاد منکر ان آئمہ تابعین پر کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے کہ وہ منکرین حدیث تھے یا وہ جناب کی بیان کردہ ترتیب سے بے خبر؟

نیز موصوف مزید لکھتے ہیں کہ

وکان محمد بن ابی بکر بن جریر ربما قال لہ اخوہ لم تقض بحدیث کذا فیقول لم اجد الناس

امام محمد بن ابی بکر بن جریر بلدہا ان کے بھائی کہتے تم نے فلاں حدیث کے مطابق فیصلہ کیوں نہ کیا۔ وہ فرماتے میں نے علماء کو اس پر عمل کرتے نہیں پایا۔

marfat.com

ـه (المدخل ج ۱ ص ۱۲۲)

جناب طاہر القادری جو آئمہ مجتہدین کو اپنا فریق بنائے بیٹھے ہیں۔ ذرا خوفِ خد
ین جگہ دیں اور ہوش میں آکر جعلی اجتہاد سے (جو سراسر فساد فی الدین سے عبارت ہے)
یں اور قادریت کا فریب دے کر سادہ لوح عوام کو مزید بے وقوف نہ بنائیں ۔

امام موصوف مزید فرماتے ہیں کہ

امام بخاری و مسلم کے استاذ الاستاذ امام المحدثین عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ

السنة المتقدمة من | اہلِ مدینہ کی پرانی سنت حدیث سے
نة اهل المدينة خير | بہتر ہے۔
ن الحديث (المدخل ج ۱ ص ۱۲۲)

اہلِ مدینہ کی پرانی سنت جس پر اہلِ مدینہ چلے آ رہے ہیں۔ ضرور کسی دلیل ثابت پر
ہوگی جس کی انتہا، مجتہد پر ہوگی اور وہ مجتہد ضرور اس حدیث سے باخبر ہوگا جو
کے عمل کے خلاف اور عمل اہلِ مدینہ کے مقابلہ میں ہے لہٰذا اس کے پاس
کا مناسب جواب ہوگا یا تاویل معقول۔ اس کے بعد جناب طاہر کے ارشاداتِ عالیہ
ی کے جالے سے زیادہ قوت نہیں رکھتے ؎

آں تیغ عقل واں نگہ پُر فسوں نماند
سودا بجوش آمد واں رنگِ خون نماند

marfat.com

طاہر القادری کے نزدیک تقلید کی حیثیت

ان اہلِ علم حضرات سے بڑے ادب سے درخواست ہے جو سنی حنفی کہلاتے اور طاہر القادری کی خوشامد محض اس لئے کرتے پھر رہے ہیں کہ اس کے وزیرِ اعلیٰ سے تعلقات ہیں اور کام نکلوانے کی مجبوریاں درپیش رہتی ہیں نامعلوم کب ان کی خدمات کی ضرورت پڑ جائے یا ان کے ساتھ ان کے ذاتی مراسم ہیں، وہ طاہر صاحب کے "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" کے مصداق حالیہ انٹرویو، جو انہوں نے حال ہی میں اپنی حسبِ مرضی سوالات قائم کئے اور خود ہی جوابات دیئے ہیں۔ شائع کیا۔ اس کی بجائے وہ ان حقائق کو مدِ نظر رکھیں جو ان کی اپنی تصانیف میں یا خطبات اور کیسٹوں میں ہیں جن کے حوالہ جات راقم پہلے بھی عرض کر چکا ہے مزید بھی عرض کرتا ہے طاہر القادری کے نزدیک تقلید کی جو حیثیت ہے۔ اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

"اقوالِ صحابہ اور دیگر آئمہ کے اقوال کو تیمم کے مقام پر رکھا گیا ہے کیونکہ اس کی طرف بھی صرف اس وقت توجہ کی جاتی ہے۔ جب پانی میسر نہ آئے" (تحقیقِ مسائل کا شرعی اسلوب صـ ۲۳)

اہلِ علم حضرات اس بات کو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ جناب طاہر صاحب عوام و خواص کو تربیت دے رہے ہیں کہ آئمہ مجتہدین کی تقلید و پیروی کی حیثیت وہی ہے جو تیمم کی ہے کہ تیمم کی طرف رجوع اس وقت کیا جاتا ہے جب پانی نہ ملے۔ ہر شخص کو پانی کی تلاش کرنی چاہیئے اور تلاشِ بسیار کے باوجود اگر نہ ملے تو بامرِ مجبوری تیمم کر کے نماز ادا کر لینی چاہیئے۔ اہلِ علم جانتے ہیں کہ تیمم "حکمِ اصلی" نہیں ہے بلکہ "حکمِ اصلی" وضو ہے۔

marfat.com

گویا طاہر صاحب کے نزدیک عوام و خواص کے لیے حکم اصلی یہ ہوا کہ وہ براہِ راست قرآن و حدیث سے مسائل اخذ کریں اور اسی کی جد و جہد اور کوشش کریں کہ انہیں اقوالِ اصحابہ و اقوال آئمہ مجتہدین کی حاجت نہ پڑے اور اگر ایسی مجبوری پیش آئے کہ قرآن و سنت سے مسئلہ نہ ملے تو مجبوری کا تصوّر کرتے ہوئے اقوالِ اصحابہ و اقوال آئمہ کو دیکھیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

۱۔ "ہر علمی اور دینی مسئلے کا حل سب سے پہلے قرآنِ مجید سے تلاش کیا جائے"

۲۔ "اگر پوری سعی و استعداد بروئے کار لانے کے باوجود قرآنِ مجید سے کوئی حکم میسّر نہ آسکے تو پھر اس کا فیصلہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تلاش کیا جائے"

۳۔ "اگر کسی مسئلے کا حل پوری تلاش و جستجو کے باوجود سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی میسّر نہ آئے تو پھر کتاب و سنت کی روشنی میں اجتہاد کیا جائے" (تحقیقِ مسائل کا شرعی اسلوب ص۹)

یہاں اقوال صحابہ و تابعین و اقوالِ آئمہ مجتہدین کو چھوڑ گئے تاکہ "عورت کی دیت کے مسئلے کی طرح جناب طاہر کو صحابہ و مجتہدین کے اقوال و ارشادات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اگر پڑے تو آپ یہ کہہ کر رد کر سکیں کہ یہ لوگ تو" اس کیس میں میرے فریق ہیں" بات صرف کتاب و سنت پر ہوگی ورنہ، حکم یہی ہے کہ کتاب و سنت کے بعد اجتہاد ہے، سو میں نے کتاب و سنت سے اجتہاد کر کے یہ مسئلہ ایسے ہی اخذ کر لیا ہے۔ میرے پاس سنت ہے گویا میرے پاس پانی موجود ہے میں تیمم (اقوالِ صحابہ و آئمہ پر عمل) کیوں کروں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

"لہٰذا اقوالِ صحابہ و تابعین اور آئمہ کے اجماع و اجتہاد کی تمام صورتیں مصادرِ قانون کے طور پر صرف اس وقت حجیت حاصل کرتی ہیں جب کسی مسئلے پر کتاب و سنت کی کوئی نص موجود نہ ہو۔ اگر مسئلہ کتاب اللہ سے ثابت ہو

marfat.com

تو اسے سنت پر ترجیح حاصل ہوگی اور اگر سنتِ صحیحہ سے ثابت ہو تو آثارِ صحابہؓ
تابعین اور اقوال آئمہ کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا

(تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب ص۲۲)

اس لئے جناب طاہر نے عورت کی دیت کے مسئلہ میں براہِ راست قرآن سے مس
اخذ کیا اور نام نہاد اجتہاد فرما کر اپنے زعم باطل میں عورت کی دیت کو مرد کی دیت کے سا
مقدار میں برابر قرار دیا اور چونکہ دیت کے مسئلہ میں انہوں نے ۱۹۸۴ء میں سنت رسول ص
اللہ علیہ وآلہ وسلم، اجماعِ صحابہ اور اجماعِ آئمہ اہلسنت کے برعکس مؤقف اختیار کر لیا تھا۔ اس
اپنے اس غلط مؤقف کو ثابت کرنے کے لئے ایک نیا انداز اختیار کیا تاکہ جب کبھی اس مسئلہ
یا دوسرے مسائل پر کوئی اعتراض کرے تو آپ اس کتاب "تحقیق مسائل کا شرعی اس
جو بعد میں ۱۹۸۵ء میں شائع کی، کے ذریعے پہلے ہی سادہ لوح پڑھے لکھے حضرات کے ذہ
کو اپنے حق میں ڈھال چکے ہوں اور یہی غیر مقلدین کا مسلک ہے۔

چنانچہ علامہ سلیمان بن سحمان نجدی اپنی کتاب "الہدایۃ السنیہ" میں لکھتے ہیں

"حدیث کے ہوتے ہوئے کسی فقیہہ یا مجتہد کی رائے ہمارے لئے
حجت نہیں (طبع امرتسر ۱۹۲۷ء)

پھر لکھتے ہیں

"ہاں ضرورت کے وقت اور ایسی حالت میں جب کہ احادیثِ رسول
کے متعلق واقفیت نہ ہو یا اس کی اہلیت نہ ہو یا قواعد استنباط سے بے خبر
ہو تو تقلید کی اجازت ہے لیکن یہ بھی اجازت عام نہیں بلکہ نہایت ضروری
اور تکلیف کی حالت میں ہے" ص۴۹۔

یہی طاہر القادری کا مسلک ہے کہ تقلید کو تیمم کے برابر قرار دیا۔ لیکن اس بے خبر کو
کون بتائے کہ یہ قواعد و ضوابط جنہیں آپ "تحقیقِ مسائل کا شرعی اسلوب" کے عنوان سے

marfat.com

بیان کر کے ان پر عمل کر رہے ہیں اور پڑھے لکھے شخص کو ان قواعد پر عمل کرنے کی تلقین کرتے اور ترغیب دیتے ہیں۔ آپ جیسے لوگوں کے لئے نہیں بلکہ یہ آئمہ مجتہدین کے لئے ہیں آپ کیا جانیں کہ سنت کیا ہے اور اس سے استنباط (مسائل اخذ) کرنے کا کیا طور طریق ہے؟ آپ جیسے لوگوں کے لئے ایسا کرنا گمراہی میں پڑنے کا سبب ہے۔ اس لئے آپ خود بھی گمراہ ہوئے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہی میں ڈالے جا رہے ہیں اور اس گمراہی کی انتہا یہ ہے کہ آئمہ مجتہدین کو بھی اپنا فریق بنا ڈالا۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

marfat.com

حدیث، علما کو گمراہی میں ڈالنے والی ہے سوائے مجتہدین کے

اس سلسلے میں امام ابن عینیہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ امام سفیان بن عینیہ مکی ہیں جو امام جعفر صادق ایسی شخصیتوں کے شاگرد اور امام شافعی و امام احمد بن حنبل کے استاذ اور امام بخاری علیہ الرحمۃ کے استاذ الاستاذ (استاذوں کے استاذ) ہیں جنکی پیدائش ۱۰۷ھ کو ہوئی اور وصال ۱۹۸ھ میں ہوا جن کے بارے میں امام شافعی فرماتے ہیں کہ

لولا مالك وسفيان لذهب علم الحجاز (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۱۹)

اگر امام مالک اور امام سفیان بن عینیہ نہ ہوتے تو حجاز کا علم جا چکا ہوتا۔

اور احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ

مارأيت احدا من الفقهاء اعلم بالقرآن والسنن منه۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۲۱)

میں نے فقہاء میں سے کوئی نہیں دیکھا جو امام ابن عینیہ سے بڑھ کر قرآن و سنت کا جاننے والا ہو۔

اس امام جلیل کا ارشاد گرامی سنئے۔ امام ابن الحاج مکی المدخل میں فرماتے ہیں کہ

قال ابن عيينه: الحديث مضلة الا للفقهاء الخ۔ (المدخل ج ۱ ص ۱۲۲)

امام ابن عینیہ نے فرمایا، حدیث، ائمہ مجتہدین کے سوا دوسروں کے لئے گمراہ کرنے والی ہے۔

یعنی حدیثوں کو سمجھنا دراصل مجتہدین کا کام ہے۔ جناب طاہر جیسوں کے بس کا روگ نہیں ہے۔

marfat.com

طاہر صاحب کا لوگوں کو آئمہ کی تقلید سے متنفر کرنے کا نیا سلسلہ

افسوس کہ طاہر صاحب اپنے آپ کو سنی بھی کہتے ہیں اور حنفی بھی۔ مگر ان کی تین رسوا کن تصانیف اِن دعوؤں کی قلعی کھول کر رکھ دیتی ہیں۔ ایک "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟" دوسری "اجتہاد اور اس کا دائرۂ کار" اور تیسری "تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب"۔

موصوف "تحقیقِ مسائل کا شرعی اسلوب" میں امام شافعی علیہ الرحمۃ کے اقوال بحوالہ امام ابن قیم شاگرد امام ابن تیمیہ نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

۱۔ اگر صحیح حدیث مل جائے تو میرے قول کو دیوار پر دے مارو۔

۲۔ اگر تمہیں میری کتاب میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کچھ ملے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق فتویٰ دو اور میرے قول کو ترک کر دو۔

(تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب ص۱۸-۱۹)

جناب طاہر کو یہ معلوم ہو کہ امام شافعی کا یہ ارشاد آپ اور میرے جیسے لوگوں کے لئے نہیں بلکہ اپنے ان شاگردانِ عزیز کے لئے ہے جو درجۂ اجتہاد پر فائز تھے جیسے حضرت امامِ اعظم علیہ الرحمۃ کے شاگردانِ رشید، امام محمد و امام ابو یوسف علیہما الرحمۃ۔ چنانچہ امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وھذا الذی قالہ الشافعی	یہ جو امام شافعی علیہ الرحمۃ نے ارشاد
لیس معناہ ان کل احد رای	فرمایا اس کا یہ معنی نہیں کہ جو شخص بھی
حدیثا صحیحا قال ھذا	حدیث صحیح دیکھے وہ کہہ دے کہ یہ امام

marfat.com

مذهب الشافعي وعمل
بظاهره وانما هذا فيمن
له رتبة الاجتهاد في المذهب الخ

(شرح المجموع ج ۱ ص ۶۴)

شافعی کا مذہب ہے اور اس
کے ظاہر پر عمل شروع کر دے یہ فر
ایسے شخص کے بارے میں ہے
اجتہاد فی المذہب کا مرتبہ حاصل

اب جناب طاہر صاحب کی آنکھیں کھلنی چاہئیں اور انہیں اس بات کو
سے باور کرتے ہوئے کہ وہ اپنے نام نہاد اجتہاد اور
اپنی غیر مقلد ذہنیت سے تائب ہو کر ائمہ ک
کہنے اور "تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب" اور "اجتہاد اور اس کا دائرۂ کار" اور
پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے" ایسی رسوائے زمانہ تحریروں سے علانیہ رجوع کر
علاوہ ازیں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ و امام مالک و امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ
نے بھی جو اس طرح کے ارشادات فرمائے ہیں کہ حدیث صحیح کے مقابلہ میں تمہیں
کوئی قول ملے تو اس پر عمل نہ کرنا اسے چھوڑ دینا اور سمجھ لینا کہ ہمارا مذہب وہ
حدیث ہے، یہ دراصل ان علماء کے لئے ہے جو ان کے مذہب میں درجہ ا
پر فائز ہیں یہ ارشاد جناب طاہر القادری جیسے لوگوں کے لئے نہیں جو اجتہاد تو
عربی عبارت تک صحیح پڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

marfat.com

ایک اور مسئلہ میں امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مخالفت

قارئین! جناب طاہر القادری صاحب نے اپنی کتاب "اجزائے ایمان" کے حصہ اول صفحہ ۱۷۶ پر حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ والی حدیث نقل کی۔ جس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور اس میں بھول کر دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو حضرت ذوالیدین نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا نماز چھوٹی کردی گئی ہے یا پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھول گئے؟

طاہر القادری لکھتے ہیں۔

"اس پر آپ نے دوسرے صحابہ کی طرف دیکھا سب نے ذوالیدین کی تائید کی۔ چنانچہ آپ نے کھڑے ہوکر مزید دو رکعت ادا فرمائی اور اس کے بعد سلام پھیر کر سجدہ سہو ادا کیا۔ (۱) یہ اس لئے کیا گیا کہ اگر لوگوں سے کسی وقت بھول ہوجائے تو اس کی تلافی کی وہ صورت بھی ان کے سامنے موجود ہو جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار فرمائی"۔ (اس کے بعد لکھتے ہیں) (۲)، کوئی شخص چار رکعتوں پر مشتمل نماز میں بھول جائے اور دو رکعت پر سلام پھیر دے اگر اس نے کسی سے گفتگو نہ کی اور قبلہ سے کلیتہً رُخ نہ پھیرا تو وہ شخص اپنی بقیہ نماز مکمل کرکے بعدازاں سجدہ سہو کرلے تو نماز ادا ہو جاتی ہے۔ ورنہ اسے چار ہی رکعتیں مکمل کرنا ہوں گی۔ (۳)، لیکن حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کلیے سے مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ آپ نے بات چیت کرنے کے باوجود اسی نماز کو مکمل فرمایا

(اجزائے ایمان حصہ اول ص ۱۷۶-۱۷۷)

marfat.com

اس میں جس عبارت پر نمبر ایک درج ہے یعنی یہ اس لئے کیا گیا ..... "
پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر نمازی چار رکعت والی نماز میں بھول کر چار کی جگہ
پڑھ کر سلام پھیر دے پھر آپس میں بھول چوک سے متعلق گفتگو کرلیں تو ان کے لئے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل تلافی کا راستہ دکھاتا ہے کہ وہ گفتگو کے باوجود بقیہ دو
پڑھ کر سجدہ سہو کریں گے یوں ان کی نماز ہو جائے گی اور اس کے بعد نمبر ۲ کو دیکھ
اس میں بقیہ نماز کے مکمل کرنے کی ہیں "گفتگو نہ کرنا" شرط قرار دیا۔ جب کہ نمبر ایک
جسے تلافی کے لئے کافی قرار دیا اس میں گفتگو کا ثبوت موجود ہے تو ان دونوں میں
پایا جاتا ہے۔ جناب مفکرِ اسلام، علامہ اور ڈاکٹر تو بن گئے۔ تبلیغ وعلم کا یہ حال
کہ اپنی بات میں تضاد تک کا شعور نہیں ہے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے یا رب!
لڑتے ہیں مگر ہاتھ میں تلوار نہیں!

پھر نمبر ۳ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس شرط سے مستثنیٰ کر دیا۔ کہ آپ صلی
علیہ وآلہ وسلم نے بات چیت کرنے کے باوجود اسی نماز کو مکمل فرمایا۔ جب کہ جناب
یہ تاویل و توجیہہ خود حدیث کے خلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ ابتدا کا واقعہ ہے جب
نماز میں بوقتِ ضرورت گفتگو کرنے کی اجازت تھی۔ پھر اس کو منسوخ کر دیا۔ چنانچہ حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كنا نسلم على النبى	ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلى الله عليه وسلم وهو فى	سلام کرتے اور آپ نماز میں ہوتے
الصلوٰة فيرد علينا فلما	آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے پھر جب
رجعنا من عند النجاشى سلمنا	ہم نجاشی کے ہاں سے واپس لوٹے
عليه فلم يرد علينا فقلنا	آپ نے ہمیں سلام کا جواب نہ دیا۔ تو

marfat.com

سول اللہ کنا نسلم | عرض کی " ہم آپ کو نماز کی حالت میں سلام
ـ فی الصلوٰۃ فترد علینا | عرض کرتے تھے آپ ہمیں جواب دیتے
ان فی الصلوٰۃ لشغلا | تھے فرمایا بلاشبہ نماز میں سلام سے
(مشکوٰۃ ص ۹۰) | ایک مانع چیز ہے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ "لشغلا" کے معنی لکھتے ہیں " ای مانعا من
سلام " (مرقاۃ ج ۲ ص ۳۱) یعنی نماز کی حالت اس بات سے مانع ہے کہ
ی کو اس کے سلام کا جواب دوں۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ علامہ امام مظہر
الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں۔

کان الکلام فی بدء | کہ ابتداء اسلام میں نماز میں گفتگو
سلام جائزا فی الصلوٰۃ | کرنا جائز تھا پھر حرام کر دیا گیا۔
حرم (مرقاۃ ج ۲ ص ۳۱)

اس حدیث کی شرح میں علامہ امام ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا فرمانا کہ بعد میں نماز کی
ت میں گفتگو کرنے کی ممانعت ہو گئی اور اسے حرام ٹھہرا دیا گیا اس بات کی دلیل ہے
ور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی نماز میں کسی سے گفتگو کرنا منع تھا۔ جب سلام
اب نہ دیا تو گفتگو کیسے جائز ہو گئی۔ لہٰذا جناب طاہر صاحب کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
س سے مستثنیٰ کرنا فقہ حنفی اور مذہب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہے
اسی لئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصیت والی بات کو حسب عادت محققین
یلَ " بصیغۂ تمریض ذکر کر کے اس کے خلافِ تحقیق ہونے کی طرف ارشاد فرمایا
ی جناب طاہر کو اس سے کیا غرض وہ تو ہر وہ بات کریں گے جس سے عوام خوش ہو
ہیں داد دیں۔ خواہ عند اللہ یا عند التحقیق وہ بات درست ہو یا غلط۔ اب دوسری
یث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

کنا نسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی الصلوۃ قبل ان ناتی ارض الحبشۃ اتیتہ فوجدتہ یصلی فسلمت علیہ فلم یرد حتی اذا قضی صلوتہ قال ان اللہ یحدث من امرہ مایشاء وان مما احدث ان لاتتکلموا فی الصلوۃ فرد علی السلام وقال انما الصلوۃ لقراءۃ القرآن وذکر اللہ فاذا کنت فیہا فلیکن ذلک شانک (مشکوٰۃ صہ ۹۱)

ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرتے اور آپ نماز میں ہوتے اس سے پہلے ہم سرزمین حبشہ کو آتے۔ تو آپ ہمیں جواب دیتے پھر جب ہم سرزمین حبشہ سے واپس لوٹتے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو نماز پڑھتے پایا۔ پس میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ اپنی نماز ادا کرلی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے جو چاہتا ہے ظاہر کرتا رہتا ہے اور بے شک ان احکام سے جو اللہ نے ظاہر کیئے یہ ہے کہ تم نماز میں کلام نہ کرو۔ پھر آپ نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا نماز قرآن کی قراءۃ اور اللہ کی یاد کے لئے ہی ہے۔ پس جب تم نماز میں ہو تو تمہارا یہی حال ہونا چاہیئے۔

اس حدیثِ مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم بھی اس بات سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ اگر مستثنیٰ ہوتے تو آپ سلام کا جواب دے دیتے اور ان کو فرما دیتے کہ تمہیں نماز میں سلام وکلام کرنا منع ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اللہ تعالیٰ کا ایک حکم عام قرار دے کر اپنے آپ کو بھی شامل رکھا اور مستثنیٰ نہ کیا۔

marfat.com

ری حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں :-
حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رمایا کہ

ان ھذہ الصلوۃ لایصلح	بے شک یہ نماز، اس میں لوگوں کی گفتگو
ا شئ من کلام الناس	میں سے کوئی بھی چیز لائق وجائز نہیں یہ تو
اھی التسبیح والتکبیر	تسبیح وتکبیر اور قرآن کی قرأۃ ہے۔
اءۃ القرآن الخ	

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۰۳)

اس حدیث میں کسی استثناء کے بغیر علی العموم فرما رہے ہیں کہ نماز میں گفتگو جائز و
نہیں ہے۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ اگر کسی شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد فرماتے
ں پر جواب دینا اور اطاعت کرنا فرض تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلانا اور آپ
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت تھی اور ہے اور رہو گی اور یہ بھی ان حدیثوں
ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ فرض تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز
لت میں کسی سے بات نہ فرمائیں حتیٰ کہ کسی کے سلام کا جواب بھی نہ دیں۔ جیسا کہ
رجہ بالا حدیثوں سے وضاحت کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم
ں سے مستثنیٰ کرنا ان حدیثوں کے منافی اور غلط ہے

اس حدیث کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

قال ابو حنیفہ والکوفیون	یعنی امام ابو حنیفہ اور کوفیوں کے نزدیک
طل (شرح مسلم ج ۱ ص ۲۰۳)	لوگوں کے ساتھ کلام کرنے سے نماز
	باطل ہو جاتی ہے۔

اس میں جناب طاہر صاحب کی تشریح نمبر ایک کی تردید ثابت ہو گئی۔ جس میں وہ فرماتے

marfat.com

ہیں کہ "یہ اس لئے کیا گیا (یعنی گفتگو کے باوجود بقیہ نماز ادا کر کے سجدہ سہو سے نماز مکمل کر لی جائے) کہ اگر لوگوں سے کسی وقت بھول ہو جائے تو اس کی تلافی کی وہ صورت بھی ان کے سامنے موجود ہو جو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار فرمائی۔ ان حدیثوں سے واضح ہو گیا کہ یہ غلط ہے۔ نماز از سر نو پڑھنا ہو گی۔ سجدہ سہو سے تلافی نہ ہو گی۔ اب چوتھی حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

کنا نتکلم فی الصلوٰۃ یکلم الرجل صاحبہ وھو الیٰ جنبہ فی الصلوۃ حتی نزلت "وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ" فَاُمِرنا بالسکوت ونھینا عن الکلام (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۰۴)	ہم نماز میں آپس میں باتیں کر لیتے تھے مرد نماز کے اندر اپنے ساتھی کے ساتھ بات کر لیتا اور وہ اس کے پہلو کے ساتھ ہوتا یہاں تک کہ قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی "اور کھڑے ہو اللہ کے لئے فرمانبرداری کرنے خاموش ہونے والے ہو کر تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم کیا گیا اور ہمیں کلام کرنے سے روک دیا گیا۔

اس حدیث سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ سے اور صحابہ کرام کا آپس میں نماز کے دوران گفتگو کرنا پہلے ہوا کرتا تھا۔ جو بعد میں بحکم خداوندی منسوخ وممنوع ہو گیا اور اس حکم میں بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل تھے، مستثنیٰ نہ تھے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے سلام کا جواب ضرور عنایت فرماتے۔ حضرت امام اعظم کا بھی یہی مذہب ہے۔

قال ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ والکوفیون یبطل۔	یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور کوفہ والے (علماء) فرماتے ہیں۔ کلام

marfat.com

(شرح نووی ج ۱ ص ۲۰۲) کرنے سے باطل ہو جاتی ہے۔

اس سے بھی جناب طاہر صاحب کے خیال نمبر ۱ کی واضح طور پر تردید ہو جاتی ہے

امام نووی آگے چل کر فرماتے ہیں کہ

قال ابو حنیفه رضی الله عنه واصحابه والثوری فی اصح الروایتین عنه تبطل صلوة بالکلام ناسیا او جاهلا لحدیث ابن مسعود وزید بن ارقم رضی الله عنهما وزعموا ان حدیث قصة ذی الیدین منسوخ بحدیث ابن مسعود و زید بن ارقم۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں نے فرمایا اور امام ثوری سے صحیح ترین روایت کے مطابق بھی یہی ہے کہ کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے خواہ بھول کر ہو یا لاعلمی میں، اس کی دلیل حضرت ابن مسعود اور زید بن ارقم کی حدیث ہے اور ان اماموں کی تحقیق یہ ہے کہ ذوالیدین کے واقعہ والی حدیث حضرت ابن مسعود اور زید بن ارقم کی حدیث سے منسوخ ہے

(شرح مسلم امام نووی ج ۱ ص ۲۱۴)

لیجئے! قارئین کرام! آپ نے سمجھ لیا اور پڑھ لیا کہ آج جناب طاہر صاحب حضرت ذوالیدین والی جس حدیث کا تذکرہ کر کے یہ فرما رہے ہیں کہ "یہ اس لئے کیا گیا کہ اگر لوگوں سے کسی وقت بھول ہو جائے تو اس کی تلافی کی وہ صورت بھی ان کے سامنے موجود ہو جو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار فرمائی" اور یہ کہ "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کلیئے سے مستثنیٰ ہیں" وہ حدیث سرے سے منسوخ ہو گئی۔

ایک سوال اور اس کا جواب :-

marfat.com

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے کہ اس دوران ابلیس (شیطان)، آپ کو پریشان کرنے لگا۔ آگ کا شعلہ لایا تاکہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُخِ انور کے سامنے کرکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توجہ نماز سے ہٹائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "اعوذ باللّٰہ منک" یعنی تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں پھر فرمایا کہ میں اللہ کی لعنت کے ساتھ تجھ پر لعنت بھیجتا ہوں۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شیطان سے مخاطب ہوئے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے بحالتِ نماز کسی سے خطاب کرنا یا بولنا منع ہوتا تو ایسا نہ فرماتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ نماز میں کلام کے منسوخ ہونے سے پہلے کا ہے۔ ملاحظہ ہو مرقاۃ ج ۲ ص ۱۳۱)

لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جس شخص کو قرآن وسنت کے ناسخ ومنسوخ تک کا علم نہیں وہ شترِ بے لگام کی طرح دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے سے گھومتا پھرتا اور جو دل میں آتا ہے کہتا اور لکھتا جاتا ہے۔ لوگوں کو دھوکا دینے کو سُنی بھی اور حنفی بھی کہلاتا ہے اور ساتھ ہی عقیدہ اہلسنت اور مسلک امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے برعکس احکام ومسائل بھی بیان کئے جاتا ہے اور کس قدر سادہ لوح ہیں ہمارے اربابِ اقتدار اور سرمایہ دار مسلمان جو اس کے دامِ فریب میں مبتلا ہو کر اس کے پیچھے اپنی دولت لٹاتے جا رہے ہیں۔ گویا دین بھی برباد اور دنیا بھی برباد ؎

میں تم سے کیا کہوں اس وقت دل پر کیا گذرتی ہے
تصور دل میں آتا ہے تو آنکھ اشکوں سے بھرتی ہے

marfat.com

طاہر القادری کی فقہ سے عداوت

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ جناب طاہر القادری پر "اجتہاد" کا شوق کچھ ایسا سوار ہو چکا ہے کہ وہ اس شوق کو بہر صورت عملی جامہ پہنانے کے لئے ہر طرف ہاتھ پاؤں مارتے پھر رہے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں لوگوں کے ذہنوں کو ائمہ کرام کی ترتیب دی ہوئی مسلمہ فقہ سے متنفر کرنے اور اس کے مقابلہ میں ایک نئی اور جاہلانہ فقہ کے ایجاد کئے جانے کی اہمیت کا قائل کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور ساتھ ساتھ تقلید کے خلاف بھی ان کے ذہنوں میں ایک تاثر پیدا کر رہے ہیں۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں

"ہمارے قدامت پرست مذہبی ذہن (علماء دین) نے (الا ماشاءاللہ) تصورِ تقلید کو فی الواقع فکری تعطل میں بدل دیا ہے اور اجتہاد کو عملاً شجرِ ممنوعہ بنا دیا ہے اس لئے جو فقہی کام آج سے کئی سو سال پہلے کی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے ہوا تھا۔ اسے تمام تفصیلات و جزئیات سمیت ہر اعتبار سے آج کے دور کے لئے بھی من و عن کافی و وافی سمجھ لیا گیا ہے۔ تمام مذہبی طبقہ اسے عملاً اور واقعۃً قرآن و سنت کی طرح ہمیشہ کے لئے حتمی و قطعی سمجھتا ہے اور اس سے جزوی اختلاف یا اس میں اجتہاد نو کو فعلِ حرام تصوّر کرتا ہے اس نے قرآن و سنت اور اجتہادی آراء و علوم کے درمیان امتیاز کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اس لئے کتب فقہ وحی کا بدل تصوّر ہونے لگی ہیں اور ان کی موجودگی میں نئے فقہی اجتہاد کو سراسر اسلام کے خلاف سازش تصوّر کیا جاتا ہے۔" (اجتہاد اور اس کا دائرہ کار ص ۱۷)

قارئین غور فرمائیں، خاص کر سُنی حنفی کہلانے والے اور آئمہ کرام کے متوالے، جناب

marfat.com

طاہر کی اس تحریر پر آنکھیں کھولیں۔ جہاں فرقہ وہابیہ امام اعظم ابو حنیفہ و امام شافعی وغیرھما آئمہ کرام کے مزارات طیبہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ وہاں یہ نام نہاد مجتہد، سرتاپا جہل مرکب طاہر القادری ان بزرگوں کی اجتہادی کاوشوں اور روز روشن سے بڑھ کر تاباں و درخشاں ان کے علمی کارناموں کو اپنے جاہلانہ اجتہاد کے ذریعے نیست و نابود کرنے میں مصروف ہے۔ بلکہ جو کام غلام احمد پرویز نہ کر سکا۔ کہ وہ داڑھی منڈا تھا اور سُنی حنفی ہونے کا دعوے دار نہ تھا اور میلاد کا نام بھی نہ لیتا تھا۔ لیکن جناب نے عوام کی دُکھتی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے، سنی حنفی ہونے کا دعوٰے کرتے ہوئے عشقِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم، میلادِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قادریت کی نسبت کا ٹائٹل اور لیبل لگا کر اسی کے مقاصد کی تکمیل کا بیڑا اُٹھالیا ہے ؎

غیر کم بخت تو گُستاخ تھے مُدّت سے

اب تو کچھ آپ کے منہ سے بھی نکل جاتا ہے

ہم اس سے پُوچھتے ہیں کہ ان آئمہ کرام و مجتہدین عظام کی تقلید کرنے والے جس قدر بزرگان آج تک گذرے، اپنے آئمہ کی فقہ پر ہی چلتے، لوگوں کو اس پر چلاتے رہے اور اسی فقہ کو کافی و دافی سمجھتے چلے آئے۔ کسی نے بھی نیا اجتہاد نہ کیا اور نہ ہی اپنے آئمہ سے کوئی جزوی اختلاف کی جسارت کی۔ بالخصوص سیّدنا غوثِ اعظم، سیدنا خواجہ غریب نواز سیّدنا شیخ شہاب الدین، سیّدنا بہاء الدین چاروں اربابِ سلاسل عالیہ اور حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ کے بقول وہ "قدامت پرست" نہ ہوئے یا وہ علامہ نہ تھے؟ کیا، ان کے سامنے زمانہ نے ترقی نہ کی تھی یا کیا یہ فکری طور پر جمود کا شکار تھے؟ اگر ایسے ہی تھے تو واضح کیجئے اور اہلِ سنت سے خیر پایئے اور اگر ایسے نہیں تھے تو انہوں نے کونسی نئی فقہ ترتیب دی اور کونسا نیا اجتہاد فرمایا تھا؟ اور انہوں نے اپنے آئمہ مجتہدین کے ساتھ کس کس مسئلہ میں

marfat.com

جزوی اختلاف کیا؟ کیا جناب ان مسائل کی نشاندہی فرمائیں گے۔ یہ جناب کے ذمہ ادھار رہا۔

فقہاء نے آنے والی نسلوں کی ہر ضرورت کو پیشگی پورا کر دیا

ہمارا دعویٰ ہے کہ جناب طاہر صاحب جنہیں اجتہاد کا بخار چڑھا ہوا ہے اور اس سلسلے میں وہ فقہ اسلامی کے مسلمات کو بدلنے کے لئے نام نہاد تحریک منہاج القرآن کو ملک ملک اور شہر شہر پھیلانے میں مصروف ہیں، ایسا کوئی مسئلہ نہیں لا سکتے جس کا جواب ان کی خدمت میں اسی فقہ اسلامی سے پیش نہ کر دیا جائے جس کے حاملین کو وہ قدامت پرست کا طعنہ دے کر ضلالت و گمراہی پرست ہو رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم امام ابن الحاج علیہ الرحمۃ کا حوالہ عرض کئے دیتے ہیں ع

شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات

امام موصوف المدخل میں لکھتے ہیں

فمن لقی مثل هؤلاء کیف یکون علمه وکیف یکون حاله وعمله؟ فحصل للقرن الثانی نصیب وافر أیضا فی إقامة هذا الدین ورؤیة من رأی بعینی رأسه صاحب الشریعة صلوات الله علیه وسلامه فلذلك کانوا اخیرا من	جن آئمہ و فقہاء نے سیدنا ابن عباس ایسے ترجمان القرآن اور علی مرتضیٰ ایسی ہستیوں سے علم فقہ حاصل کیا جو فرماتے تھے کہ جب تک میں تم میں موجود ہوں مجھ سے جو چاہو سو پوچھو۔ میں آسمانوں کے راستوں کو جانتا ہوں جیسے زمین کے راستوں کو پہچانتا ہوں۔ ان کا علم کیسا، ان کا حال کیسا ہوگا اور عمل کیسا۔ پھر دوسری صدی والے

marfat.com

الذين بعدهم، ثم عقبهم
التابعون لهم وهم تابعو التابعين
رضى الله عنهم، فيهم حدث
الفقهاء المقلدون المرجوع
إليهم فى النوازل الكاشفون
للكروب، فوجدوا القرآن والحمد
لله مجموعا ميسرا ووجدوا
الأحاديث قد ضبطت وأحرزت،
فجمعوا ما كان متفرقا وتفقهوا
فى القرآن والأحاديث على
مقتضى قواعد الشريعة، واستخرجوا
فوائد القرآن والأحاديث،
واستنبطوا منها فوائد وأحكاما
وبنوا على مقتضى المنقول
والمعقول ودونوا الدواوين
ويسروا على الناس، وبينوا
المشكلات باستخراج الفروع
من الأصول، وردوا الفروع
إلى أصله وبينوا الأصل من
فرعه فانتظم الحال، واستقر
من الدين لأمة محمد

علماء و فقہا کو اس دین کے قائم کرنے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحبِ شریعت
کے دیکھنے والوں کی زیارت کا حصہ وافر
حاصل ہوا۔ اس لئے وہ اپنے بعد والوں سے
بہتر ہوئے پھر ان کے بعد اتباعِ تابعین
آئے رضی اللہ عنہم ان میں وہ فقہا پیدا ہوئے
جن کی تقلید کی جاتی ہے جن کی طرف حوادث
میں رجوع کیا جاتا ہے جو سختیوں اور مشکلوں
کو دور کرنے والے ہیں۔ بحمد اللہ تعالےٰ
انہوں نے قرآن آسان کیا ہوا اور حدیثوں کو
منضبط اور مجتمع پایا پھر انہوں نے متفرق
احکام و مسائل کو یک جا جمع کیا اور شریعت
کے قواعد کے مقتضی پر قرآن واحادیث میں
اجتہاد کیا اور قرآن واحادیث سے احکام و
مسائل اور فوائد نکالے اور معقول و منقول
کے مقتضی پر خوب وضاحتیں فرمائیں اور
کتابوں کو مدوّن کر کے لوگوں کے لئے دین
کو آسان بنادیا اور اصول میں سے فروع و
جزئیات کو نکال کر مشکلات کو واضح کر ڈالا
اور جزئیات کو اصول کی طرف لوٹایا اور
اصل کو فروع سے الگ بیان کر دیا پس

marfat.com

صلى الله عليه وسلم بسببهم الخير العميم ، فحصلت لهم فی إقامة هذا الدين خصوصية أيضا بلقائهم من رأى من رأى صاحب العصمة صلوات الله عليه وسلامه ، ومع ذلك لم يبقوا لمن بعدهم شيئا يحتاج أن يقوم به بل كل من أتی بعدهم إنما هو مقلد لهم فی الغالب وتابع لهم ، فإن ظهر لهم فقه غير فقههم أو فائدتهم فمردود كل ذلك عليه أعنی بذلك أن يزيد فی حكم من الأحكام التي تقررت أو ينقص منها فذلك مردود بالإجماع ، وأما ما استخرجه من بعدهم من الفرائد غير المتعلقة بالأحكام فمقبول

(المدخل ج ١ ص ١٠)

صورتِ حال نظم و ضبط میں آگئی اور ان کے سبب سے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دین سے عام بھلائی کا سلسلہ برقرار ہوگیا۔ پس صحابۂ کرام ، جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ، کی زیارت و ملاقات سے بھی اس دین کے قائم کرنے میں ان کو ایک خصوصیّت حاصل ہوگئی اور اس کے باوجود انہوں نے اپنے بعد آنے والوں کے لئے کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی جس کے قائم کرنے کی حاجت تھی بلکہ ان کے بعد جو بھی آیا وہ غالب امور میں ان کا مقلّد اور پیروکار ہوا۔ پس اس کے بعد اگر کوئی نئی فقہ ظاہر ہوئی جو ان کی دی ہوئی فقہ کے خلاف ہوگی تو وہ ساری کی ساری اس پر رد کردی جائے گی۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ کوئی طے شدہ احکام میں اضافہ کرے یا ان میں سے کوئی چیز کم کرے تو بہ اجماع و اتفاق اسے رد کر دیا جائے گا۔ البتہ بعد والے قرآن و حدیث سے ایسے نئے موتی حاصل کریں جن کا احکام و مسائل سے تعلق نہ ہو تو وہ قبول ہوں گے (المدخل ج ١ ص ١٠)

marfat.com

جناب طاہر صاحب امام ابن الحاج کے ان ارشاداتِ عالیہ پر کان دھریں اور آنکھوں سے " أَنَا وَلَا غیری " کی پٹی اتار پھینکیں۔ اور آئمہ دین متین کی کاوشوں اور مسلسل محنتوں کا صلہ ناشکری اور ناقدری کی صورت میں چکانے کی بجائے، پھر کسی دینی درس گاہ میں باقاعدہ داخلہ لیں۔ عربی گرامر اور دیگر علوم و فنون پر اچھی طرح دسترس حاصل کریں تاکہ وہ اس بات کے اہل ہو سکیں کہ فقہ کے اُسی قدیم ذخیرہ سے ہر آنے والے مسئلہ کا حل تلاش کر لیں اور اگر آپ کو فقہی علوم پر عبور ہوتا تو نام نہاد اجتہاد اور فقہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے جزوی اختلاف کرنے کی جسارت کبھی نہ کرتے اور اس فقہ کے خلاف عوام کو اکسانے کی کوشش نہ کرتے۔ بہ مطابق محاورہ " الناسُ اعداءٌ لما جهلوا " کہ لوگ اس کے دشمن ہیں جسے نہیں جانتے، آپ فقہ سے جاہل ہونے کی وجہ سے اس کے دشمن ہیں۔

فقہ کی اہمیت و ضرورت

فقہ کے لغوی معنی "کسی چیز کو جاننا اور سمجھنا" ہے قرآن " لیتفقھوا فی الدین " کا حکم فرما کر علم فقہ کے حاصل کرنے کا حکم دے رہا ہے اور سنن دارمی والی حدیث میں ہے۔ ان الحیاء والفقه من الایمان " کہ بے شک حیاء و فقہ ایمان کا حصہ ہیں ایک اور حدیث میں ہے کہ "جسے قوم نے فقہ کی بنیاد پر اپنا سردار بنا لیا وہ ان کی زندگی ثابت ہوگا اگر کسی کو قوم نے فقہ کے بغیر اپنا سردار بنا لیا تو وہ ان کے لئے ہلاکت ثابت ہوگا۔ (مقدمہ دارمی) ۔

اذا کان الغراب دلیل قوم	(ترجمہ) جب کسی قوم کا راہنما کوا ہو تو
سیهدیهم طریق الھالکینا	وہ انکو ہلاک ہونے والوں کا راستہ دکھائے گا۔

marfat.com

طاہر القادری فقہ سے جاہل

رہا جناب کا فقہ سے جاہل ہونا تو یہ بات یوں مسلم ہے کہ جناب کو عربی عبارت تک صحیح پڑھنا نہیں آتی، قرآن کریم تک نہیں صحیح پڑھ سکتے باقی علوم کا مسئلہ تو الگ رہا اور اس کے علاوہ آپ نے روزنامہ جنگ کو انٹرویو دیتے ہوئے ایک فتویٰ صادر فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ آپ بلا تحقیق فتویٰ نہیں دیتے۔ جب دیتے ہیں تو تحقیق کر کے ہی دیتے ہیں (ملاحظہ ہو)

"میں اتنی آسانی اور بغیر تحقیق کے فتویٰ نہیں دیا کرتا"

"نابالغ کا سرپرست اس کا نکاح کرتا ہے جب وہ بالغ ہو گا تو اسے شرعی اختیار حاصل ہے۔ نکاح ایک کنٹریکٹ ہے جو سرپرست کر سکتا ہے۔ نکاح کے باب میں شریعت نے بلوغت کا حق رکھا ہے جس میں بالغ ہوتے ہی لڑکا اور لڑکی نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں اس سلسلے میں باپ دادا کا کیا نکاح شامل نہیں، باقیوں کا کیا ہوا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ یہ طلاق کی ایک شکل ہو گی۔ (روزنامہ جنگ لاہور جمعہ میگزین ۲۷ فروری تا ۵ مارچ ۱۹۸۷ء)

اس فتویٰ میں جناب نے تحقیق کے باوجود دو غلطیاں کی ہیں۔ ایک تو باپ دادا کے نکاح کو علی الاطلاق ناقابلِ فسخ قرار دیا جو غلط ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ عام حالات میں تو یہی ہے کہ باپ دادا کا کیا ہوا نکاح فسخ نہ ہو گا۔ لیکن خاص حالات میں فسخ ہو جائے گا اور وہ "سوءِ اختیار" کی صورت ہے یعنی اگر لڑکی عدالت میں یہ ثابت کر دے کہ اس کے باپ دادا نے اپنے اختیار کا ناجائز استعمال کیا ہے مثلاً وہ لالچ میں آ جاتے ہیں اور شفقتِ پدری کا پورا پورا لحاظ رکھنے کی بجائے ذاتی مفاد کے لئے لڑکی کا غلط جگہ نکاح کر دیتے ہیں

marfat.com

اور اس کمزوری میں شہرت رکھتے ہیں یا ماضی کے لحاظ سے وہ اس قدر بصیرت اور دور اندیشی کی صفت کے حامل نہیں ہیں مثلاً اس سے قبل اس کی بہن کو بھی ایسی جگہ بیاہ ڈالا کہ وہ آج تک روتی پھر رہی ہے اور پریشانی کی زندگی گذار رہی ہے تو ایسی صورت میں ان کا کیا ہوا نکاح بھی فسخ ہو جائے گا۔ چنانچہ فتاویٰ درمختار میں ہے کہ

لم یعرف منهما سوء الاختیار مجانة او فسقا وان عرف لا یصح النکاح اتفاقا (درمختار)	باپ دادا کا سوءِ اختیار معروف نہ ہو بے پروائی کے طور پر یا فاسق ہونے کے طور پر اور اگر اس میں وہ شہرت رکھتے ہیں تو ان کا کیا ہوا نکاح بہ اتفاق صحیح نہ ہوگا۔

اس کی شرح میں علامہ شامی فرماتے ہیں "ان المانع هو کون الاب مشهورا بسوء الاختیار قبل العقد" (فتاویٰ شامیہ ج ۳ ص ۶۶-۶۷) یعنی باپ کا عقد سے قبل سوءِ اختیار کے ساتھ شہرت کا حامل ہونا انعقادِ نکاح میں مانع ہے۔

لیکن فقہ سے بے خبر مفتی طاہر صاحب نے علی الاطلاق فتویٰ صادر فرما کر قارئینِ جنگ بلکہ اسلامیانِ پاکستان کو اندھیرے اور تاریکی کے حوالے کر دیا ؎

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ

پھر اس فتویٰ میں دوسری غلطی یہ فرمائی کہ خیارِ بلوغ کی صورت میں فسخِ نکاح کو طلاق کی ایک شکل قرار دیا (لاحول ولا قوۃ الّا باللہ) جب کہ فقہ اس کے برعکس ہے۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے

الفرقة التی تحتاج الی القضاء خمسة الفرقة بالجب والعنة وبان اسلمت المرأة فعرض	یعنی خاوند اور منکوحہ کے درمیان جس جدائی میں عدالت کے فیصلہ کی حاجت ہوتی ہے اس کی پانچ قسمیں ہیں ایک یہ کہ

marfat.com

علیہ الاسلام فابی وفرق بینھما اوفرق بینھما باللعان فھی طلاق فی الفصول الثلاثۃ وبخیار البلوغ والخامس بعدم الکفاءۃ فھما فسخ وان کان باختیار الزوج حتی لا یجب المھر ان کان لم یدخل بھا الخ (فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ج ۴ ص ۱۲۵)

خاوند مجبوب ہو یا عنین ہو دوسرے یہ کہ عورت اسلام لائے پھر خاوند پر اسلام پیش کیا جائے اور وہ اسلام لانے سے انکار کر دے اور ان کے درمیان تفریق کر دی جائے تیسرے یہ کہ لعان کی وجہ سے ان میں تفریق کی گئی ہو تفریق کی یہ تینوں صورتیں طلاق قرار پاتی ہیں اور چوتھی صورت خیار بلوغ کی ہے اور پانچویں کفو نہ ہونے کی۔ یہ دونوں صورتیں فسخ محض ہیں طلاق نہیں۔ اگرچہ خاوند کے اختیار سے ہو حتی کہ عدم دخول کی صورت میں حق مہر واجب نہ ہوگا۔

یعنی خیار بلوغ کا استعمال چونکہ فسخ محض ہے اس لئے حق مہر واجب الادا نہ ہوگا جبکہ مباشرت نہ ہوئی ہو اور اگر اسے طلاق قرار دیا جائے جیسا کہ فقہ سے بے خبر جناب طاہر نے اسے طلاق کی ایک شکل ٹھہرایا تو ایسی صورت میں مہر بھی واجب ہوتا۔ جناب طاہر نے ابھی تو تحقیق سے فتویٰ صادر فرمایا اور اس میں ایسی دو غلطیاں کیں کہ مسئلہ کا حلیہ تک بگاڑ کر رکھ دیا اور اگر کبھی بغیر تحقیق کے ہی ارشادات صادر فرماتے تو اس کی واہی تباہی کا کیا عالم ہوتا

جس شخص کی جہالت کا یہ عالم ہو اسے یہ کہتے ہوئے شرم ہی نہیں آئی اور نہ ہی خدا کا خوف دامن گیر ہوا کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دودھ کا پیالہ پلایا اور منہاج القرآن بنانے کا حکم دیا اور لاہور تشریف لانے کا وعدہ بھی فرمایا۔ بقول علامہ اکبر الٰہ آبادی ؎

دراصل نفس کی چالاکیاں ہیں گھاتیں ہیں
جو دیکھئے تو دکھاوے کی سب یہ باتیں ہیں۔

marfat.com

طاہر القادری کے کلام سے ثبوت، کہ وہ حنفی نہیں۔

۱۔ خلیفہ پر حد کا نفاذ

جناب طاہر نے جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو کے زمانہ میں قاضی کورس میں قاضی کورس کرنے والوں کو یہ درس دیا تھا کہ خلیفۂ خلافت اسلامیہ شرعیہ پر حد نافذ ہو سکتی ہے۔ جب کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے پیروکار احناف کا موقف یہ ہے کہ اس پر حد نافذ نہیں ہو سکتی ملاحظہ ہو کتب فقہ حنفیہ، انہوں نے اس میں احناف کے مؤقف سے اختلاف کیا لہٰذا حنفی نہ رہے۔

۲۔ عورت کی دیت

پھر عورت کی دیت کے مسئلہ میں یہ دعویٰ کیا کہ اس نے اجتہاد کر کے قرآن سے ہی عورت کی دیت مقدار میں مرد کی دیت کے برابر سو اونٹ ثابت کی ہے اس سلسلے میں ان حدیثوں کو جن سے عورت کی دیت کے پچاس اونٹ ثابت ہوتے تھے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ حدیثیں اس کے بقول قرآن کے خلاف ہیں (معاذ اللہ) اور اجماع صحابہ اور اجماع آئمہ اربعہ و اجماع جملہ مجتہدین اہلسنت کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ اس کے بقول یہ اجماع اکثریت ہے۔ اجماع کل نہیں، اس طرح بھی فقہ حنفی کے خلاف کیا۔ بلکہ آئمہ اہلسنت کو اپنا فریق قرار دیا ان کی کیسٹ موجود ہے۔

marfat.com

۳۔ عورت کی گواہی

پھر عورت کی گواہی اکیلی کی مرد کی گواہی کے برابر قرار دی جب کہ کتاب و سنت اور آئمہ کے اجماع کی رُو سے اکیلی عورت کی گواہی معتبر نہیں۔ مگر نسوانی امور میں معتبر ہے۔ اس مسئلہ میں بھی احناف کے خلاف کیا۔

۴. انکارِ اجماعِ قطعی

اجماعِ قطعی کے وجود کا انکار کیا۔ اس کا کتابچہ تحقیقِ مسائل کا شرعی اسلوب" دیکھ لیجیے جب کہ احناف کا مؤقف ہے کہ بہت سے مسائل اجماعِ قطعی سے ثابت ہیں۔ اگر اجماعِ قطعی کا انکار کیا جائے تو خلافتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انکار لازم آئے گا۔ امامِ شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

"اجمع الناس علی خلافۃ ابی بکر"۔ (الصواعق المحرقہ ص۱۲) کہ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت پر صحابہ کا اجماع ہوا۔

لیکن جناب طاہر صاحب فرماتے ہیں کہ

"لیکن اس اجماعِ قطعی کے لئے اس امر کا ثبوت کہاں سے میسر آئے گا کہ متعلقہ قول دور و نزدیک ہر صحابی کو واقعتہً پہنچ گیا تھا اور ہر ایک نے اس کی تصدیق کی یا اس سے اختلاف نہ کیا"؟

قارئین خود ہی غور فرمائیں کہ جناب طاہر صاحب، صحابہ کے اجماع کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں یا اس کے منکر ہیں۔ اور جو اجماعِ قطعی کے وجود کا مُنکر ہو وہ عقائد کے کس قدر احکام و مسائل کا منکر ٹھہرے گا اور اس کے ایمان کا کیا حال ہوگا؟

marfat.com

۵۔ سُنّت سے حکم کتاب کی منسوخیّت

سنت سے حکم قرآنی منسوخ ہو سکتا ہے یہ احناف کا موقف ہے جب کہ طاہر صاحب کا موقف اس کے برعکس ہے۔ ملاحظہ ہو۔

" قرآن، سنت کا ناسخ ہو سکتا ہے۔ سنت قرآن کی نہیں، البتہ احناف کے مطابق سُنتِ متواترہ اور مشہورہ سے قرآن کی تخصیص و تقیید ہو سکتی ہے۔" "تحقیقِ مسائل کا شرعی اسلوب صد ۲۴"

اور اپنے کتابچہ" اجتہاد اور اس کا دائرہ کار" میں لکھتے ہیں۔

" بعض علماء نے" نسخ القرآن بالسنۃ" کو جائز رکھا ہے (یعنی احناف نے جیسا کہ اوپر خود اس کی عبارت سے واضح ہے) اور اسے بھی سُنت کے تشریعی دائرۂ عمل میں شمار کیا۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ تصوّر درست نہیں قرآن کی آیت صرف قرآن ہی سے منسُوخ ہو سکتی ہے سنت سے نہیں۔" (اجتہاد اور اس کا دائرۂ کار صد ۱۳)

جناب طاہر نے واضح کر دیا کہ وہ اس مسئلہ میں احناف کے خلاف ہیں اور وہ احناف کے مؤقف کو درست نہیں سمجھتے بلکہ غلط قرار دیتے ہیں۔ فخر الاسلام بزدوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ " نسخ الکتاب بالسنۃ جائز عندنا۔" (اصول البزدوی صد ۲۲۱۔)" ہمارے (احناف کے) نزدیک قرآن کا حکم سنت سے منسُوخ ہو سکتا ہے۔"

۶۔ نسخ اجماع

نسخ اجماع کے بارے میں بھی طاہر صاحب کا خیال مسلک احناف کے خلاف اور بجائے خود بھی

marfat.com

تضاد پر مبنی ہے مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ

"کوئی ایسا" مقامی اجماع " آئندہ کسی دور میں مطلوبہ شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے منسوخ ہو سکتا ہے (اجماعِ صحابہ اور امت کا اجماعِ قطعی اس سے مستثنیٰ ہیں" (اجتہاد کا دائرۂ کار ص۹)

جناب طاہر نے اس میں لکھا ہے کہ صحابہ کا اجماع اور امت کا اجماعِ قطعی کبھی بھی منسوخ نہیں ہو سکتے لیکن آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"شرعاً اجماعِ صحابہ کے علاوہ کوئی ایک اجماع بعد کے دور کے اجماع سے منسوخ ہو سکتا ہے الخ" ص۱۹)

پہلے تو جناب نے امت کے اجماع کو منسوخیت سے مستثنیٰ فرمایا پھر شانِ بے نیازی یوں دکھائی کہ اس کی منسوخیت کا بھی حکم جاری فرما دیا۔ سچ کہتے ہیں " دروغ گورا حافظہ نباشد" ایک بار اجماعِ امت کو ناقابلِ تنسیخ قرار دے رہے ہیں اور دوسری بار اسے تنسیخ پذیر ٹھہرا رہے ہیں ؎

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

اگر جناب علم وتحقیق سے کچھ واسطہ رکھتے ہوتے تو توضیح وتلویح ہی دیکھ لیتے لیکن جناب میں اس کی صلاحیت کہاں، اس لئے جو دل چاہتا ہے لکھ دیتے ہیں اور جسے چاہا مٹا دیا۔ لیکن عورت کی دیت کے مسئلہ میں چونکہ اجماع حائل تھا اس لئے جناب نے اس سے انتقام لینے اور اپنے راستہ سے ہٹانے کے لئے اسے قابلِ نسخ قرار دینا ضروری سمجھا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

توضیح میں لکھتے ہیں کہ

ثم الاجماع علی مراتب — پھر اجماع کے کئی ایک مراتب ہیں

marfat.com

اجماعُ الصحابة ثم اجماع
من بعدهم فيما لم يُروَ
فيه خلاف الصحابة ثم
اجماعهم فيما رُوِيَ فيه
خلافهم فهذا اجماعٌ مختلفٌ
فيه ومثل هذا الاجماع
يجوز التبديلُ فی عصرٍ واحدٍ
وفی عصرين الخ

اجماع صحابہ ہے پھر ان کے بعد والو
اجماع ہے۔ اس میں، جس میں صحابہ
اختلاف منقول نہیں ہے۔ پھر ان کا اجما
ہے اس میں جس میں ان کا اختلاف مر
ہے اور ایسے اجماع میں ایک زمانہ میں
دو زمانوں میں تبدیل و تنسیخ جائز ہے

قارئین غور فرمائیں، کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے جو احناف کے جلیل القدر محققین میں سے ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہ اور ان کے بعد آنے والے بزرگوں کا وہ اجماع جس میں ان میں سے کسی نے بھی اختلاف نہ کیا۔ اس میں کسی بھی زمانہ میں تنسیخ و تبدیل نہیں ہو سکتی اور جس میں ان میں سے کسی کا اختلاف منقول ہو اس میں تنسیخ و تبدیل ہو سکتی ہے

اور علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ اس کی شرح تلویح میں فرماتے ہیں کہ

ان الاجماع القطعی
المتفق عليه لا يجوز تبديله

بلاشبہ اجماع قطعی متفق علیہ کی تبدیل
تنسیخ جائز ہے۔

(تلویح ص ۵۳۲)

لیکن اس دور کا خود ساختہ مجتہد فرماتا ہے کہ اجماع صحابہ کے علاوہ کوئی ایک اجماع منسوخ ہو سکتا ہے۔

راقم نے چھ مثالیں پیش کیں ہیں جن میں جناب طاہر صاحب نے ائمہ کرام اور خصوصاً احناف کی مخالفت فرمائی ہے اور تعجب ہے کہ اس کے باوجود وہ سُنی بھی ہیں اور حنفی بھی، نیز ناصر السنۃ مؤید الشریعہ امام ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی متوفی

marfat.com

۴۶۳ھ اپنی مشہور کتاب " الفقیہ والمتفقہ " میں لکھتے ہیں

"لا یجوز نسخ اجماع المسلمین لان الاجماع لایکون الا بعد موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والنسخ لایجوز بعد موتہ ولا یجوز نسخ القیاس لان القیاس تابع لاصول ثابتۃ فلا یجوز نسخ تابعہا۔" (ج ۱ ص ۸۶)

"یعنی مسلمانوں کے اجماع کا نسخ جائز نہیں کیونکہ اجماع حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کے بعد ہوتا ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی موت کے بعد نسخ جائز نہیں اور قیاس کا نسخ بھی۔ کیونکہ قیاس شریعت سے ثابت شدہ اصولوں کے تابع ہے۔ لہٰذا جیسے اصولوں کا نسخ جائز نہیں ایسے ہی ان کے تابع کا نسخ بھی جائز نہیں"

معلوم ہوا کہ طاہر القادری کا کہنا کہ اجماع منسوخ ہو سکتا ہے ایک دیوانے کی بڑ کے سوا کچھ نہیں ہے۔

marfat.com

اجماعِ اُمّت سے اجماعِ اہلِ سُنّت مُراد ہے

اُمّت اہلِ سُنّت ہی ہیں

اور واضح ہو کہ اجماعِ اُمّت سے اجماعِ اہلِ سنت مراد ہے، بدمذہبوں کی مخالفت انعقادِ اجماع میں حارج و حائل نہیں ہو سکتی۔ توضیح و تلویح میں ہے۔

المراد بالامۃ المطلقۃ اھل السنۃ والجماعۃ وھم الذین طریقتھم طریقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واصحابہٖ دون اھل البدع۔
(التوضیح والتلویح ص ۵۲۰)

اور جب لفظ "امت" کا اطلاق کیا جائے (لفظ امت بولا جائے) تو اس سے مراد اہلِ سنت و جماعت مراد ہوتے ہیں اور اہلِ سنت ہی وہ لوگ ہیں جن کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کا طریقہ ہے۔ نہ کہ گمراہوں کا۔

مُسلمانو! خدارا سوچو اور سب فرقوں میں اتحاد کا راگ الاپنے والے طاہر القادری ایسے لوگوں، جو سُنّیت اور قادریت کے دامن پر بدنما داغ کی حیثیت رکھتے ہیں، کی فریب کاری اور عیاری بھی ملاحظہ فرمائیں کہ آئمہ کرام تو واضح فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت صرف اہلِ سنت و جماعت ہیں۔ دوسرے بدعتی اور گمراہ امت نہیں ہیں ہاں تو ساری کائنات ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا تعالیٰ نے سب کا نبی و رسُول بنا کر مبعوث فرمایا، "اُرسِلتُ اِلَی الخلق کافۃً" (الحدیث رواہ مسلم) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ ذی شان موجود ہے کہ میں ساری کائنات کی طرف بھیجا گیا ہوں مگر امت کہلانے کی حقدار وفاشعار اور اطاعت گزار جماعت

marfat.com

ہی ہے اور وہ صرف اور صرف اہلِ سنت ہیں۔ مگر دولت سے کھیلنے کے شوق اور دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ہواؤں میں اُڑنے کے ذوق کے حامل جب تک اپنا یہ مخصوص راگ نہ الاپیں، دولتِ بے پناہ سے کیسے کھیلیں، کہ :-

"ہمارے ممبران میں دیوبندی، اہلِ حدیث اور شیعہ حضرات کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے" (انٹرویو جناب طاہر صاحب روزنامہ نوائے وقت میگزین ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء)

اور یہ کہ :-

"ہمارے ادارے میں جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی رُکن بن سکتے ہیں، اہلِ حدیث، شیعہ، دیوبندی اور مختلف مسالک کے لوگ منہاج القرآن کے رُکن ہیں" (انٹرویو طاہر صاحب روزنامہ جنگ، جمعہ میگزین ۲۷ فروری تا ۵ مارچ ۱۹۸۷ء)

اور یہ کہ :-

"جہاں تک دیگر دینی اور مذہبی جماعتیں اور ان کے طریقِ کار یعنی مسلکی تشخص کی بنیاد پر دینی کام کا تعلق ہے میں نے ان پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ ہمارا طریقہ کسی کے کام پر تنقید کرنا نہیں ہے اور اللہ کا فضل ہے کہ ہم اپنے دل میں بھی کسی جماعت کے کام پر تنقید کا خیال تک نہیں لاتے"

(طاہر القادری' ایک اہم انٹرویو ص۳)

یہ کھُلم کھُلا کفر کا اعتراف ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ بُرائی کا کم از کم دل میں نفرت کا جذبہ تو ہونا چاہیئے۔ اسے حدیث شریف میں "اَضْعَفُ الْاِیْمَان" فرمایا گیا ہے یعنی ایمان کا کمزور ترین درجہ۔ جب یہ بھی نہیں تو ایمان بھی نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

marfat.com

جناب کا پھر بھی دعویٰ ہے کہ آپ سُنی، حنفی بلکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مسلک کے حامل ہیں اور سوئی کے ناکے کے برابر بھی فرق نہیں۔ بمطابق کہاوت "چہ دلاورست دزدیکہ چراغ بکف دارد" جسارت اور ڈھٹائی کی انتہا ہے اور ساتھ دینے والوں کی سادہ لوحی کی حد ——— اور " فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے " میں" بریلویت کو دہشتناک بھی ٹھہرائیں اور امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کا ہم مسلک ہونے کا دعویٰ بھی فرمائیں ؎

حیران ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

جناب کے نزدیک سب ایک امت ہیں اور سب ہدایت پر ہیں۔ جبھی تو ان کے کسی دینی کام پر تنقید کا دل میں خیال تک نہیں لاتے اور اسے خدا تعالیٰ کا فضل ٹھہراتے ہیں اس طرح حق و باطل میں تمیز اُٹھائے جا رہے ہیں پھر سُنیت و حنفیت بلکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عاشقیت کے دعویٰ کے مُقر و مُصر بھی ہیں۔ افسوس کہ جناب کی آنکھوں پر جہالت کی پٹی بندھی ہوئی ہے اس لئے جناب کو کیسے نظر آئے کہ آئمہ کیا فرماتے ہیں۔

"صاحب البدعة الذی یدعو الناس الیها لیس من الامة علی الاطلاق لانه وان کان من اهل القبلة فهو من امة الدعوة دون المتابعة کالکفار ومطلق الاسم لامة المتابعة المشهود لها بالعصمة" (توضیح وتلویح ص۵۲۷)	بدمذہب (غیر سنی) جو لوگوں کو اپنی بدمذہبی کی طرف بلاتا ہے علی الاطلاق امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہیں ہے کیونکہ وہ اگرچہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے تاہم وہ اُمتِ دعوت سے ہے تابعدار امت سے نہیں جیسے کفار ہیں ویسے ہی ہے اور مطلق امت کا نام اس امت کے لئے ہے جس کے گمراہ نہ ہونے کی

marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت دی

اس میں امام تفتازانی علیہ الرحمۃ نے واضح فرما دیا کہ گمراہ لوگ جو مسلک اہلِ سنت سے اختلاف رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحیح طور پر ماننے والی امت سے نہیں ہیں وہ اگرچہ نمازیں پڑھتے اور کعبہ کو منہ کرتے ہیں تاہم گمراہ ہونے اور گمراہ کن عقیدے رکھنے کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ ان پر اُمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا اطلاق کیا جائے پس وہ اُمتِ دعوت ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام ملا اور دعوت پہنچی مگر وہ صحیح ایمان لاتے جیسے کفار۔ مگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعدار اور فرمانبردار امت جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت دی کہ وہ گمراہی پر متفق نہ ہوگی میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ نام نہاد اُمت ہیں۔ امام اہلِ سنت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

کرے مصطفےٰ کی اہانتیں، کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی! ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں!

marfat.com

امام ربانی مجدد الف ثانی و امام احمد رضا کے فتویٰ سے طاہر القادری مقلد ہے

ہم گزشتہ سطور میں خود طاہر صاحب کے رسائل کے حوالوں سے ثابت کر چکے ہیں اور بطور نمونہ چھ مثالیں بھی پیش کیں جن میں جناب نے آئمہ اہلسنت اور خصوصاً مسلک امام اعظم رضی اللہ عنہ سے انحراف کیا۔ اس سلسلے میں امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

نقل از مذهب الحادست — اپنے مذہب حنفی سے (کسی مسئلہ پر) ادھر ادھر نقل و حرکت کرنا بے دینی ہے۔

(مکتوبات شریف ج ۱ ص ۲۹۱)

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

"ایک مسئلہ میں بھی اگر خلاف امام کام کیا اگرچہ اسی پر کہ اس میں حقانیتِ مذہب (حنفی) ظاہر نہ ہو تاہم مذہب سے خارج ہو جائے گا جو ایسا کرے وہ مقلد ہے"۔ (الفضل الموہبی ص ۲۴ طبع انڈیا)

قارئین! جناب طاہر کے القاب علامہ ، شاعر اور ڈاکٹر و پروفیسر کو نہ دیکھیں، اپنے بزرگوں کے ارشاداتِ عالیہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ کہ وہ ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں جو ان بزرگوں کی تعصب مذہبی کو "تقلید جامد" کہہ کر برا کہتا ہے اور اس کے مقابلہ میں بنام نہاد "تقلید متحرک" کا دعویٰ دار ہے۔ کیا وہ واقعہ میں علامہ اور مفکر کہلانے کا حق ہے

بیگانۂ منزل ہیں مگر راہنما ہیں
نفرت کے یہ انداز بھی کیا ہیں

اجماع سے تخصیص

پھر لکھتے ہیں کہ،

"اجماع کے ذریعے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تخصیص نہیں ہو سکتی"

(تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب صہ ۲۴)

طاہر القادری کی یہ بات بھی جہالت پر مبنی ہے اجماع کے ذریعے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بہت سے عموم ہیں جن کی تخصیص واقع ہوئی ہے۔

ناصر السنۃ مؤید الشریعہ امام ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی علیہ الرحمۃ متوفی ۴۶۳ھ اپنی کتاب "الفقیہ والمتفقہ" میں فرماتے ہیں

"ویجوز التخصیص باجماع الامۃ لانہ اقوی من کثیر من الظواھر فالاجماع بذلک اولیٰ" (ج ۱ ص ۱۱۲)

اور اجماع کے ذریعے تخصیص جائز ہے کیونکہ اجماع بہت سے ظواہر سے زیادہ قوی ہے تو جب ظواہر کے ذریعے تخصیص جائز ہے تو اجماع سے بطریقِ اولیٰ جائز ہے

اور شیخ محمد بخیت سلم الوصول میں لکھتے ہیں۔

"وانہ متی عارض الاجماع نص من الکتاب او السنۃ وکان النص قاطعا قابلا للتاویل اول بما یوافق الاجماع وان لم یقبل التاویل قدم الاجماع لما ذکرنا ان النص یقبل النسخ والاجماع لا یقبلہ وکان الاجماع اقوی"

(ج ۳ صہ ۳۲۰)

"کہ جب کتاب و سنت سے کوئی نص اجماع سے ٹکرائے اور نص قاطع قابلِ تاویل ہو تو اس کی تاویل کی جائے گی بمطابق اجماع اور اگر قابلِ تاویل نہ ہو تو اجماع کو مقدم رکھا جائے گا کیونکہ ہم نے ذکر کیا کہ نص نسخ کو قبول کرتی ہے اور اجماع اسے قبول نہیں کرتا لہٰذا اجماع زیادہ قوی ہوا"

اب طاہر صاحب کے ارشادات، جاہلانہ خیالات کے سوا کچھ ثابت نہ ہوئے۔

marfat.com

مؤلفۃ القلوب کا حصہ اجماع صحابہ سے ساقط ہوا حالانکہ وہ نص قطعی سے ثابت تھا۔
اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے الفضل الموہبی میں فرمایا ہے کہ حدیثِ صحیح پر بعض اوقات مجتہد اس لئے عمل نہیں کرتا کہ مجتہدین کا عمل اس کے برعکس ہوتا ہے افسوس کہ طاہر صاحب اور ان کے حامی خدا تعالےٰ سے خوف کرتے، اپنی جاہلانہ تحقیقات اور بے جا حمایت سے اسلام کی مصدقہ ومسلمہ تعلیمات کا مذاق نہ اڑاتے۔

marfat.com

تقلیدِ صحابی اور تابعی کے بیان میں طاہر القادری کی بددیانتی یا جہالت

جناب طاہر القادری نے "کیا صحابی اور تابعی کی تقلید واجب ہے؟" کے عنوان سے لکھا ہے۔

"تمام صحابہ کرام کا اجماعِ قطعی، صراحت کے ساتھ اس طور پر ثابت ہو جائے کہ اس پر کسی بھی صحابی کا اختلاف موجود نہ ہو تو پھر اس کی حجیت بھی قطعیت کے درجے کو پہنچ جاتی ہے کیونکہ اس سے منشاءِ کتاب و سنت یقینی طور پر متعین ہو جاتا ہے لیکن اجماعِ قطعی کے لئے اس امر کا ثبوت کہاں سے میسر آئے گا۔ کہ متعلقہ قول دور و نزدیک ہر صحابی کو واقعتہً پہنچ گیا تھا اور ہر ایک نے اس کے تصدیق کی یا اس سے اختلاف نہ کیا؟ صحابی کے ایسے قطعی اجماع کے بعد ان کے فتاویٰ، اقوال، آثار اور اجتہادات کا معاملہ آتا ہے ان کے وجوب اور عدم وجوب پر ائمہ مجتہدین کا اختلاف رہا ہے۔ بعض آئمہ مثلاً امام ابوالحسن کرخی وغیرہ نے ان کے فتاویٰ کی تقلید غیر قیاسی مسائل میں جائز۔ مگر قیاسی مسائل میں ضروری قرار نہیں دی۔

امام کرخی فرماتے ہیں

لایجوز تقلید صحابی	صحابی کی تقلید غیر قیاسی مسائل
الا فیما لا یدرک بالقیاس	میں ضروری نہیں ہے۔

جب کہ امام شافعی نے کسی طور پر ان کی تقلید واجب قرار نہیں دی۔ مسائل خواہ قیاسی ہوں یا سماعی۔ اور اکثر اشاعرہ کا مذہب بھی یہی ہے

(تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب ص ۲۵)

marfat.com

طاہر القادری کی مذکورہ تحریر سے ان کے درج ذیل خیالات روزِ روشن کی طرح سامنے آگئے۔

۱۔ تمام صحابہ کا اجماع قطعی ہے اور حجت۔

۲۔ اس اجماع کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ اس امر کا ثبوت بھی ہو کہ متعلقہ قول ہر ایک صحابی کو واقعۃً پہنچ گیا تھا اور ہر ایک نے اس کی تصدیق کی تھی یا اختلاف کیا؟

۳۔ لیکن اس امر کا ثبوت کہاں سے آئے گا کہ متعلقہ قول دور و نزدیک کے ہر صحابی کو واقعۃً پہنچ گیا تھا یہ سوال "استفہامِ انکاری" ہے جس سے موصوف اجماعِ صحابہ کے وجود کا ہی انکار کر رہے ہیں۔

۴۔ صحابہ کے فتاویٰ وارشادات وآراء شریف کے واجب التسلیم ہونے یا نہ ہونے میں آئمہ میں اختلاف رہا ہے۔

۵۔ امام کرخی نے غیر قیاسی مسائل میں ان کی تقلید کو جائز مگر قیاسی مسائل میں ضروری قرار نہیں دی۔

۶۔ "لا یجوز" کا معنی ہے "ضروری نہیں"۔

۷۔ امام شافعی قیاسی اور سماعی مسائل، دونوں میں صحابہ کی تقلید کو واجب نہیں سمجھتے

۸۔ اکثر اشاعرہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ کسی طور پر بھی صحابہ کی تقلید ضروری نہیں ہے۔

یہ ۸ باتیں حسبِ ترتیب طاہر صاحب کی تحریر سے ثابت ہوئیں، نمبر وار ملاحظہ فرما لیجئے۔ ہم نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں لکھی۔ اب علمی و تحقیقی اعتبار سے ان باتوں

marfat.com

کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے

۱۔ "بلاشبہ تمام صحابہ کا اجماع حجت ہے"

طاہر القادری کے قول و فعل میں کھلا تضاد

لیکن طاہر القادری کے قول و عمل میں کھلا تضاد ہے۔ یہاں تو صحابہ کرام کے اجماع کو حجت تسلیم کر رہے ہیں۔ مگر عورت کی دیت اور عورت کی شہادت و گواہی کے مسئلہ میں صحابہ کے اجماع کو پسِ پشت ڈال کر ابن علیہ اور ابو بکر اصم ایسے معتزلیوں اور گمراہوں کا مذہب اختیار کر لیا۔ اور "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" کے مصداق بن گئے۔ بلکہ جسارت معاف، بقول حضرت میر عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ، ان کا یہ عمل لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ حضرت میر علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مستطاب میں جسے انہوں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کر کے اس کی تصویب و توثیق حاصل کی۔ لکھتے ہیں کہ

ایں ملعون سیاہ روبر خلاف اجماع آں اصحاب مبادرت مے کند۔	یہ ملعون، سیاہ رُو، صحابہ کرام کے اجماع کے برعکس بات کہنے میں جلد بازی کرتا ہے۔

(سبع سنابل شریف ص۱۸)

۲-۳۔ "ہر صحابی کو متعلقہ قول کا پہنچنا اور ان کا تصدیق کرنا یا انکار کرنا کوئی مشکل نہیں بلکہ ممکن ہے"۔ چنانچہ امام جمال الدین ۷۷۲ھ اسنوی علیہ الرحمۃ "نہایۃ السول" میں فرماتے ہیں۔

واجیب بانہ لا یتعذر	اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ بات

marfat.com

فی ایام الصحابة فانهم کانوا محصورین قلیلین۔ — صحابہ کے زمانہ میں مشکل نہ تھی کیونکر وہ اور تھوڑے تھے۔

(ج ۳ ص ۲۳۷)

لہٰذا جناب طاہر کا صحابہ کے اجماع کے خلاف اٹھایا ہوا فتنہ بحمدہٖ تعالیٰ دفع ہو گیا۔

۴۔ صحابہ کے فتاویٰ وارشادات جن پر ان کا اتفاق ہو وہ تو اجماع قطعی قرار پا کر واجب الاتباع ہوں گے ہی لیکن کسی ایک صحابی کا قول بھی اس وقت واجب الاتباع قرار پاتا ہے جب وہ قول صحابہ میں پھیل جائے اور صحابہ اسے تسلیم کرتے ہوئے خاموش رہیں۔ طاہر صاحب نے اس مسئلہ کے بیان کرنے میں بھی دیانتداری کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ اس مسئلہ کو اس انداز سے بیان کیا کہ خالی الذہن قاری کے دل میں صحابہ کے اقوال ارشاداتِ عالیہ کی اتباع کا جذبہ ماند پڑ جائے جب کہ ہمارے آئمہ فرماتے ہیں کہ

تقلید الصحابی یجب اجماعا فیما شاع فسکتوا مسلمین — صحابی کی تقلید بر اجماع واجب ہے اس قول میں جو پھیل جائے اور صحابہ اسے تسلیم کرتے ہوئے خاموش رہیں۔

(التوضیح والتلویح ص ۴۹۳)

اور نامی شرح حسامی کی عبارت بھی وہی نقل فرمائی جو جناب کی الٹی سمجھ میں آئی لیکن اس سے آگے کی عبارت جس میں اس مسئلہ کی رُوح کار فرما تھی وہ جناب کی رُوح میں نہیں اتر سکی۔ اس لئے جناب نے اسے نقل نہ کرنے میں اپنی عافیت سمجھی، ملاحظہ ہو۔

لوثبت ان ذلك الحكم بلغ غیره وهو سکت وسلم ذلك الحكم فكان اجماعا فلا يتصور الخلاف ح بل يجب تقليد الاجماع بالاتفاق (النامی شرح الحسامی ج ۱ ص ۱۹۱) — اگر ثابت ہوا کہ صحابی کا وہ قول و حکم دوسروں تک پہنچا اور وہ خاموش رہے اور اس حکم کو تسلیم کر لیا تو یہ اجماع قرار پایا پس اس وقت اس کی مخالفت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ بہ اتفاق اس کی

تقلید واجب ہے۔

جناب طاہر عنوانِ تقلید میں ان حوالہ جات کو اس لئے درج کرنے سے کترا گئے
ان میں صحابہ کرام کی تقلید کے واجب ہونے کا بیان تھا۔ جب کہ جناب موصوف نے
رت کی نصرت پر صحابہ کے اجماع کو پسِ پشت ڈال کر گمراہی کا راستہ اختیار کیا۔ لہٰذا
ان کی تقلید کو واجب قرار دیتے تو اور تحریروں کی طرح اپنا یہ لکھا بھی جناب کے لئے
ال جان بنتا۔ بلکہ موصوف نے تو آئمہ اہلِ سنت و فقہاء کرام کو فریق کہہ کر ان کے اجماع
ے انحراف کیا اور جب صحابہ کے اجماع کی بات آئی تو صحابہ کو فریق کہنے کی ہمت نہ
ی البتہ ان کے اجماع کا یوں انکار کیا کہ

"لیکن (صحابہ کرام کے) اس اجماعِ قطعی کے لئے اس امر کا ثبوت
کہاں سے میسر آئے گا کہ متعلقہ قول دور و نزدیک ہر صحابی کو واقعتہً پہنچ
گیا تھا اور ہر ایک نے اس کی تصدیق کی یا اس سے اختلاف نہ کیا"
(تحقیقِ مسائل کا شرعی اسلوب ص۲۵)

تین عبارتوں کا معمہ

۵۔ جناب نے امام کرخی علیہ الرحمۃ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے
"امام ابوالحسن کرخی وغیرہ نے ان (صحابہ کرام) کے فتاوی کی تقلید
غیر قیاسی مسائل میں جائز مگر قیاسی مسائل میں ضروری قرار نہیں دی۔ امام کرخی
فرماتے ہیں "لا یجوز تقلید الصحابی الا فیما لا یدرک
بالقیاس" صحابی کی تقلید غیر قیاسی مسائل میں ضروری نہیں"
(تحقیق مسائل ص۲۵)

marfat.com

جناب کا یہ کہنا کہ "تقلید صحابہ غیر قیاسی مسائل میں جائز" اور ساتھ یہ کہنا کہ مقیاسی مسائل میں ضروری نہیں"۔ پھر ساتھ ہی یہ کہنا کہ "غیر قیاسی مسائل میں ضروری نہیں"۔ ان تینوں عبارتوں، جنہیں ہم نے ان کے اوپر خط کھینچ کر پھر ان کو نیچے الگ الگ کر کے لکھ بھی دیا ہے، کا مطلب اور ان میں جو فرق ہے اسے کوئی اہل علم بیان فرما دیں اور تین مختلف عبارتوں کا معمہ حل کر دیں تو انعام پائیں گے۔ کہنے والوں نے سچ کہا ؎

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

۶- "لا یجوز" کا معنی "ضروری نہیں" کرنا، کس لغت کی رو سے ہے؟ جب کہ اس کے معنی ہیں "جائز نہیں" اس میں جواز کی نفی ہے اور "ضروری نہیں" سے تو جواز ثابت ہوتا ہے اور مصنف اسی کی نفی فرما رہے ہیں۔ جس شخص کی بے بصیرتی اور کم علمی کی یہ حالت ہو کہ "لا یجوز" کے معنی "ضروری نہیں" کے کرتا ہو اگر اسے علم دین سے عاری اور عربی گرامر و عربی لغت سے قطعاً جاہل کہہ دیا جائے تو یہ اس کی توہین نہیں ہے اور نہ ہی اس کے حق ان الفاظ کو نازیبا کہا جائے گا۔ کیونکہ یہ واقعہ ہے۔ نہ تو اس سے جناب کی توہین مقصود ہے نہ ہی حسد و بغض ہے بلکہ یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ یہ شخص جس کا نام جناب علامہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری ہے وہ بلاشبہ علوم دینیہ سے بے خبر اور عربی گرامر وغیرہ سے قطعاً نابلد ہے۔ پھر اس کا یہ دعویٰ کہ وہ دین کی تجدید پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مامور کیا گیا ہے سراسر فریب اور جعلیت اور قطعی جھوٹ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے پاک ہیں کہ ایسے شخص کو اپنے دین کا ذمہ دار بنائیں اور اس کی حمایت کرنے والوں کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں خواہ وہ مجاہد ملت کہلاتے ہیں یا شیخ الحدیث یا پیر طریقت۔ جب حق و باطل میں اور کھرے کھوٹے میں تمیز کی استعداد و صلاحیت نہیں ہے تو چاہیں کچھ کہلائیں، کہلوانے سے فی الواقع اور عند اللہ ویسے نہیں ہو جائیں گے۔ ہمارا فرض پورا اور حجت

marfat.com

تمام ہوگئی، علم و عرفان کے جھوٹے دعوے دار کو اس کی اپنی تحریروں اور تقریروں سے بے نقاب کر دیا گیا ہے اگر کوئی عقل مند و صاحبِ عبرت ہے تو اس کے لئے مختصر گفتگو بھی اعتبار و استبصار کو کافی ہے ورنہ داستانِ طولانی بھی لا یعنی ؎

میں نے تو کیا پردۂ اسرار کو بھی چاک
دیرینہ ہے تیرا مرض کور نگاہی

طاہر صاحب کا امام شافعی علیہ الرحمۃ پر بہتان

۷۔ جناب طاہر صاحب کا یہ فرمانا کہ

"امام شافعی قیاسی اور سماعی مسائل دونوں میں صحابہ کی تقلید کو واجب نہیں سمجھتے"۔ (تحقیق مسائل ص ۲۵)

یہ امام شافعی پر کھلا بہتان ہے اور اس قسم کے جھوٹے بیانات سے طاہر صاحب کی کتابیں، رسائل اور کیسٹیں بھری پڑی ہیں۔ مجھے اس پران کے دیرینہ ساتھی جناب فیض الحسن ملک صاحب کا وہ تجزیہ یاد آرہا ہے جو انہوں نے سالہا سال کی صحبت و معیت کے بعد ان کے بارے میں کیا ہے اور اس کی روشنی میں طاہر صاحب کو چھوڑ کر الگ ہو چکے ہیں۔ خیر ان کا تجزیہ تو بہت ہی تفصیلی اور لمبا چوڑا، بلکہ عجائب و غرائب کا حامل ہے مگر ہمارا مختصر سا تجزیہ ان کی کتابوں کو پڑھنے، تقریروں اور کیسٹوں کے سننے کے بعد اس قدر ہے کہ جھوٹے حوالہ جات دینا، جھوٹی عبارتیں پڑھنا، جھوٹے اور جعلی معنی کرنا اور آئمہ کرام پر حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر بھی بہتان لگانا جناب طاہر کا طرۂ امتیاز ہے۔ جس کا ثبوت ہم آگے چل کر پیش کریں گے سرِ دست یہ عرض کرتا ہوں کہ امام شافعی پر یہ بہتان ہے کہ وہ کسی طور پر بھی صحابہ کی تقلید کو واجب نہیں سمجھتے۔

marfat.com

امام شافعی علیہ الرحمۃ تقلیدِ صحابہ کو واجب ٹھہراتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام کی تقلید کو واجب قرار دیتے ہیں

اتباع قول واحد، اذا لم اجد کتابا ولا سنۃ ولا اجماعا ولا شیئا فی معناہ یحکم لہ بحکمہ الخ (الرسالۃ للامام الشافعی ص۲۶۱)

جب کسی ایک صحابی کا قول مل جائے اور متعلقہ مسئلہ میں، مجھے قرآن وسنت، اجماع اور اس کے ہم معنی چیز نہ ملے تو اس صحابی کے قول کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

اس سے صاف اور روشن طور پر واضح ہو گیا کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ اس وقت صحابی کے قول کو واجب الاتباع قرار دیتے ہیں۔ جب قرآن وسنت واجماع اور اس کے ہم معنی دلیل نہ ملے اور جب کسی مسئلہ میں صحابہ کے مختلف اقوال ملتے ہیں تو امام شافعی اس قول کو واجب الاتباع قرار دیتے ہیں۔ جو قرآن وسنت یا اجماع کے ساتھ موافقت ومناسبت رکھتا ہو یا زیادہ قرین قیاس ہو (ملاحظہ ہو الرسالہ ص۲۶۱) لہٰذا طاہر صاحب کا یہ کہنا کہ امام شافعی تقلیدِ صحابہ کو واجب قرار نہیں دیتے ان پر سراسر بہتان ہے ہم نے کسی اور کا حوالہ نقل نہیں کیا بلکہ خود امام شافعی علیہ الرحمۃ کے اپنے ارشاداتِ عالیہ جو آپ کے رسالہ میں ہے ان سے نقل کیا ہے۔

طاہر القادری کی بددیانتی

۸۔ اس کے بعد جناب طاہر القادری نے شرح حسامی کی یہ ایک عبارت لکھی ہے "والیہ ذھب کثیر من (ترجمہ لکھتے ہیں) اور اسی رائے کو

marfat.com

المعتزلة والاشاعرة الخ اکثر معتزلہ اور اشاعرہ نے اپنایا۔

(صفحہ ۲۶)

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ عبارت میں لفظ "کثیر" ہے جس کے معنی ہیں "زیادہ" (MORE) لیکن طاہر صاحب نے اس کا ترجمہ "اکثر" (MORE THEN MOST) کیا ہے۔ حالانکہ کثیر، قلیل کے بعد آتا ہے مگر اس میں تقابل نہیں ہوتا جب کہ اکثر میں تقابل ہوتا ہے۔ جس کے معنی کسی کے مقابلہ میں زیادہ ہونا ہے۔ جس کو انگریزی میں (MAJORITY) کہتے ہیں یہ جناب کی علمی خیانت اور بددیانتی ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے یہ باور کیا جائے کہ جناب کا مؤقف اکثریت کے مطابق ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ع زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطرِ قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے

marfat.com

طاہر کے ایک اہم نکتہ کا جواب

جناب طاہر ایک اہم نکتہ کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

"اس ضمن میں ایک اور اہم پہلو قابلِ توجہ ہے کہ کبھی کوئی امر بوجوہ بعض اکابر پر مخفی رہ جائے تو یہ اس بات کو مستلزم نہیں ہوتا کہ وہ پہلو بعد کے آنے والے افراد (اصاغر) پر بھی ہمیشہ اسی طرح مخفی رہے گا بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک خبر کسی سند کے ساتھ اکابر تک نہیں پہنچی لیکن بعد کے ادوار میں کسی تک صحت کے ساتھ پہنچ جاتی ہے اور وہ بدیں وجہ اس سے مطلع ہو جاتا ہے۔" (تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب ص۲۸)

نیز موصوف اپنی یہی بات آگے چل کر مزید کھول کر لکھتے ہیں اور "چور کی داڑھی میں تنکے" کی مثال کے مطابق اپنی صفائی بھی پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

"بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اکابرین سے کسی مجتہد کی توجہ بوقت اجتہاد کسی خاص نص یا دلیل کی طرف نہیں جاتی اور وہ اپنی رائے کسی دوسری دلیل کی بنا پر قائم کر لیتا ہے مگر اصاغر میں سے کسی کا خیال اس طرف چلا جاتا ہے اور وہ مختلف نتیجے پر پہنچتا ہے۔ اندریں صورت عین ممکن ہے کہ دوسرے کی دلیل پہلے کے مقابلہ میں صائب ہوا اور قوی ہو مگر اس سے نہ تو پہلے مجتہد کی علمی ثقاہت کا انکار لازم آتا ہے اور نہ ہی اس کی تنقیص و توہین بلکہ علمی تحقیق و تدقیق کی دنیا میں یہ طریق کار اساتذہ اور ان کے تلامذہ کے مابین ہمیشہ مقبول و متداول رہا ہے۔ آئمہ اربعہ اور ان کے تلامذہ و اتباع کے درمیان علمی و فقہی اختلافات اس امر کا بین ثبوت ہیں۔ اگر امام اعظم سے ان

marfat.com

کے دو تلامذہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے فقہی اختلافات کو ہی جمع کر لیا جائے۔ تو ایک الگ فقہ مرتب ہو سکتی ہے۔ اس بیان سے کسی کو یہ مغالطہ نہ ہو کہ راقم الحروف (معاذ اللہ) اپنی نسبت ایسا خیال رکھتا ہے۔ احقر نے عمر بھر قطعاً ایسا گمان نہ کیا ہے اور نہ الحمد للہ یہ خیال اب ذہن میں ہے" الخ

(تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب ص ۲۰)

جناب طاہر جو اپنی صفائی پیش فرما رہے ہیں کہ ان کا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے یہ صفائی اس محاورہ کی مصداق ہے" چہ دلاور است دزدیکہ چراغ بکف دارد"، آئمہ کرام کو فریق بھی کہے جا رہے ہیں۔ دیت کے مسئلہ میں عورت کی شہادت کے مسئلہ میں اور دیگر مسائل میں جو کرنا تھا کر گزرے ہیں اور کرتے جا رہے ہیں۔ پھر بھی صفائی دیئے جا رہے ہیں کہ ان کا ابھی ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ نیز در حقیقت طاہر صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ وہ جو اجتہاد فرما رہے ہیں اگر ان کا اجتہاد عورت کی دیت کی طرح اکابر آئمہ کے اجتہاد سے ٹکرا جائے تو ہو سکتا ہے کہ جناب کو کوئی ایسی دلیل صحیح حدیث سے مل گئی ہو جس سے اکابر بے خبر رہے ہوں۔ چنانچہ جہاں جناب اپنے آپ کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مقلد کہتے ہیں وہاں یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں تقلیدِ جامد کا قائل نہیں ہوں بلکہ تقلید متحرک کا قائل ہوں۔ جیسا کہ متعدد مسائل میں آپ نے امام اعظم کا ہی نہیں صحابہ کرام و جمیع آئمہ دین مجتہدین کا دامن چھوڑ دیا جیسا کہ عورت کی دیت اور اس کی گواہی کا مسئلہ ہے بلکہ ستم بالائے ستم یہ کہ آئمہ اہلسنت کو فریق تک قرار دے کر ان کی تصریحات اور حوالہ جات کو سند تسلیم کرنے سے کھلا انکار فرمایا ہے۔

marfat.com

مقلد کا ائمہ کے بارے میں اعتقاد

لیکن جناب نے اس سلسلے میں آئمہ دین کی تعلیمات کو نظر انداز فرما دیا ہے حالانکہ مقلد کا ائمہ دین کے بارے میں یہ اعتقاد ہونا چاہیئے کہ انہوں نے جو کچھ فرمایا بلا دلیل نہیں فرمایا جیسا کہ سیدی عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ

والحق انه یجب اعتقاد انهم لولا رأوا فی ذلك دلیلا ماشرعوه (المیزان الکبریٰ ج ۱ ص ۱۹)

حق یہ ہے کہ مقلد کو اس بات کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اگر آئمہ نے اس بارے میں کوئی دلیل نہ دیکھی ہوتو اس کا حکم نہ فرماتے

نیز اکابر کے بارے میں ایسا خیال کرنا کہ ان کو اس مسئلہ کی دلیل نہیں ملی مجھے مل گئی ہے اکابر کی شان میں سوء ادبی اور گستاخی ہے۔ چنانچہ سیدا امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام امام زکریا انصاری، قدس سرہٗ الباری سے نقل فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ

ایاکم ان تبادروا الی الانکار علی قول مجتهد او تخطئته الا بعد احاطتکم بادلة الشریعة کلها ومعرفتکم بجمیع لغات العرب التی احتوت علیها الشریعة ومعرفتکم بمعانیها وطرقها

خبردار مجتہد کے کسی قول پر انکار یا اسے خطا کی طرف نسبت نہ کرنا جب تک شریعت مطہرہ کی تمام دلیلوں پر احاطہ نہ کرلو جب تک تمام لغات عرب کہ جن پر شریعت مشتمل ہے۔ پہچان نہ لو۔ جب تک ان کے معانی، ان کے راستے جان نہ لو۔

اس کے بعد فرماتے ہیں

وانی لکم بذلك

بھلا کہاں تم اور کہاں یہ احاطہ

(المیزان الکبریٰ ج ۱ ص ۱)

marfat.com

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی طرف سے جواب

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ "الفضل الموہبی" میں فرماتے ہیں کہ اس قسم کی رائے قائم کرنا مجتہد فی المذہب کا منصب ہے۔

"جیسے مذہب مہذب حنفی میں امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ بلاشبہ ایسے آئمہ کو اس حکم و دعوے کا منصب حاصل ہے اور وہ اس کے باعث اتباع امام سے خارج نہ ہوں گے کہ اگرچہ صورۃً اس جزئیہ میں خلاف کیا مگر معنیٰ اذنِ کلی امام پر عمل فرمایا پھر وہ بھی اگرچہ ماذون بالعمل ہوں یہ جزمی دعویٰ کہ اس حدیث کا مفاد خواہی نہ خواہی مذہب امام ہے نہیں کر سکتے (یا یہ کہ یہ حدیث امام کو نہ پہنچی، نہیں کہہ سکتے) نہایت کار ظن ہے۔ ممکن ہے کہ ان کے مدارک، مدارکِ عالیۂ امام سے قاصر رہے ہوں۔ اگر امام پر (اس حدیث کو) عرض کرتے وہ قبول نہ فرماتے تو مذہبِ امام ہونے پر یقین تام وہاں بھی نہیں۔ خود آئمہ مجتہدین فی المذہب قاضی الشرق والغرب سیدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے مدارجِ رفیعہ حدیث کو موافقین و مخالفین مانے ہوئے ہیں۔ امام مزنی تلمیذ امام شافعی نے فرمایا "ھو اتبع القوم للحدیث" کہ امام ابو یوسف آئمہ مجتہدین میں سب سے بڑھ کر حدیث کی پیروی کرنے والے ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا "مُنصِفٌ فی الحدیث" کہ امام ابو یوسف حدیث میں انصاف کرنے والے (اسے خوب پرکھنے والے) ہیں۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ اصحاب رائے میں امام ابو یوسف سے بڑھ کر کوئی زیادہ حدیث دان نہیں۔

marfat.com

امام ابو عبداللہ شافعی نے ان کو حفاظِ حدیث میں سے شمار کیا۔ یہ امام ابو یوسف اس جلالت شان کے باوجود حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں" کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں نے کسی مسئلہ میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف کرکے غور کیا ہو مگر یہ کہ انہیں کے مذہب کو آخرت میں زیادہ وجۂ نجات پایا اور بارہا ایسا ہوتا کہ میں ایک حدیث کی طرف جھکتا پھر تحقیق کرتا تو امام مجھ سے زیادہ حدیثِ صحیح کی نگاہ رکھتے تھے۔ نیز فرمایا کہ امام جب کسی قول پر جزم فرماتے میں کوفے کے آئمہ محدثین پر دورہ کرتا کہ دیکھوں ان کی تقویتِ قول میں کوئی حدیث یا اثر پاتا ہوں۔ بارہا دو تین حدیثیں میں امام کے پاس لے کر حاضر ہوتا۔ ان میں سے کسی کو فرماتے یہ صحیح نہیں کسی کو فرماتے معروف نہیں۔ میں عرض کرتا حضور کو اس کی کیا خبر؟ حالانکہ یہ تو قول حضور کے موافق ہیں۔ فرماتے۔ میں علم اہل کوفہ کا عالم ہوں (الخیرات الحسان کے حوالہ کے ساتھ) بالجملہ نابالغانِ رتبہ اجتہاد نہ اصلاً اس کے اہل نہ ہرگز یہاں مراد، نہ کہ آج کل کے مدعیانِ خامکار،

جاہلان بے وقار کہ من و تو کا کلام سمجھنے کی لیاقت نہ رکھیں اور اساطینِ دینِ الٰہی کے اجتہاد پر رکھیں" (الفضل الموہبی ص۱۴ - ۱۵)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے آخری الفاظ

" آج کل کے مدعیانِ خامکار، جاہلانِ بے وقار، کہ من و تو کا کلام سمجھنے کی لیاقت نہ رکھیں اور اساطینِ دین الٰہی کے اجتہاد پر رکھیں"

جناب طاہر پر من و عن صادق آتے ہیں:

marfat.com

طاہر القادری کا بعض مسائل میں امام صاحب کے ساتھ صاحبین کے اختلاف سے ناجائز فائدہ اٹھانا۔

جناب طاہر القادری مسئلہ دیت میں اجماع صحابہ و اجماع آئمہ مجتہدین کے خلاف موقف اختیار کرنے کے جواز میں فرماتے ہیں۔

"یہ ایک فروعی مسئلہ ہے اسلام کی تاریخ میں لاکھوں فروعی مسائل کی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ اساتذہ سے ان کے شاگردوں نے اختلاف کیا امام اعظم کے شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد نے ہزارہا مسائل پر ان سے اختلاف کیا۔ اعلیٰ حضرت نے امام تحاوی و امام شافعی و صاحب ہدایہ امام المرغنانی سے اختلاف کیا"۔ (اہم انٹرویو ص ۹-۱۰)

اس کا جواب تو پہلے ہی خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے عرض کیا جا چکا ہے پھر جناب طاہر کی کج فہمی کا یہ عالم کہ جناب اجماع صحابہ و اجماعِ آئمہ مجتہدین اور خود امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تقلید کی خلاف ورزی کو کس کس کے ساتھ اختلاف پر قیاس کر رہے ہیں۔ جناب سے یہ کون پوچھے کہ اجماع صحابہ کرام کی خلاف ورزی کی کوئی مثال دیجیے۔ دیت کے مسئلہ پر راقم نے ۵۲ حدیثیں جمع کی ہیں جو انشاء اللہ العزیز عنقریب علیحدہ کتابی شکل میں چھپ کر آجائیں گی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ کریمہ میں عملاً نصف دیت رائج تھی۔ کیا اسے پسِ پشت ڈالنے کی جسارت کسی نے کی؟ پھر صاحبین امام ابو یوسف و امام محمد تو مجتہد فی المذہب اور امام صاحب سے علم و تربیت اور اجازت یافتہ تھے۔ کیا جناب بھی ان کی صف میں جا پہنچے اور اعلیٰ حضرت نے

marfat.com

طحطاوی، جسے آپ نے "تحطاوی" "تا" کے ساتھ رقم فرمایا، سے اختلاف کیا۔ کیا امام طحطاوی، کوئی امام مجتہد مطلق تھے اور اعلیٰ حضرت ان کے مقلد یا اعلیٰ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مقلد تھے کہ ان پر ان کی اتباع واجب تھی۔ یا امام المرغینانی امام مجتہد مطلق تھے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ان کے مقلد؟

جناب کے ان لایعنی اور فضول قسم کے بلکہ سراسر فریب پر مبنی جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب علم و تحقیق سے قطعاً کورے ہیں لہٰذا جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے شاید یہ بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہی ہے ؎

فہمیدنِ معانی ہر طبع کے تواند
لذت بیابد آں دل کو راز ہا بداند

marfat.com

"مقلّدین کارد" اور اِس کا جواب

نیز جناب طاہر غیر مقلدین کی غیر مقلدیت کو تقویت پہنچانے اور اپنے نام نہاد اجتہاد کو سہارا دینے کے لئے فتح الباری کے ایک حوالہ سے لکھتے ہیں۔

"اس واقعہ میں ایسے مقلدین کا رد بھی موجود ہے جن کے سامنے کوئی ایسی بات پیش کی جائے جو ان کے مؤقف (مذہب امام) کے خلاف ہو تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر یہ بات درست ہوتی تو فلاں (ہمارے امام صاحب) کو ضرور اس کا علم ہوتا الخ۔" (تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب ص۲۹)

راقم اپنے سادہ لوح سنی حنفی بھائیوں سے پوچھتا ہے کہ کیا ایسی باتیں اور ایسے والے کبھی آئمہ کی تقلید کرنے والا شخص بھی نقل کرسکتا ہے؟ تو کیا طاہر صاحب کا اپنے اس رسالہ میں اس قسم کا مواد بھر دینا اس بات کا بین ثبوت نہیں کہ یہ اوپر سے تو سنی حنفی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں لیکن اپنی تحریروں سے اور نام نہاد ادارہ منہاج القرآن کی تحریک سے دراصل غیر مقلدیت کے لئے راستہ ہموار اور ذہنوں کو تیار کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ بات جو امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے فتح الباری میں نقل فرمائی ہے۔ دراصل، یہ امام تقی الدین بن دقیق العید علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔

امام ابن دقیق العید

یہ امام ابن دقیق العید علیہ الرحمۃ ۶۲۵ھ کو پیدا ہوئے اور ۷۰۲ھ کو واصل بحق ہوئے۔ یہ امام صاحب دراصل مجتہد تھے۔ یہ کسی خاص امام کی تقلید نہیں فرماتے تھے۔ یہ بلند پایہ محدث اور فقیہ و مجتہد تھے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ (ترجمہ)

marfat.com

"امام ابن دقیق العید مالکی و شافعی دونوں مذاہب کے امام تھے اور ان کی ایک کتاب "المجتہد باحادیث الامام" کے نام سے بھی ہے۔"

(ملاحظہ ہو بستان المحدثین صہ ۲۱۵)

اور امام حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ (ترجمہ)

"امام ابنِ دقیق العید ۶۹۵ھ دیارِ مصر میں قضاء کے عہدہ پر فائز کئے گئے اور یہ قاضی القضاۃ تھے" (البدایۃ والنہایہ ج ۱۴ صہ ۴۷)

اور قاضی القضاۃ کے عہدہ پر عام طور پر ایسے فقہاء کو فائز کیا جاتا تھا جو درجۂ اجتہاد کو پہنچے ہوئے ہوتے تھے۔

اور امام عماد الدین حنبلی شذرات الذہب میں امام ابنِ دقیق العید کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"شیخ الاسلام تقی الدین ابو الفتح محمد بن علی بن وہب بن مطیع ابن ابی الطاعۃ القشیری المنفلوطی الشافعی المالکی المصری ابن دقیق العید"

(شذرات الذہب ج ۶ صہ ۵)

اس میں ان کو "شیخ الاسلام" پھر "شافعی و مالکی" لکھا گیا ہے۔ لفظ شافعی مالکی بتا رہا ہے کہ یہ کسی ایک امام کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا ان کا ارشادِ گرامی محض مقلدین کے لئے کیونکر حجت ہو گا؟ اور امام تاج الدین ابو نصر عبد الوہاب ابن تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ "طبقات شافعیہ کبریٰ" میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں

"شیخ الاسلام الحافظ	شیخ الاسلام، حافظ، زاہد، عابد
الزاہد الناسک المجتہد المطلق	مجتہد مطلق، علوم شریعہ پر پورا عبور رکھنے
ذو الخبرۃ التامۃ بعلوم الشریعۃ	والے علم اور دین کے جامع۔
الجامع بین العلم والدین" (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۶ صہ ۲)	

marfat.com

قارئین غور فرمائیں! جن کے بارے میں امام تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ "مجتہد مطلق" کا لفظ لا کر ان کا تعارف کرائیں، ان کے مجتہد مطلق ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے؟۔ یہ اکابرین کے الفاظ ہیں جو انتہائی احتیاط کے ساتھ صادر ہوتے تھے ایسے نہیں کہ وہ ایک جاہلِ مطلق کو" نابغۂ عصر" مفکرِ اسلام اور علامہ ایسے خطابات سے نوازتے پھرتے تھے۔

جب یہ بات تسلیم کہ وہ مجتہد مطلق تھے تو ان کا فرمان مقلدین محض کے لئے نہیں بلکہ ان ائمہ دین کے لئے ہے جو آئمہ اربعہ میں سے کسی امام کے مقلد ہونے کے باوجود مجتہد فی المذہب کے منصب پر فائز تھے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حدیث کی صحت کا کما حقہ پہچاننا مجتہد کا کام ہے نہ کہ جناب طاہر ایسے خامکار کا کام جنہیں قرآنِ کریم تک صحیح پڑھنا نہیں آتا حدیث کی صحت کا علم تو دُور کی بات ہے۔

marfat.com

طاہر قادری اور عیسائی پادری کا ایک جیسا عقیدہ

قارئین کو شاید اس عنوان سے تعجب ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ جب، جاہل شخص مفکرِ اسلام اور مجتہد بننے لگے تو اس کا ایمان بھی خطرہ میں پڑے بغیر نہیں رہتا۔ طاہر قادری صاحب کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے جیسے انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت میں شمار کیا اور نبی بھی بتایا تو گویا وہ امتی بھی ہوئے اور نبی بھی۔ یہی مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ ہے اور یہاں سے وہ اپنے لئے دونوں باتیں ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے آپ کو "امتی نبی" ٹھہراتا ہے۔ ایسے ہی طاہر صاحب نے قرآنِ کریم سے پہلے جو آسمان سے کتابیں نازل ہوئیں ان کے بارے میں عیسائی پادریوں والا عقیدہ اختیار کر رکھا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "اجزائے ایمان" میں فرماتے ہیں۔

"تورات، زبور، انجیل سمیت تمام کتب اور صحفِ سماوی کی حقیقت یہ تھی کہ ان کے معنی و مفہوم انبیاء علیہم السلام کے قلوب پر القا کر دیے جاتے تھے اس نازل شدہ وحی کو انبیاء کرام علیہم السلام اپنے مفہوم کا جامہ پہنا کر امت کے سامنے پیش کر دیتے گویا مفہوم و منشاءِ خدا تعالیٰ کا ہوتا تھا مگر الفاظ و عبارت انبیاء کرام علیہم السلام کے وضع کردہ ہوتے تھے۔ (حصہ دوم صفحہ ۵۲)

پھر فرماتے ہیں۔

"واقعہ یہ ہے کہ کتب سماویہ چونکہ معانی کی حد تک کلامِ الٰہی تھیں اور الفاظ و عبارات میں وہ سراسر مخلوق یعنی انبیاء کرام

marfat.com

کا بیان نہیں اور چونکہ انسانوں کے کلام میں ردّ و بدل کیا جانا بھی
ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی حفاظت کا کوئی وعدہ
بھی نہیں کیا گیا تھا اس لئے ان کتب میں ردّ و بدل ہو گیا"
(حصّہ دوم صہ ۵۵)

جناب طاہر صاحب کے خیالات سابقہ کتبِ سماویہ کے بارے میں جو ان کی عبارات
مندرجہ بالا سے ظاہر ہو رہے ہیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ سابقہ کتب سماویہ یعنی تورات، انجیل و زبور اور دیگر صحیفے کتابوں کی شکل میں اور لکھے ہوئے آسمان سے نہیں اتارے گئے تھے۔

۲۔ وہ نبیوں اور رسولوں کے دلوں میں ڈالے جانے والے خیالات اور الہامات تھے۔

۳۔ ان الہامات کو نبیوں اور رسولوں نے اپنے الفاظ اور اپنی بنائی ہوئی عبارتوں میں قوموں کے سامنے پیش کیا

۴۔ وہ اللہ کا کلام نہ تھے بلکہ وہ انسانوں (پیغمبروں) کے کلام تھے۔

۵۔ انسانوں کے کلام میں ردّ و بدل ہو سکتا ہے اس لئے ان کتابوں اور صحیفوں میں ردّ و بدل کیا گیا۔

۶۔ اگر وہ خدا کا کلام ہوتے تو اہلِ کتاب ان میں تبدیلی اور تغیّر نہ کر سکتے۔

۷۔ قرآنِ کریم چونکہ اللہ کے نبی کا کلام نہیں اس لئے اس میں تبدیلی اور تغیّر ممکن نہیں۔

قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ سابقہ آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے بارے میں عیسائی پادریوں کا بھی یہی عقیدہ ہے جو جناب طاہر قادری کا ہے۔

marfat.com

چنانچہ عبدالماجد دریا آبادی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"ان (اہلِ کتاب) کے علماء کا بر اب صاف صاف اقرار کر رہے ہیں کہ صرف مضامین و مطالب کا القاء ہمارے انبیاء و اصفیاء کے قلبِ صافی پر ہوتا تھا اور وہ حضرات انہیں الہاماتِ معنوی کی روشنی میں اپنے لفظ و عبارت میں نوشتے تیار کر دیتے تھے"

(تفسیر ماجدی ص۳۱)

لیجئے، پادری صاحبان کا بھی وہی عقیدہ ہے جو طاہر قادری صاحب کا ہے کہ الفاظ و عبارات نبیوں کی طرف سے تھیں۔ ان دونوں عقیدوں کی رو سے سابقہ آسمانی کتابیں اور صحیفے خدا کا کلام قرار نہیں پاتے بلکہ نبیوں کا ہی کلام قرار پاتے ہیں جیسا کہ طاہر صاحب نے بھی انہیں انسانی کلام ٹھہرایا اور اسی کو ان میں تبدیلی و تغیر کرنے کے امکان کا سبب بتایا۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**۔ طاہر صاحب کی عیسائی پادریوں کے اس عقیدے میں ہمنوائی نہ صرف باعثِ صد افسوس ہے بلکہ صریح طور پر قرآنِ کریم کے خلاف اور کفریہ عقیدہ ہے۔

ہم نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ طاہر صاحب قرآنِ کریم کا ترجمہ نہیں پڑھے ہوئے ورنہ وہ کفر کی حد تک گمراہی میں نہ بھٹکتے۔ قرآن کریم میں اُن سابقہ آسمانی کتابوں کو اللہ تعالیٰ کا ہی کلام کہا گیا ہے چنانچہ سورۂ بقرہ میں ہے۔

"أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (سورۂ بقرہ آیت ۵)

تو اے مسلمانو کیا تمہیں یہ طمع ہے کہ یہودی تمہارا یقین لائیں گے اور ان کا تو ایک گروہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد اسے دانستہ بدل دیتے۔

marfat.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلی آسمانی کتابوں کو اپنا کلام کہا ہے اور رہا یہ سوال کہ پھر ان لوگوں نے اللہ کے کلام میں تبدیلی کیسے کر ڈالی۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام کی حفاظت کیوں نہ کی؟ اس کا جواب عرض کرنے سے پہلے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا جواب خواہ کچھ بھی ہو۔ جو بات قرآنِ کریم سے واضح طور پر ثابت ہو اسے من وعن تسلیم کرنا ہی ایمان ہے یہ بات تو بالکل وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئی کہ وہ کتابیں اللہ تعالیٰ کا کلام تھیں۔ نبیوں اور پیغمبروں کا کلام نہ تھیں۔ کیونکہ آیت مذکورہ بالا میں وضاحت اور صراحت کے ساتھ لفظ "کلام اللہ" موجود ہے۔ اس کے باوجود، ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ کا کلام قرار نہ دینا بلکہ ان نبیوں کا کلام اور انہی کی عبارات ٹھہرانا، آیت مذکورہ کا انکار اور کفر ہی ہے۔ جس کا ارتکاب جناب طاہر صاحب نام نہاد تحقیق واجتہاد کے نام پر کئے جا رہے ہیں۔ رہا اس کا جواب کہ پھر ان کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے کیوں نہ کی۔ تو یاد رکھنا چاہیئے کہ چونکہ ان کی کتابوں کی تعلیمات وہدایات آخری نہ تھیں اور نہ ہی انکو قیامت تک باقی رکھنا مقصود تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کرنے کا ذمہ نہ اُٹھایا بلکہ ان کی حفاظت خود انہی کے سپرد فرما دی۔ اس کے برعکس قرآنِ کریم کے بعد چونکہ دوسری کتاب نہیں بلکہ اس کی تعلیمات قیامت تک کے لئے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ میں لے لی۔ پھر یہ جو طاہر صاحب فرما رہے ہے کہ ان کتابوں کے معانی اور مفاہیم ومطالب انبیاء کے دلوں پہ القاء والہام کئے جاتے تھے پھر ان القاء شدہ معانی ومطالب کو انبیاء اپنے الفاظ وعبارات کا جامہ پہناتے اور قوم کے سامنے پیش کرتے تھے!! یاد رہے کہ پھر ایسی صورت میں وہ اللہ تعالےٰ کا کلام نہیں قرار پاتیں بلکہ وہ نبیوں کا ہی کلام اور ان کی حدیث قرار پاتی ہے

حدیثِ قُدسی

اس کا نام حدیثِ قدسی رکھا جاتا ہے کلامِ الٰہی نہیں

چنانچہ "جامع العلوم" میں ہے۔

"الحدیث القدسی" ما اخبر الله تعالیٰ بہ نبیہ بالالہام او المنام فاخبر علیہ الصلوۃ والسلام عن ذلک المعنی بعبارۃ نفسہ	"حدیثِ قدسی" اس کو کہتے ہیں کی خبر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو الہام یا خو... کے ذریعے دے پھر نبی ان معنوں کو ا... عبارت د اپنے الفاظ میں ڈھال کر دو... کو بتائے۔

("جامع العلوم" طبع بیروت ج ۲ ص ۱۶)

طاہر صاحب نے سابقہ آسمانی کتابوں کے بارے میں جس خیال کا اظہار فرما... ہے اس کے مطابق وہ کتابیں احادیثِ قدسیہ کی تعریف میں آتی ہیں۔ انہیں کلام... الٰہی نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ وہ نبیوں کی احادیثِ قدسیہ اور ان کا کلام ٹھہرتی ہیں اور ی... بات طاہر صاحب نے بھی کہہ ڈالی ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں۔

"واقعہ یہ ہے کہ کتبِ سابقہ چونکہ معانی کی حد تک کلام الٰہی تھیں اور الفاظ و عبارات میں وہ سراسر مخلوق، یعنی انبیاء کرام کا بیان تھیں اور چونکہ انسانوں کے کلام میں رد و بدل کیا جانا بھی ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی حفاظت کا کوئی وعدہ بھی نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے ان کتب میں رد و بدل ہو گیا۔" (اجزائے ایمان حصہ دوم ص ۵۵)

اس میں طاہر صاحب نے ان آسمانی کتابوں کو، انبیاء کرام کا بیان اور انسانوں کا... کلام قرار دے کر اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی کو جو ان آسمانی کتابوں کے بارے میں قرآن میں وارد ہوا، جھٹلا دیا اور اس کا کھلا انکار کر ڈالا، قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ صاف صاف اور صراحت کے ساتھ ان کتابوں کو اپنا کلام قرار دے رہا ہے کہ

وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ	اور ان اہلِ کتاب (یہود) کا ایک

marfat.com

يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ط

(سورۂ بقرہ آیت ۷۵)

گروہ اللہ کے کلام کو سنتے، پھر اسے سمجھنے کے بعد، اس کو دیدہ دانستہ بدل دیتے

اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کتابوں (تورات) کو اپنا کلام کہا۔ اس سے بڑی وضاحت اور بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے اس آیت کی تفسیر میں مفسرِ قرآن شیخ احمد مصطفےٰ امراغی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

فسمعوا كلامه بطريق نحن لا نعرفها ولا ندرك كنهها واستيقنوا مناجاته ربه وسمعوا أوامره ونواهيه ثم كان منهم ان حرفوا كلام الله الذى حضروا وحيه وصرفوه عن وجهه بالتاويل والتحريف۔ الخ

(تفسیر المراغی ج ۱ ص ۱۴۸)

کہ بنی اسرائیل نے کسی ایسے طریقے سے، جس کا ہمیں علم نہیں اور نہ ہی ہم اس کی حقیقت کا ادراک رکھتے ہیں۔ اللہ کا وہ کلام سنا جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہِ طور پر فرمایا اور ان لوگوں نے اس کا یقین کیا۔ اور اس کے اوامر اور نواہی کو خود سنا پھر ان سے یہ غلطی سرزد ہوئی کہ انہوں نے اللہ کے اس کلام کو بدل ڈالا جس کی وحی پر وہ خود بھی حاضر تھے اور تاویلِ باطل اور تحریف کر کے اس کو بدل ڈالا۔

لیجئے! علامہ شیخ احمد مصطفےٰ المراغی علیہ الرحمۃ کی سُنیئے۔ کیا فرماتے ہیں۔ ان کے مندرجہ بالا ارشاد سے درج ذیل مسائل واضح ہو رہے ہیں۔

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو گفتگو اور وحی کا سلسلہ ہوتا

marfat.com

تھا۔ اسے ایک بار، بنی اسرائیل کے چیدہ چیدہ لوگوں نے بھی کوہِ طور پر جاکر خود سنا تھا۔ لہٰذا طاہر صاحب کا یہ کہنا کہ ان انبیاء کی وحی، الفاظ کی صورت میں نہیں بلکہ ان کے دل پر معانی کو الہام و القاء کیا جاتا تھا۔ جسے وہ قوم کے آگے اپنے الفاظ میں بیان کرتے تھے۔ غلط اور خلافِ تحقیق ہے۔

۲۔ بنی اسرائیل نے اللہ کے کلام کو بطفیل حضرت موسیٰ علیہ السلام، خود سنا اور اس میں احکام بھی تھے، اوامر بھی اور نواہی بھی۔

۳۔ بنی اسرائیل اس لئے بھی زیادہ غضبِ الٰہی کے مستحق ٹھہرے کہ جس وحی و کلام کو انہوں نے کوہِ طور پر جاکر بذاتِ خود سنا تھا اور اس بات کا اچھی طرح یقین حاصل کر لیا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے اسے بعد میں بدل ڈالا۔

اس کے بعد جناب طاہر القادری کی اس بات کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے کہ سابقہ آسمانی کتابیں خدا کا کلام نہ تھیں۔ بلکہ وہ انبیاء علیہم السلام کا اپنا ہی کلام ہوتا تھا اور چونکہ وہ انسانی کلام تھا اس لئے اس کا بدل دینا ممکن تھا۔ معلوم ہوتا ہے جناب طاہر صاحب شوقِ اجتہاد میں جو دل آتا ہے زبان سے نکالتے چلے جاتے ہیں اور نام نہاد جدید تحقیق کی آڑ میں قرآن و سنت کے مسلمہ حقائق تک کو مسخ کئے جا رہے ہیں۔ حالانکہ تورات کے بارے میں خود قرآن گواہی دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا الخ (الاعراف آیت ۱۴۵)	اور ہم نے اس (موسیٰ) کے لئے تختیوں میں لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل اور ہم نے فرمایا اے موسیٰ اسے مضبوطی سے لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کرو۔ الخ۔

marfat.com

اس آیت میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ تورات کو اللہ تعالیٰ نے لکھا اور یہ کہ تورات تختیوں پر لکھی لکھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ (ترجمہ)

"یہ تختیاں جن پر تورات لکھی ہوئی تھی سات یا دس تھیں اور حدیث میں ہے کہ وہ تختیاں جنت کے بیری کے درخت کی تھیں اور وہ بارہ ہاتھ لمبی تھیں اور حدیث میں آیا ہے۔

خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ بِیَدِہٖ وَکَتَبَ التَّوْرَاۃَ وَغَرَسَ شَجَرَۃَ طُوْبٰی بِیَدِہٖ ط الخ

"کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تورات کو اپنے ہاتھ سے لکھا اور شجرۂ طوبیٰ کو بھی اپنے ہاتھ سے پیدا کیا"

(تفسیرِ مظہری ج ۳ ص ۴۰۸)

اور علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں۔ (اردو ترجمہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے)۔

"امام ابن ابی حاتم وغیرہ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر، اپنے باپ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو تختیاں (تورات کی لکھی لکھائی) موسیٰ پر نازل کی گئی تھیں وہ جنت کے بیری کے درخت کی تھیں۔ جن کا طول بارہ ہاتھ تھا اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"کَانَتْ مِنْ خَشَبٍ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَآءِ"

کہ تورات کی تختیاں لکڑی کی تھیں۔ اسے آسمان سے اتار گیا اور ہر تختی کا طول دس ہاتھ تھا، اور جو امام ابن جریج سے مشہور ہے وہ یہ ہے کہ

marfat.com

تورات کو اپنے ہاتھ سے بہ حکمِ خداوندی جبرائیل علیہ السلام لکھنے والے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ و حضرت مجاہد و حضرت عطاو حضرت عکرمہ اور بہت سی خلق سے مروی ہے کہ بلاشبہ تورات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ید قدرت سے لکھا تھا اور یہ بھی آیا ہے کہ جو قلمیں تورات کی لکھنے والی تھیں ان کی آواز خود موسیٰ علیہ السلام نے سُنی تھی اور یہی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے۔" (تفسیر روح المعانی ج ۹ ص ۵۱)

ان تمام روایات کا قدرِ مشترک یہ ہے کہ تورات جو ایک آسمانی کتاب تھی۔ لکھی ہوئی نازل ہوئی اور قرآنِ کریم میں نص اور وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ تختیوں پر لکھی ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی اور اس کے بعد یہ بھی قرآن میں موجود ہے۔

وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ (سورۂ اعراف آیت ۱۵۰) اور تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا۔

اس میں واضح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور سے واپس لوٹے تو تختیاں اُٹھائے ہوئے تھے اور قوم کا سنا کہ وہ ان کے بعد گائے کے بچھڑے کی پوجا میں لگ گئی تھی تو غیرت و حمیت دینی میں سخت ناراض ہوئے اور اس عالم غضب میں تورات کی تختیاں بھی زمین پر ڈال دیں اور بھائی کو پکڑ لیا کہ انھوں نے قوم کو اس طرف کیوں جانے دیا۔ اس سے تورات کا قطعی طور پر لکھا ہوا آسمان سے نازل ہونا ثابت ہو گیا۔ مگر طاہر القادری کے علم کی داد دیجئے جن کا دعویٰ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں دین کی خدمت کی ذمہ داری سونپی ہے۔ قرآنِ کریم کے برعکس فرما رہے ہیں کہ آسمانی کتابیں صرف معانی و مطالب کی صورت میں نبیوں کے دلوں میں ڈالی گئیں۔ جنہیں وہ اپنے الفاظ کا جامہ پہنا کر اور اپنی طرف سے لکھ کر قوم کو پیش کرتے تھے اور کہتے تھے یہ خدا کی کتاب ہے اور یہ کہ وہ دراصل ان کا اپنا ہی انسانی کلام

marfat.com

ہوتا تھا۔ پروفیسر صاحب کا یہ خیال قرآنِ کریم کی تعلیم و ہدایت سے قطعاً متصادم اور ٹکراتا ہے۔

سمجھدار لوگوں کے لئے جو شخصیّت پرست ہونے کی بجائے حقائق نواز اور حقائق شناس ہیں۔ ان کے سمجھنے کو اس قدر کافی ہے کہ طاہر صاحب کی یہ جاہلانہ باتیں اور قرآن وحدیث کے غلط تراجم اور بے ہودہ تشریحات اور لایعنی طولانیاں ہی اس کی بشارتوں کے جھوٹے ہونے کی بڑی دلیل ہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے پاک ہیں کہ ایسے نااہل اور عربی و دینی علوم سے نابلد انسان کو دین کی خدمت کا سلسلہ سونپ کر اسے کشتیٔ امت کا واحد ناخدا قرار دے دیں۔

قارئین کرام! لیجئے جناب طاہر القادری صاحب نے جو فرمایا کہ

"ان آسمانی کتابوں کے معانی ومطالب ان نبیوں کے دلوں پر القاء کئے گئے۔ اور ان کے الفاظ خدا کی طرف سے نازل کردہ نہ تھے اور یہ کہ وہ کلام انسانی تھا اس لئے اس میں ردّ و بدل واقع ہوا"

اس کے خلاف آپ نے قرآنِ کریم کا ارشادِ گرامی ملاحظہ فرمالیا جس میں ان کتابوں کو "اللہ کا کلام" فرمایا گیا (سورۂ بقرہ آیت ۷۵) پھر اس کے تحت تفسیرِ مراغی کا حوالہ بھی کہ وہ کلام جو موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوا۔ بنی اسرائیل کے چیدہ چیدہ لوگوں نے بذاتِ خود کوہِ طور پر جاکر اپنے کانوں سے سُنا۔ (تفسیرِ مراغی ج ۱ ص ۱۴۸)۔ پھر یہ بھی ملاحظہ کیا کہ قرآنِ کریم فرماتا ہے کہ تورات تختیوں کے اُوپر لکھی لکھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کی گئی (سورۂ اعراف آیت ۱۴۵) پھر یہ بھی کہ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے یدِ قدرت سے لکھا (تفسیرِ مظہری ج ۳ ص ۴۰۴ اور تفسیرِ روح المعانی ج ۹ ص ۵۱)

اب قرآنِ کریم کی ایک اور آیت بھی ملاحظہ فرمائیے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ

marfat.com

لَوۡلَا نُزِّلَ عَلَيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ جُمۡلَةً وَّاحِدَةً ۚ ا لخ — کیونکر نہ اتارا گیا۔

(سورۃ الفرقان آیت ۳۲)

ایک اور اجماع سے انکار

طاہر صاحب کا مبلغ علم یہ ہے کہ وہ اپنی جہالت کی وجہ سے یا دیدہ دانستہ مسائل اجماعیہ کا انکار کئے جا رہے ہیں۔ عورت کی نصف دیت کے انکار کے بعد ان کتابوں کے بارے میں بھی اجماعی موقف کا انکار ہے۔ جب کہ کفار بھی جانتے تھے کہ سابقہ آسمانی کتابوں کے معانی قلوب انبیاء پر نہیں اتارے گئے تھے بلکہ ان کتابوں کو کتابی صورت میں ایک ساتھ آسمان سے نازل کیا گیا تھا اس لئے ان کے برعکس قرآن کریم کے بتدریج نازل ہونے پر معترض ہوئے۔ لیکن جناب طاہر القادری کا مطالعہ ان سے بھی کمتر ٹھہرا۔ جن کا زعم ہے کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خدمت سونپی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اس سلسلے میں روح المعانی کی سنئے۔

ای ھلا انزل القرآن علیه، علیه الصلوٰۃ والسلام دفعة غیر مفرق کما انزلت التوراۃ والانجیل والزبور علی ما تدل علیه الاحادیث والآثار حتیٰ کاد یکون اجماعا کما قال السیوطی

یعنی کفار نے کہا کہ قرآن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ویسے ایک ساتھ کیوں نہ اتارا گیا۔ جیسے تورات وانجیل وزبور ایک ساتھ اتاری گئی تھیں۔ بنابراں کہ اس پر احادیث وآثار دلالت کرتے ہیں حتیٰ کہ قریب قریب اس پر اجماع ہے۔ چنانچہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

(تفسیر روح المعانی ج ۱۹ ص ۱۴)

marfat.com

قارئین نے ملاحظہ فرمالیا! کہ تقریباً اس پر اہلِ اسلام کا اجماع ہے کہ سابقہ آسمانی کتابیں تورات، انجیل اور زبور، کتابی شکل میں آسمان سے اتاری گئی تھیں۔ لہٰذا وہ کتابیں بلاشبہ الفاظ کے اعتبار سے بھی خدا تعالیٰ کا کلام تھیں۔ وہ انبیاء کا کلام نہ تھیں لہٰذا جناب طاہر القادری کا عقیدہ اس اجماع کے بھی خلاف ہے۔

اب مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"اس سے معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم کا طریقہ نزول تورات وانجیل کے طریقہ نزول سے دو طرح سے اعلیٰ ہے ایک یہ کہ وہ کتابیں ایک دم آئیں اور قرآن آہستہ آہستہ، دوسرے یہ کہ وہ کتابیں لکھی ہوئی آئیں اور قرآن بولا ہوا۔" (تفسیر نور العرفان پ ۱۹ ص ۵۷۸)

قارئین غور فرمائیے! قرآنِ مجید، احادیث و آثار اور تفاسیر اور اجماع کے حوالوں کے بعد، طاہر القادری کا عقیدہ مذکورہ ان کے خلاف گمراہی اور گمراہ کن پاتا ہے یا نہ؟ ضرور گمراہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ (فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ)

ع اب صاف ہو گیا حق و باطل میں امتیاز
اب فصلِ نو بہار الگ ہے، خزاں الگ

marfat.com

طاہر القادری تفضیلی شیعہ

طاہر القادری اگرچہ لاکھ مرتبہ اپنے آپ کو سنی کہے مگر اس کا سنی حنفی ہونا اس کی کتابوں سے تحریروں اور تقریروں سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ اس کی شخصیت عقائد کے اعتبار سے تضادات کا مجموعہ ہے جہاں اس میں غیر مقلدیت اور معتزلیت کے خیالات پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے گزشتہ دلائل سے ثابت ہو چکا ہے۔ وہاں اس کے عقائد میں تفضیلی شیعیت بھی پائی جاتی ہے چنانچہ اس کی وہ تقریر جو انہوں نے قصرِ شیعیت و محلّ رفض، معروف بنام "قصرِ بتول" میں مولود کعبہ کے موضوع پر فرمائی۔ سننے کے بعد اگر کوئی صاحبِ شعور راقم کی رائے کو غلط ثابت کر دے تو راقم بلا تاخیر نہ صرف معذرت عرض کرے گا۔ بلکہ معذرت نامہ بھی شائع کرے گا۔ قصرِ بتول میں ہونے والی تقریر "مولود کعبہ" کے عنوان سے ان کی کیسٹ بھری ہوئی دستیاب ہوئی ہے اور سُنی جاتی ہے۔ اور روزنامہ جنگ میں بھی جناب طاہر کے وہ الفاظ جلی سُرخی کے ساتھ شائع ہوئے کہ

"تمام صحابہ بھی اکٹھے ہو جائیں تو علم میں حضرت علی کا کوئی ثانی نہیں۔"

اور یہ کہ "سب صحابہ نے شہادت دی ہے کہ اگر ہم تمام صحابہ بھی اکٹھے ہو جائیں تو علم میں علی کا کوئی ثانی نہیں۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم تمام صحابہ میں کسی شخص کو یہ جرأت نہ تھی حضرت علی کے سوا کہ وہ مسند پر کھڑا ہو کر یہ کہہ سکے کہ جو چاہو پوچھو۔" (روزنامہ جنگ خصوصی اشاعت ۱۹ر مئی ۱۹۸۷ء)

یہ تقریر محض رافضیوں اور شیعوں کی خوشنودی اور ان کو اپنے نام نہاد ادارہ منہاج القرآن کا ممبر بنانے کے لیے کی گئی ہے اور یہ تقریر سوا جھوٹ کے کچھ نہیں ہے۔ اس کے بعد جناب کے تفضیلی شیعہ ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ حالانکہ حدیث شریف میں

marfat.com

ہے۔ صحابہ کرام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے زیادہ علم والا اعتقاد کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

كان ابوبكر اعلمنا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

کہ حضرت ابوبکر صدیق کا علم جہاں پہنچا وہاں ہم سب صحابہ میں کسی کا بھی نہ پہنچ سکا۔ وہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔

اگر حضرت ابوبکر صدیق و عمر و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علی الاطلاق زیادہ علم والا تسلیم کیا جائے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے ان کی خلافتوں کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا۔ پھر صحیح بخاری کی یہ حدیث بھی جناب کی نظر سے کیونکر گزرتی کہ جناب نے باقاعدہ دورہ حدیث پڑھا ہوتا تو آپ کو معلوم ہوتا وہ یہ کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کیا کہ :۔

ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قال ابوبکر، قال، قلت ثم من؟ قال عمر الخ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۸)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر کون ہیں ؟ فرمایا ابوبکر صدیق کہتے ہیں۔ میں نے پھر عرض کی، پھر کون ؟ فرمایا حضرت عمر (رضی اللہ عنہما)

کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ہونا، علمی افضلیت کے بغیر ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کی مزید تحقیق ہماری کتاب " افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ " میں ملاحظہ فرمایئے۔ جس میں راقم نے دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے کہ تمام علمی و عملی کمالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ان کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اس کے برعکس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس خیال کا حامل جس

marfat.com

کا اظہار جناب طاہر نے مولود کعبہ کی تقریر میں اور اخبار میں کیا۔ یہ شخص بلاشبہ شیعہ ہے جسے تفضیلی شیعہ کہا جاتا ہے

چنانچہ فتح القدیر میں ہے

"من فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع" کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے برتر سمجھے وہ گمراہ ہے اہلسنت سے نہیں ہے۔

(فتح القدیر ج ۱ ص ۳۵۰)

اس کے بعد جناب طاہر کے تبدع اور گمراہ ہونے میں کون سا عقل مند اور باشعور مسلمان شک و شبہ کر سکتا ہے؟ موصوف دراصل اس قسم کی باتیں اس لئے کہہ جاتے ہیں کہ وہ بنیادی طور پر عالم نہیں وکیل ہیں۔ انہوں نے داڑھی کٹوانی بھی اتفاق مسجد کی خطابت اختیار کرنے کے بعد ہی لوگوں کے طعن و تشنیع سے تنگ آ کر چھوڑی اور وہ بھی شاید کٹوانا چاہتے ہیں کیونکہ ان کی حال ہی میں ایک کیسٹ میں بھری تقریر راقم کو سننے کا اتفاق ہوا جو میرے پاس موجود ہے اس میں فرماتے ہیں کہ "صرف دو انگل کے برابر داڑھی چھوڑنا ادائے سُنتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کافی ہے"۔ اس سے زیادہ مستحب ہے ضروری نہیں ہے۔

marfat.com

اسلامی فرقوں کے درمیان اختلافات کے بارے میں

طاہر القادری کا نقطۂ نظر کہ یہ اختلافات فروعی ہیں۔

جناب طاہر القادری "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے" میں لکھتے ہیں۔

۱۔ "مسلمانوں کے مختلف فرقے اور طبقے جو جسم ملت کے مختلف اعضا ہیں، ایک دوسرے سے برسرپیکار ہو کر نہ صرف ملت کی اجتماعی سلامتی اور تحفظ کو معرض خطر میں ڈال رہے ہیں۔ بلکہ اپنے انفرادی تحفظات کو بھی تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ مختلف طبقوں اور فرقوں کی مثال ندی نالوں کی سی ہے جو ایک ہی دریا سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ دریا کی روانی سے ہی ان کا بہاؤ جاری ہے۔ اگر دریا ہی خشک ہو گیا تو ان کا اپنا وجود کب برقرار رہے گا۔" (ص۳۴)

پھر لکھتے ہیں

۲۔ آج شومئ قسمت سے حالت یہ ہو گئی ہے کہ ملتِ اسلامیہ مختلف طبقوں اور فرقوں میں منقسم ہو کر اپنے اپنے مسلک کے تحفظ کو اسلام کی سلامتی اور استحکام کا ضامن گردان رہی ہے۔ ہر مسلک کے پیرو اس حقیقت سے کلی طور پر اغماض برت رہے ہیں کہ اگر خدانخواستہ دشمن کے ہاتھ اسلام کے دامن تک پہنچ گئے اور خاکم بدہن محمد عربی کی ملت کو اجتماعی طور پر کوئی گزند پہنچ گیا تو تمہارے مسلکوں اور فرقوں کو کون سلامتی کی ضمانت دے گا؟۔ (ص۴۴)

پھر لکھتے ہیں۔

۳۔ فرقہ پرستی کی تنگ ناؤں میں بھٹکنے والے ناعاقبت اندیش مسلمان کے لئے

marfat.com

زوالِ بغداد کی تاریخ عبرتناک منظر پیش کر رہی ہے ـــــ وزیر اعظم کی سیاست شیعہ مسلک کے گرد گھومتی تھی۔ جب کہ خلیفہ کا بیٹا ابوبکر سنی عقائد کا نقیب تھا دونوں (شیعہ و سُنی) فرقے باہم دست و گریباں تھے۔ (ص ۴۵)

پھر لکھتے ہیں۔

۴۔ اس رستاخیز بربریت کے عالم میں شیعہ اور سُنی دونوں یکساں طور پر تاتاریوں کی چیرہ دستیوں کا نشانہ بنے ـــــ اگر خدانخواستہ سرزمینِ پاک پر دشمن کے قدم پہنچ گئے اور وہ اپنے پنجے گاڑنے میں کامیاب ہوگیا تو ہمارا حشر بھی دوسروں سے مختلف نہ ہوگا پھر جو تباہی ہوگی اس میں نہ کوئی بریلوی بچ سکے گا نہ دیوبندی نہ کوئی اہلِ حدیث اور نہ کوئی شیعہ۔ (ص ۴۶)

پھر لکھتے ہیں۔

۵۔ یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ خدا اور رسول نے کسی بھی فرقے اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔ اگر کوئی اس زعم میں مبتلا ہو کہ وہ محض فلاں مسلک سے متعلق ہونے کی بنا پر جنت کا حقدار ہے تو یہ اس کی خام خیالی اور خود فریبی ہے بخشش اور مغفرت کا دارومدار کسی طبقے یا فرقے کے عنوان کی بنیاد پر نہیں بلکہ ہر شخص کے ذاتی عقیدے اور عملِ صالح کے باعث خدا کے فضل و کرم پر ہے یہ حقیقت ہے کہ وحدتِ ملی کے تصور کو فرقہ پرستی کے ہاتھوں ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے یہ لعنت ہماری زندگی کے لئے زہرِ ہلاہل کا درجہ رکھتی ہے لیکن اس سے بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ ہم نے اپنے علمی اختلافات و نزاعات کا موضوع بھی ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بنا لیا ہے۔

(ص ۵۴ - ۵۵)

marfat.com

پھر لکھتے ہیں۔

۶۔ "یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ تمام اسلامی فرقوں کے درمیان بنیادی واعتقادی قدریں سب مشترک ہیں۔ اسلامی عقائد کا سارا نظام انہی مشترک بنیادوں پر کھڑا ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی بھی کسی اور نبی یا رسول کی شریعت کا نہ انکار کرتا ہے نہ اسلام کے سوا کسی اور دین کو مانتا ہے۔ سب مسلمان توحید و رسالت، وحی اور کتب سماوی کے نزول، آخرت کے انعقاد ملائکہ کے وجود، حضور کی خاتمیت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی فرضیت وغیرہ جیسے معتقدات اور اعمال پر یکساں ایمان رکھتے ہیں اور اگر کہیں اختلاف ہے تو فروعی حد تک صرف اور وہ بھی ان کی علمی تفصیلات اور کلامی شرحات متعین کرنے میں ہے۔ اس سے عقائدِ اسلام کی بنیادوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(صفحہ ۵۹)

پھر لکھتے ہیں

۷۔ "یہ کتنی حرماں نصیبی ہے کہ آج فرزاندنِ توحید آقائے دوجہان کی اس سنت سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ فرقہ بندی کی عصبیت سے وہ راہِ راست سے بھٹک گئے اور انتشار و افتراق کی گمراہ کن راہوں میں کھو گئے ہیں انہیں اتنا بھی شعور نہیں رہا کہ ان کے مابین سب بنیادی قدریں مشترک تھیں۔" (ص ۶۰)

پھر لکھتے ہیں

۸۔ "آج کے مسلمان تو عملاً یہود سے بھی آگے گزر گئے ہیں کہ اپنے گروہی مسلکی، جماعتی اور طبقاتی مفادات کی خاطر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم وحدت کا اتنا بھی پاس نہیں رہا کہ اسلام کی کشتی میں ہر فرقہ کشتیِ ملت کے تختوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر سمندر میں پھینک رہا ہے اور کسی کو بھی اتنا خیال

marfat.com

نہیں کہ اگر خدانخواستہ یہ کشتی ڈوب گئی تو وہ بھی سب اس کے ساتھ غرق ہو جائیں گے"۔ (ص۱۶)

پھر لکھتے ہیں۔

۹۔ "آؤ ذرا ہم اپنی حالت پر غور کریں اور سوچیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو بغیر سوچے سمجھے ایک دوسرے کو کافر، مشرک، بدعتی، گستاخِ رسول، لعنتی اور جہنمی کہہ رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس تکفیر و تفسیق کی زد میں اگر سارے آگئے تو پھر مسلمان کون بچے گا؟" (ص۱۷)

پھر لکھتے ہیں۔

۱۰۔ "اسلامی تعلیمات سے والہانہ وابستگی رکھنے والا نوجوان مسلمان اپنے گردوپیش فرقہ پرستی کی دیواریں کھڑی دیکھتا ہے۔ تو وہ اسلام سے ہی بیزار ہونے لگتا ہے۔ اسے بریلویت، دیوبندیت، اہلِ حدیثیت، شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے"۔ (ص۱۱۱)

حقیقت کیا ہے؟

جناب طاہر القادری کی ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ بریلوی، دیوبندی، اہلِ حدیث اور شیعہ حضرات کے درمیان عقائد کی بنیادیں مشترک ہیں۔ ان میں کوئی اصولی اور بنیادی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ صرف فروعی اختلافات ہیں ان سے ان کے ایمان و عقیدے میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ طاہر القادری نے اس تحقیق و نقطۂ نظر میں محترم جسٹس سید محمد کرم شاہ الازہری کی پیروی کی ہے۔ کیونکہ جسٹس صاحب اس سے قبل اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں یہی کچھ لکھ چکے ہیں (ملاحظہ ہو تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ ص ۱۱)

marfat.com

موصوف نے علمائے حیدرآباد سے غلط بیانی کی

لیکن موصوف سے جب علمائے حیدرآباد نے درج ذیل سوال کیا کہ

سوال :- آپ نے ایک رسالہ (دید شنید) کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ میں وہابی اور شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔ تو پروفیسر صاحب نے جوابات میں سراسر کذب بیانی سے کام لیا۔ ملاحظہ ہو

جواب :- (پروفیسر طاہر القادری) "میرے نزدیک حضور سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گستاخ مرتد اور واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ بھی قبول نہیں (اس موضوع پر ۱۴ گھنٹے کی میری بحث جو میں نے شریعت کورٹ میں کی۔ ٹیپ پر موجود ہے) جب ایسے شخص کی نماز ہی صحیح نہیں تو میری اس کے پیچھے نماز کیسے صحیح ہوگی؟ دراصل "دید شنید" ایک رسالہ ہے اس کا انٹرویو لینے والا دوسرے فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ میں نے یہ بات شافعی حنبلی اور مالکی وغیرہ کے لئے کہی تھی اور اس نے اس میں وہابی اور شیعہ اپنی طرف سے لگا دیا۔ ہم نے اس رسالہ کے خلاف کارروائی کی ہے اور اب اس کا ڈیکلریشن منسوخ ہو گیا ہے۔" (مراسلہ صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نقشبندی مہتمم و مفتی رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میدان حیدرآباد سندھ بنام راقم الحروف صدا مورخہ ۲۹-۱۰-۸۷۔ بحوالہ مذاکرہ علمائے حیدرآباد و طاہر القادری مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۷ء بروز پیر) یہ مذاکرہ سوالات و جوابات ٹیپ کیا گیا۔ جس کا متن راقم کو بھیجا گیا۔

marfat.com

پروفیسر صاحب کے متعدد جھوٹ

پروفیسر صاحب نے حسبِ عادت یہاں بھی علمائے حیدر آباد کے سامنے متعدد جھوٹ بولے اور غلط بیانی سے کام لیا۔ ایک تو یہ کہ" دید شنید" کے انٹرویو لینے والے نے اپنے سوالات میں کہیں بھی حنبلی اور مالکی وغیرہ کا تذکرہ نہیں کیا اور اسے اس کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ ہمارے ملک میں حنبلی اور مالکی مساجد اور ان کے ائمہ ہی نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے پیچھے نمازوں کے جواز یا عدم جواز پر یہاں کبھی سوال پیدا ہوا سوال تو ہمیشہ بریلوی، دیوبندی اور شیعہ کے پیچھے نمازوں کی ادائیگی کا ہی کیا جاتا ہے چنانچہ اس نے یہی سوال کیا ملاحظہ ہو۔

سوال:۔ اسلام کو سب سے زیادہ نقصان فرقہ واریت نے پہنچایا لیکن آپ خود ایک سیاسی اور مذہبی فرقہ سے منسلک ہو گئے ہیں۔ جسے حضور کی زیارت اور ان سے دودھ کا پیالہ لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے ملا تھا۔ وہ ایسے نقصان دہ عمل میں کیسے شریک ہو سکتا ہے؟۔

جواب:۔ (طاہر صاحب) یہ آپ کا سوال غلط فہمی پر مبنی ہے۔ میں بچپن سے آج تک کسی سیاسی یا مذہبی فرقے سے منسلک نہیں رہا۔ میں فرقہ داریت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں کسی فرقہ کا نہیں بلکہ حضور کی امت کا نمائندہ ہوں۔ میرا دین فرقے کا دین نہیں بلکہ اسلام ہے۔ میں کسی سیاسی جماعت یا مذہبی فرقے کی پالیسی سے اختلاف یا اتفاق کا پابند نہیں ہوں میں اچھائی کو پسند اور برائی کو ناپسند کرتا ہوں۔ بعض فرقے مذہبی اور سیاسی اعتبار سے منظم ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ اسلام کی خدمت کا کام کسی اور کے ہاتھ سے بھی ہو ہمارے کام سے حسد کر کے ہمیں فرقہ داریت سے منسلک کرتے ہیں ہم صرف

marfat.com

خدا اور رسول سے منسلک ہیں۔

سوال :- "آپ شیعہ، سُنی اور وہابی علماؑ کے پیچھے نماز پڑھنا پسند کرتے ہیں؟

جواب :- پسند کیا میں جب بھی موقع ملے پڑھتا ہوں۔ یہاں اتفاق مسجد میں شیعہ سے لے کر وہابی تک سب لوگ آتے ہیں۔ اسی لئے آتے ہیں کہ یہاں محبت اور اخوت کا پیغام دیا جاتا ہے۔ اگر نفرتوں کا پیغام دیا جائے تو صرف ایک فرقہ کے لوگ ہی آئیں گے۔" (دید شنید پندرہ روزہ ۴ تا ۱۹ اپریل ۱۹۸۶ء صفحہ ۲۸)

اگر طاہر صاحب کے اس جواب کو جو انہوں نے علماؑ حیدرآباد کو دے کر مطمئن کر دیا ان کے انٹرویو کے سیاق و سباق کی روشنی میں دیکھا جائے تو وہ تاویلِ باطل اور کذب بیانی کے سوا کچھ قرار نہیں پاتا۔ نیز اس میں دوسرا جھوٹ یہ فرمایا کہ ہم نے رسالہ مذکورہ "دید شنید" کے خلاف کارروائی کی۔ تیسرا جھوٹ یہ کہ اس کارروائی کے نتیجے میں اس کا ڈیکلریشن منسوخ ہو گیا حالانکہ وہ باقاعدہ چھپتا ہے اور اس کا ڈیکلریشن اس دوران منسوخ ہی نہیں ہوا۔

marfat.com

طاہر صاحب کا رسالہ دید شنید پر بہتان اور اس کا جواب

پھر دید شنید پر یہ بھی بہتان لگا دیا کہ اس نے ان کے انٹرویو میں حنبلی و مالکی کی جگہ وہابی اور شیعہ لکھ دیا۔ کیونکہ جب بعض لوگوں نے اس کے ایڈیٹر سے رابطہ قائم کیا اور کہا کہ تم نے طاہر القادری کے انٹرویو میں ڈنڈی ماری ہے (یعنی اسے اپنی طرف سے گھٹا بڑھا کر شائع کیا)، تو دید شنید نے درج ذیل جواب اس کے بعد ہی شائع کیا۔

"ہمارے دل میں مولانا طاہر القادری کی بہت عزت ہے اسی لئے ہم نے ان کا انٹرویو شامل اشاعت کیا۔ لیکن انٹرویو کی اشاعت کے بعد ہم سے بات کئے بغیر انہوں نے (وزیر اعلیٰ پنجاب کی تعریف و توصیف میں کہے ہوئے الفاظ سے متعلق) جس انداز میں وضاحت شائع کرائی۔ اس سے ہمیں بے حد افسوس ہوا۔ ہمارے پاس مولانا صاحب کے انٹرویو کا کیسٹ محفوظ ہے جو کوئی جب چاہے آکر وہ کیسٹ سن سکتا ہے اور اندازہ کر سکتا ہے کہ ہم نے کہاں تک ڈنڈی ماری ہے"۔

ایڈیٹر

(رسالہ دید شنید جلد ۱ شمارہ نمبر ۲۵ تا ۱۷ مئی ۱۹۸۶ء)

نیز طاہر القادری صاحب نے ایران کا دورہ کیا تو وہاں شیعہ اماموں کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ جامعہ المنتظر، ماڈل ٹاؤن لاہور میں شیعہ مسلک کا دار العلوم ہے اس کے مدرس سید بختیار حسین سبزواری کے ساتھ وہاں ایران میں ان کی ملاقات ہوئی اور انہوں نے راقم کو خود ہی طاہر صاحب کے بارے میں ایک میٹنگ کے دوران بتایا کہ طاہر صاحب بڑے وسیع القلب ہیں۔ کیونکہ وہ میرے (سبزواری صاحب کے) ساتھ ایران میں شیعہ

marfat.com

اماموں کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے اور سبزواری صاحب نے ان کی ترجمانی کے فرائض
بھی انجام دیئے۔ یعنی طاہر صاحب اردو میں بات کرتے تھے اور سبزواری صاحب اس
کا فارسی میں ترجمہ کرتے تھے۔ علاوہ ازیں امام کعبہ جو وہابی عقیدہ کے ہیں جب جھنگ
میں گئے تو طاہر صاحب نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر ڈنمارک میں مولوی ادریس دیوبندی
وہابی کے پیچھے نماز پڑھی۔ ڈنمارک کے علماءِ اہلسنت اس بات کے گواہ ہیں اور انہوں
نے پاکستان میں خطوط بھیجے جس میں طاہر صاحب کے بارے میں یہ شکوہ کیا۔ ان خطوط
کی کاپی راقم کے پاس موجود ہے۔ جسے مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب کی سرپرستی میں
نکلنے والے اہلسنت کے ماہنامہ رضائے مصطفٰے نے بھی شائع کیا۔ پھر خود موصوف
مدظلہ العالی نے اسے اپنی کتاب "خطرہ کی گھنٹی" میں بھی شائع کیا۔ پھر طاہر صاحب کا
مولانا تقدس علی خاں علیہ الرحمۃ کے خط کے جواب میں اور علماء حیدر آباد کے جواب
میں یہ کہنا کہ انہوں نے جو اپنی کتاب "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے" میں لکھا ہے کہ

"تمام اسلامی فرقوں کے درمیان بنیادی واعتقادی قدریں سب مشترک ہیں"
اور یہ کہ "اختلافات فروعی حد تک ہیں"

اور دید شنید کے انٹرویو کے بارے یہ کہنا کہ اس سے ان کی مراد حنفی، شافعی و
مالکی وحنبلی ہیں۔ قطعاً جھوٹ اور صریح و واضح کذب بیانی ہے۔ کیونکہ

۱۔ ہمارے ملک میں حنفی، شافعی و مالکی وحنبلی کا کوئی جھگڑا نہیں بلکہ طاہر صاحب
کا اپنی کتاب "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے" میں بغداد کے حوالے سے شیعہ وسنی کا
ذکر کرنا ہی خود ان کی اس تاویل فاسد اور غلط بیانی کو بے نقاب کر رہا ہے

۲۔ اس کتاب میں کہیں بھی ان فقہی مسالک کا تذکرہ نہیں۔ پھر ہم نے اس کی
کتاب "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے" سے جو عبارات نمبروار درج کی ہیں
وہ ان فقہی مسالک پہ ہرگز صادق نہیں آتیں۔ ورنہ ہم سوال کرتے ہیں کہ

marfat.com

۳۔ کیا حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہا اپنے اپنے مسلک کے تحفظ کو اسلام کی سلامتی اور استحکام کا ضامن گردانتے ہیں

۴۔ اور کیا وہ فرقہ پرستی تنگناؤں میں بھٹک رہے ہیں۔

۵۔ کیا یہ فقہی مسالک اپنے علمی اختلافات و نزاعات کا موضوع ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بنائے ہوئے ہیں۔

۶۔ کیا وہ فرقہ بندی کی عصبیت کی وجہ سے راہِ راست سے بھٹک گئے ہیں؟ اور انتشار و افتراق کی گمراہ کن راہوں میں کھو گئے ہیں؟

۷۔ کیا وہ یہود سے بھی آگے گزر گئے ہیں

۸۔ کیا وہ ایک دوسرے کو کافر و مشرک، بدعتی، گستاخِ رسول، لعنتی اور جہنمی کہہ رہے ہیں؟

پھر طاہر صاحب کا یہ لکھنا کہ

۹۔ "اسلامی تعلیمات سے والہانہ وابستگی رکھنے والا نوجوان مسلمان اپنے گرد و پیش فرقہ پرستی کی دیواریں کھڑی دیکھتا ہے تو وہ اسلام سے بیزار ہونے لگتا ہے۔ اسے بریلویت، دیوبندیت، اہلحدیثیت، شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔ (صفحہ ۱۱)

کیا ان کی اس تاویل فاسد کے لئے کوئی گنجائش چھوڑتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ کیا طاہر صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ" بریلویت سے وحشت ہونے کی وجہ کیا ہے بریلوی علماء کرام نے کونسا قصور کیا ہے جس کی پاداش میں آپ ان کے مسلک کو وحشتناک قرار دے رہے ہیں اور باطل کے ساتھ حق کو بھی لائق گردن زنی قرار دے رہے ہیں اور تعجب یہ کہ اس کے باوجود بھی سنی عوام کو دھوکہ دینے کو کہے جا رہے ہیں کہ میرے اور اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے مسلک میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے۔

marfat.com

غرضیکہ طاہر القادری صاحب بڑی ڈھٹائی کے ساتھ سادہ لوگوں کو بے وقوف بنائے
جا رہے ہیں اور سنی عوام پر تعجب ہے جو آنکھیں بند کئے موصوف کی ہاں میں ہاں ملائے
جا رہے ہیں اور ان پر اپنی دولت پانی کی طرح بہاتے جا رہے ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔

سُنی اور غیر سُنی کے درمیان اختلافات فروعی نہیں اصُولی ہیں

اہلِ سنت اور غیر اہلِ سنت خواہ وہابی (دیوبندی ہوں یا غیر مقلد اہلِ حدیث)
کہلانے والے ہوں یا شیعہ۔ ان کے درمیان اختلافات صرف فروعی نہیں اصولی
اور بنیادی بھی ہیں۔

مخالفین اہلسنت اور اِن کے عقائد

اب ہم مخالفین اہلسنت اور ان کے عقائد خود ان کی اپنی کتابوں کے حوالوں
سے سپرد قلم کرتے ہیں۔ تاکہ عوام اہلسنت پروفیسر طاہر القادری ایسے لوگوں کے اِس
جاہلانہ نقطۂ نظر سے ہوشیار رہیں کہ اِن کے اور اہلسنت کے درمیان عقائد میں بنیادی
اختلافات نہیں ہیں۔

—.—.—.—.—.—

تہتر اسلامی فرقے

امام ترمذی علیہ الرحمۃ اپنی صحیح ترمذی میں بسند خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ ع[نہ]
سے روایت کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال "تفرقت الیھود علی احدی وسبعین فرقۃ او اثنتین وسبعین فرقۃ" والنصاریٰ مثل ذلک وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارش[اد] فرمایا کہ یہود اکہتر یا بہتر فرقوں م[یں] بٹ گئے اور نصاریٰ اسی طرح میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

(صحیح ترمذی ج ۲ ص ۸۸/۸۹)

امام ترمذی اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو اور عوف بن مالک سے بھی روایت ہے اور حضرت ابوہریرہ کی یہ حدیث حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کے بعد امام ترمذی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ وا[لی] حدیث کو بسند خود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میری اُمت پر ضرور ضرور وہ وقت آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا۔ بالکل اسی طرح یہاں تک کہ ان میں سے وہ بھی تھے جنہوں نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدکاری کی اور میری امت میں سے ایسا ہوگا جو یہ کام بھی کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں

marfat.com

بٹ جائے گی سب کے سب دوزخ میں جائیں گے مگر ایک فرقہ۔ صحابہ نے عرض کی مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ؟ اے خدا کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ کونسا فرقہ ہوگا؟ فرمایا یہ وہ فرقہ ہوگا جو میرے اور میرے صحابہ کے مسلک کا ہوگا۔ (صحیح ترمذی ج ۲ ص ۸۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل سنت وجماعت بھی ایک فرقہ ہے، جو کہتے ہیں کہ ہم (اہلِ سنت) فرقہ نہیں ہیں وہ اس حدیث پر غور کریں۔

امام ترمذی اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن، غریب مفسر ہے۔ ہم اسے اسی طریق سے ہی پہچانتے ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ کا اس حدیث کو غریب کہنا اس بنا پر ہے کہ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی راوی ہیں اور وہ ضعیف ہیں اور اسے حسن اس لحاظ سے قرار دے رہے ہیں کہ اس باب میں دوسرے راویوں سے بھی ایسی احادیث مروی ہیں جن سے اسے تقویت پہنچتی لہٰذا یہ ضعیف سے ترقی کر کے حسن ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرو والی اس حدیث کو امام حاکم نیشاپوری علیہ الرحمۃ نے اپنی مستدرک میں بھی بسند خود روایت کیا ہے۔ اس میں آخر میں یہ الفاظ ہیں "مَا اَنَا عَلَیْهِ الْیَوْمَ وَاَصْحَابِیْ" یعنی ان تہتر میں سے جنتی فرقہ وہ ہوگا جو اس مسلک پر ہوگا جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔

امام ابوداؤد نے اس حدیث کو اپنی صحیح کی کتاب السنۃ میں بسند خود مجملاً ابوہریرہ سے اور مفصلاً ومفسراً حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے روایت کیا اس کے الفاظ کریمہ درج ذیل ہیں کہ آپ ہم میں کھڑے ہوئے پھر فرمایا کہ

"الا ان من قبلكم من	خبردار بے شک تم سے پہلے جو اہلِ
اهل الكتاب افترقوا على	کتاب میں بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور یہ
ثنتين وسبعين ملة وان هذه	ملت (میری امت) تہتر فرقوں میں بٹ

marfat.com

الملة ستفترق علی ثلاث وسبعین ثنتان و سبعون فی النار وواحد فی الجنة وھی الجماعة۔ وزاد ابن یحیی و عمرو فی حدیثیھما وانه سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بھم تلک الاھواء کما یتجاری الکلب لصاحبه وقال عمرو بصاحبه لایبقی منه عرق ولامفصل الادخله	جائے گی، بہتر فرقے دوزخ میں اور ایک جنت میں جائے گا اور وہ (جنتی گروہ) جماعت ہے۔ اور ابن یحیی و عمرو نے اپنی دونوں حدیثوں میں اس قدر الفاظ زائد روایت کئے (آپ نے فرمایا) کہ میری امت میں کئی فرقے پیدا ہوں گے۔ جن میں یہ خواہشات (گمراہانہ عقائد) اسی طرح سرایت کر جائیں گی جس طرح ہڑک والے میں ہڑک (کتے کے کاٹنے سے جو دیوانگی بیماری ہوتی ہے) سرایت کر جاتی ہے کہ کوئی اس کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ باقی نہیں رہتا جس میں وہ داخل نہ ہو جائے
(سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۷۵) و مستدرک ج ۱ ص ۱۲۸ - ۱۲۹)	

اس حدیث کو امام ابن ماجہ قزوینی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی صحیح میں بسند خود حضرت ابوہریرہ سے اجمالاً اور حضرت عوف بن مالک سے تفصیلاً و تفسیراً روایت کیا۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"یہودیوں کے اکہتر (۷۱) فرقے ہوئے ان میں سے ایک جنتی اور ستر دوزخی ہوئے اور نصاریٰ کے بہتر (۷۲) فرقے ہوئے اور ایک جنتی بنا اور مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے۔ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے پس ایک جنت میں جائے گا اور بہتر (۷۲) دوزخی ہوں گے۔ عرض کی گئی۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! وہ جنت میں جانے والا فرقہ کون سا ہوگا؟ فرمایا۔ الجماعة "یعنی جماعت" اس کے بعد

marfat.com

امام ابن ماجہ نے اس حدیث کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا۔ (صحیح ابن ماجہ صہ۲۸۷)

اور اس امت کے تہتر فرقوں میں بٹ جانے، بہتر کے دوزخ اور ایک کے جنت میں جانے کے متعلق حدیث سنن دارمی میں بھی حضرت معاویہ سے مروی ہے (ج ۲ صہ ۱۵۸)

جنتی فرقہ صرف اہلِ سُنّت وجماعت ہے

نیز امام علامہ، زاہد ناسم، فقیہہ امت اور محدثِ ملت امام ابو اللیث نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی علیہ الرحمۃ متوفی ۳۹۳ھ اسی حدیث تفرقہ کو اپنی مشہور کتاب تنبیہہ الغافلین میں نقل کرتے ہیں۔ اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ

وواحدۃ فی الجنۃ قالوا یارسول اللہ ماھذہ الواحدۃ؟ قال اھل السنۃ والجماعۃ۔ (تنبیہہ الغافلین صہ ۲۰۱)

وہ تمام فرقے دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! وہ جنتی گروہ کونسا ہوگا؟ فرمایا اہلِ سنت وجماعت

امام حاکم کی مستدرک میں اسی حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کر کے فرماتے ہیں۔

ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ (المستدرک ج ۱ صہ ۱۲۸)

(ترجمہ) یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔

marfat.com

ہمارے ملک کے باطل فرقے

اور ہمارے ملک کے مشہور فرقے جو فرقہ ناجیہ یعنی اہل سنت وجماعت کے مقابلہ میں ہیں۔ ان میں دیوبندی فرقہ ہے۔ جن کا عقیدہ تفصیل سے علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ نے الحق المبین میں بیان فرما دیا ہے۔ اس فرقے کے بانی جناب محمد قاسم نانوتوی و رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ ہر برا کام کر سکتا ہے۔ مگر ایسا کرنے سے وہ خود ہی بچتا ہے تاکہ اس کی شانِ تقدیس مجروح نہ ہو جائے۔ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اردو زبان کا فیضان مدرسہ دیوبند سے حاصل کیا اور علماء دیوبند سے آپ کو اردو زبان بولنا آگئی۔ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے فرشتۂ موت اور شیطان کا علم زیادہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی پتہ نہ تھا۔ جب کہ شیطان کو پورے روئے زمین کا محیط علم حاصل ہے۔ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو علم غیب ہے یعنی خدا کے علوم کا بعض "ایسا علم غیب تو تمام جانوروں، بچوں اور پاگلوں کو بھی حاصل ہے" (معاذ اللہ) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے" (معاذ اللہ) اور یہ کہ قرآن کی آیت " ولکن رسول اللہ وخاتم النبین "کے معنی آخری نبی کے کرنا عوام کے خیال کے مطابق ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ کے اعتبار سے آخری نبی ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کوئی قابلِ تعریف بات نہیں" درحقیقت آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے آخری نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) درجہ اور مرتبہ میں آخری ہستی ہیں۔ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی اور نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کوئی فرق نہ آئے گا اور یہ کہ حضور

marfat.com

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے علاوہ چھ خاتم النبیین (آخری نبی) اور بھی ہیں۔ اور یہ کہ "رحمۃ للعالمین" (ساری کائنات کے لئے رحمت ہونا) ہر نیک آدمی ہو سکتا ہے اور یہ کہ اشرف علی تھانوی صاحب کے فلاں مرید جو عالم بھی تھے اپنے پیر تھانوی صاحب کے حق میں جوش عقیدت میں آکر "اللھم صل علیٰ نبینا اشرف علی" "اے اللہ ہمارے نبی اشرف علی تھانوی پر درود بھیج" پڑھ لیا یا پڑھتے رہے تو کوئی بات نہیں اور یہ کہ نماز میں حضور کے خیال کا آنا گدھے گھوڑے کے خیال سے بھی برا ہے بلکہ اس سے نماز بھی ٹوٹ جائے گی۔ یہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے جو یہ ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ براہین قاطعہ، حفظ الایمان، تحذیر الناس و بلغۃ الحیران اور تقویۃ الایمان وغیرہ۔

دوسرا فرقہ جماعتِ اسلامی ہے۔ اس کے بانی کے عقائد بھی علماء دیوبند کے سے تھے مگر کچھ زائد مثلاً حنفی، شافعی، سُنی، دیوبندی، سب اُمتیں (گروہ) جہالت کی پیداوار ہیں اور یہ کہ اسلامی نظام ہمیں ریگستانِ عرب کے ایک ان پڑھ چرواہے نے دیا ہے (معاذ اللہ) (پردہ، خطبات و تجدید و احیاء دین وغیرہ)

تیسرا فرقہ شیعہ ہے یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا صحابی و خلیفہ نہیں مانتے اور نہ ہی حضرت عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم کو مانتے ہیں بلکہ ان کو منافق و مرتد کہتے ہیں اور ان بزرگوں کو بھلا بُرا کہنے کو جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ قرآنِ کریم کو ناقص قرار دیتے ہیں۔ ائمہ اہلِ بیت کو جنہیں یہ ائمہ معصومین کہتے ہیں، انہیں انبیاء و مرسلین سابقین علیہم السلام سے افضل ٹھہراتے ہیں (ملاحظہ ہو عقائد شیعہ و رجال کشی و احتجاج طبرسی و مجمع البیان وغیرہ)

چوتھا فرقہ قادیانیوں کا ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا مسلمان، مجدد بلکہ ایک گروہ تو اسے نبی بھی مانتا ہے۔ یہ مشہور چار فرقے ہیں ان کے ساتھ اہلِ سنت کا اصُولی اختلاف ہے۔ ان مندرجہ بالا عبارتوں اور عقیدوں کو جو کفریہ ہیں۔

marfat.com

کفر بھی اور ان کے قائلین کو اس کا مرتکب قرار نہ دینا بلکہ ان کو فروعی اختلافات قرار دینا بجائے خود ایمان سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے۔ طاہر القادری جو اتحاد کا درس دیتے ہیں اور فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے نعرہ بلند کئے ہوئے ہیں بجائے خود ایک فرقہ بن رہے ہیں اور مسلک اہلِ سنت سے قطعاً و یقیناً خارج ہو کر راہِ راست سے دور جا چکے ہیں جو اس کی کتابیں پڑھ کر ان خیالات سے جن کے راقم نے حوالے پیش کئے ہیں آگاہ ہو کر اس کو سنی حنفی سمجھے وہ بھی سنی حنفی نہیں بلکہ اس کی طرح بھٹکا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو صحیح سمجھ دے بلکہ ہم تو سب فرقوں کے لئے دُعا کرتے ہیں کہ ان کو خدا تعالیٰ ہدایت دے اور نارِ جہنم میں لے جانے والے عقائد سے توبہ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ے

وفاداری مرا شیوہ، جفا کاری شعار ان کا
میں اپنی سی کہے جاؤں وہ اپنی سی کئے جائیں۔

مختلف فرقوں کے عقائد کی تفصیل

اب ان مختلف فرقوں کے عقائد کی کچھ تفصیلات پیش کی جاتی ہیں۔ جن سے مزید واضح ہو جائے گا کہ طاہر القادری کا اپنی کتاب "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے" میں یہ کہنا کہ "تمام اسلامی فرقوں میں کوئی اصولی اختلاف نہیں بلکہ فروعی اختلاف ہے" سراسر غلط ہے بلکہ ثابت ہو جائے گا کہ اہل سنت اور دیگر فرقوں کے درمیان اختلاف فروعی ہی نہیں بلکہ عقائد کے بہت سے مسائل میں اصولی و بنیادی اختلاف بھی ہے۔

marfat.com

تہتر فرقوں کے نام و عقائد

مواقف و شرح مواقف و شرح مقاصد میں تہتر فرقوں کے نام و عقائد تفصیل سے درج ہیں پھر وہاں سے دیگر محققین نے اپنی اپنی کتابوں میں ان سب کا تذکرہ کیا ہے کسی نے اجمال کے ساتھ اور کسی نے تفصیل سے، اردو میں بھی اس پر کئی ایک کتابیں لکھی گئی ہیں اجمالاً بھی اور تفصیلاً بھی، اس سلسلے میں "مذاہب اسلام" سب سے عمدہ کتاب ہے، اردو زبان میں اس سے بہتر کتاب کوئی نہیں، شاید یہ اولین کوشش ہو گی اور آخرین بھی۔ یہ حضرت علامہ و محقق و مورخ مولانا محمد نجم الغنی خاں رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔

حضرت موصوف کا ۱۳۵۱ھ بہ مطابق ۱۹۳۲ء ۳۰ جون اور یکم جولائی کی شب میں انتقال ہوا۔ حضرت موصوف دنیائے اسلام اور دنیائے علم و ادب میں مانی ہوئی شخصیت تھے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ آپ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ان کی تحقیق کی تعریف فرماتے اور شبلی نعمانی ان کی علمی جلالت و وجاہت سے اس قدر متاثر تھے کہ ان سے ملنے کے لئے ان کے مکان پر جاتے تو اہل محلہ کو حضرت علامہ نجم الغنی کے مقام کا اندازہ ہوتا، اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین انکی یہ کتاب "مذاہب اسلام" رضا پبلی کیشنز مین بازار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور نے شائع کر کے اہل علم و تحقیق پر بڑی نوازش فرمائی ہے۔ جو صاحب تمام اسلامی فرقوں کی تاریخ اور ان کے عقائد کا تفصیلی مطالعہ کرنا چاہیں وہ اس کتاب کی طرف رجوع کریں، راقم حضرت علامہ امام علی بن سلطان القاری علیہ رحمۃ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ کی کتاب "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" کے حوالے سے عربی زبان میں ہے۔ اردو میں خلاصہ سپرد قلم کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

فرقہ ناجیہ اہلِ سنت ہیں

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فرقہ کو ناجی و جنتی قرار دیا۔ ان سے آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہوں گے، میرے بعد میری اور میرے صحابہ خلفائے راشدین کی سنت پر چلنے والے ہوں گے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فرقہ ناجیہ (جنتی گروہ) اہلسنت وجماعت ہیں اور اس کی وضاحت میں کہا گیا ہے کہ مفہوم حدیث یہ ہے کہ جنت والے وہ ہیں جو میرے اور میرے صحابہ کے عقیدہ و قول و فعل پر چلنے والے ہوں گے، پس بلا شبہ اسبات کا پتہ (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا عقیدہ و قول و فعل کیا ہے) علمائے اسلام کے اجماع سے ہی چل سکتا ہے، سو جس پر علمائے اسلام (علماء اہلسنت) ہیں وہی حق ہے اور جو کچھ اس کے علاوہ ہے باطل ہے اور معلوم ہوا کہ گمراہ فرقوں کی بنیاد آٹھ فرقے ہیں، پھر باقی ان سب سے نکل کر کل بہتر ہو جاتے ہیں۔ ایک معتزلہ فرقہ ہے، جن کا عقیدہ ہے کہ بندے اپنے اعمال کے آپ ہی خالق ہیں اور وہ قیامت کے دن دیدارِ الٰہی ہونے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ نیکوں کو ثواب اور بروں کو عذاب دینا خدا پر واجب و فرض ہے اور اس فرقہ کے لوگ اپنے ان عقائد میں بیس گروہوں میں بٹ گئے لہٰذا یہ گمراہ فرقے بیس ہوئے۔

۲۔ دوسرا فرقہ شیعہ (رافضیوں کا فرقہ) ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں افراط و غلو کرتے ہیں اور یہ آپس میں بائیس فرقوں میں بٹ گئے۔

۳۔ تیسرا فرقہ خارجیوں کا ہے، جو رافضیوں وشیعوں کے برعکس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان گھٹاتے ہیں اور ان کی تکفیر تک کرتے ہیں اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کی بھی تکفیر کرتے ہیں۔ (اسے کافر ٹھہراتے ہیں)۔ اور یہ فرقہ پھر بیس فرقوں میں بٹ گیا۔

marfat.com

۴ - چوتھا فرقہ مرجئہ ہے، جن کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ کچھ نقصان نہیں پہنچاتا۔ جیسے کفر کے ساتھ نیک عمل کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ یہ فرقہ آپس میں پھر پانچ گروہوں میں تقسیم ہو گیا۔

۵ - پانچواں فرقہ نجاریہ ہے یہ فرقہ افعال میں اہلسنت کے موافق ہے اور صفات باری تعالےٰ کے انکار اور کلام الٰہی کے مخلوق قرار دینے میں فرقہ معتزلہ کے ساتھ ہے۔ اور یہ دو گروہوں میں بٹ گئے۔

۶ - چھٹا فرقہ جبریہ ہے، یہ بندے کو مجبور محض قرار دیتے ہیں، اس کا ایک ہی فرقہ ہے۔

۷ - ساتواں فرقہ مشبہہ ہے، مشبہہ تشبیہ ہے اور تشبیہ کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ مشابہ قرار دینے کے ہیں، یہ فرقہ اللہ تعالےٰ کو مخلوق کے ساتھ جسمانیت میں مشابہ قرار دیتا ہے یعنی جیسے بندوں کا جسم ہے، ایسے ہی خدا تعالیٰ کا جسم ہے اور یہ حلول کے بھی قائل ہیں، یعنی اللہ تعالےٰ بندوں کے جسم کے اندر حلول کئے ہوئے ہے یعنی اُن میں اترا ہوا ہے یہ بھی ایک فرقہ ہے

میزان ان کا میزان کیجئے معتزلہ بیس ۲۰ شیعہ بائیس ۲۲، خارجیہ بیس ۲۰ مرجئہ پانچ ۵، نجاریہ تین ۳، جبریہ ایک اور مشبہہ ایک یہ گمراہ فرقے بہتر ہوئے اور ان کے بعد باقی جس قدر فرقے ہیں، ان سب کی کڑیاں ان کے ہی ساتھ ملتی جلتی ہیں اور ملتی جائیں گی۔ مثلاً دیوبندی فرقہ بعض عقائد میں معتزلیہ سے اور بعض میں شیعہ سے اور بعض میں خارجیوں سے اور بعض مسائل میں جبریہ سے اور بعض میں مشبہ سے، غرضیکہ دیوبندی مذہب کسی گمراہ فرقے کو نہیں چھوڑتا ہر ایک کے عقائد سے کچھ نہ کچھ حصّہ گمراہی کا ضرور لیتا ہے۔ اور غیر مقلد یعنی اہل حدیث کہلانے والے وہابیوں کے مذہب کی

marfat.com

کڑی بھی اسی طرح خارجیوں، معتزلیوں اور دیگر گمراہ فرقوں سے بھی جا ملتی ہے

فرقہ ناجیہ البتہ ایک تہترواں فرقہ، فرقۂ ناجیہ اہلسنت وجماعت ہے جو بفضلہٖ تعالٰے جنتی ہیں، امام علی بن سلطان محمد القاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔

فتلک اثنان وسبعون فرقۃ کلھم فی النار والفرقۃ الناجیۃ ھم اھل السنۃ البیضاء المحمدیۃ والطریقۃ النقیۃ الاحمدیۃ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۰۴)

ترجمہ: پس یہ بہتر فرقے ہیں کل کے کل دوزخ میں جائیں گے اور فرقہ نجات پانے والا وہ اہلِ سنتِ بیضاء محمدیہ اور صاف ستھرے طریقہ احمدیہ والا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوب نمبر ۶۹ میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ: "نجات کا راستہ اہلِ سنت وجماعت (خدا تعالےٰ اُن کی کثرت کرے) کی اقوال وافعال واصول وفروغ میں پیروی کرنا ہے۔ پس بیشک فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت ہے اور ان کے سوا دوسرے فرقے تباہی وبربادی کی زد میں ہیں اور ہلاکت کے کنارے پر پہنچے ہوئے ہیں، کوئی آج اس کو سمجھے یا نہ سمجھے لیکن کل روز قیامت اُسے ہر ایک جان لے گا۔ لیکن اس وقت کا جاننا فائدہ نہ دے گا۔ اے اللہ ہمیں اس سے قبل خبردار کردے کہ موت آکر ہمیں خبردار کرے۔ آمین (مکتوبات ج ۱ صفحہ ۱۰۰ طبع ترکی)

تین اہم فریضے پھر مکتوب نمبر ۱۷ میں فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر تین اہم فریضے عائد ہوتے ہیں۔

marfat.com

"سب سے پہلے ہر مسلمان کہلانے والے پر فرض ہے کہ وہ فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کے خیالات وافکار کے مطابق اپنے عقائد کی تصیح کر لے اور دوسرا اہم فریضہ یہ ہے کہ اس فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کے مجتہدین کی آراء وافکار کے مطابق احکام شرعیہ پر عمل کرے اور تیسرا فریضہ یہ ہے کہ اپنے دل کو اس فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کے صوفیہ کرام کے طریقہ کے مطابق پاک کرے اور اپنے آپ کی اصلاح کرے اور اپنے آپ کو سنوارے اور اس آخری رکن کی فرضیت استحسانی (زائد) ہے پہلے دو فرائض کے برعکس، کہ وہ دونوں پہلے ایسے رکن ہیں کہ اسلام کی بنیاد ان دونوں رکنوں کے ساتھ مربوط ہے۔

الخ (ج ۱ ص ۱۵۷/۱۵۸)

پھر فرماتے ہیں ۷۳ فرقوں میں سے جنتی فرقہ اہلسنت وجماعت ہے اور باقی فرقے دوزخی ہیں اور قابل مذمت۔ فرقۂ ناجیہ علماء اہلسنت وجماعت ہیں۔ (ج ۱ ص ۱۷۶ مکتوب نمبر اسی)

پھر مکتوب نمبر ۲۱۳ میں فرماتے ہیں کہ

"علماء اہلسنت وجماعت ہی فرقہ ناجیہ (جنتی گروہ) ہیں ان کی متابعت وپیروی کرنا چاہیئے اور غیر سنی علماء، علماء سُو (گمراہ علماء) ہیں جو علم کو ذلیل دنیا کے حصول کا ذریعہ بنائے پھرتے ہیں (محض دنیوی مفاد کے لئے اپنے عقائد چھوڑ دیتے یا عقائد میں ڈھیلے جاتے ہیں۔) (ج ۱ ص ۲۴۲)

فرقہ ناجیہ اور جماعت امام احمد اور امام ابوداؤد نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔

marfat.com

وان ھذہ الامۃ ستفترق علی ثلث وسبعین فرقۃ ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ (سنن ابی داود ج ۲ ص ۲۷۵)

اور بے شک یہ اُمت عنقریب ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ بہتر دوزخ میں ہیں اور ایک جنت میں اور وہ (جنتی فرقہ) جماعت اہلسنت ہے۔

اور واضح ہو کہ بہتر فرقوں کا دوزخ میں جانا عقائد کی خرابی سے ہوگا۔ اور وہ سب کے سب یعنی ان کا ہر ایک فرد دوزخ میں جائے گا۔ اور اہل سنت کے بعض گناہگار غیر تائب عملی کوتاہی کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے اور عقائد کی خرابی کا عذاب عمل کی خرابی سے زیادہ سخت ہوگا۔ اور اگر اعتقاد کی خرابی کفر کی حد تک ہوگی جیسے روافض (شیعہ) ومرزائی اور وہابیہ جنہوں نے اپنی کتابوں میں اللہ تعالی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گستاخیاں اور بے ادبیاں کیں۔ اور ضروریات دین کے منکر ہوئے وہ کفر وارتداد کی وجہ سے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

(اعاذنا اللہ من شرورِھم)

marfat.com

فرقۂ معتزلہ

فرقۂ معتزلہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ انہوں نے یہ نیا عقیدہ گھڑا کہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب نہ تو مؤمن رہتا ہے۔ اور نہ ہی کافر ہوجاتا ہے، بلکہ وہ ایمان اور کفر کے درمیان ہوتا ہے۔ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کو جب ان کے اس عقیدہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا "هٰؤُلَاءِ اعْتَزَلُوْا"، یعنی یہ لوگ اجماعِ اسلام سے کنارہ کش ہو گئے، جب سے ان کا نام "معتزلہ"، رکھا گیا، یعنی مسلمانوں کے ایک اجماع اور متفق علیہ عقیدہ سے منحرف ہونے والے کیونکہ صحابہ و تابعین کا اسبات پر اجماعِ و اتفاق چلا آرہا تھا کہ مکلف (انسان ہو جن) یا مؤمن ہے یا کافر، ان کا یہ عقیدہ اس اجماع کے خلاف تھا، (کما فی مذاہب الاسلام صفہ ۱۰۱) شرح عقائد میں ہے، کہ اس مذہب کا بانی واصل بن عطاء حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا، تو جب اس نے اہل اسلام کے اجماعی و متفق علیہ عقیدہ کے برعکس یہ نیا عقیدہ اختیار کیا تو امام صاحب نے اسے یہ کہکر "اِعْتَزِلْ عَنَّا"، کہ ہم سے الگ ہو جاؤ، دور ہو جا، تو وہ اور اس کے ہم عقیدہ لوگ فرقۂ معتزلہ کے نام سے موسوم و مشہور ہو گیا (شرح عقائد طبع مصر صفحہ ۲۰) نیز فرقۂ معتزلہ کے لوگ جہاں اس اجماعی مسئلہ سے منحرف ہوئے وہاں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل کے بھی قائل ہوئے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے افضل سمجھنے لگے، اس لئے یہ لوگ شیعہ بھی ٹھہرے، مولانا نجم الغنی فرماتے ہیں "یہ بات بہت کم ہے، کہ کوئی شخص معتزلی ہو اور شیعہ نہ ہو (مذاہب الاسلام صفہ ۱۰۲) علاوہ ازیں ان کی گمراہی میں سے ایک یہ بات بھی ہے، کہ یہ اولیاء اللہ کے لئے علمِ غیب نہیں مانتے، جب کہ اہلسنت انبیاء و رسلِ کرام علیہم السلام کے علاوہ نگران کے وسیلہ سے اولیاء کے لئے بھی علم غیب مانتے ہیں (ملاحظہ ہو تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ج ۳۰ صفہ ۱۶۸/۱۶۹ تحت آیت فلا یظهر علی غیبه احدا و ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۷ صفہ ۱۱۸ تحت

marfat.com

آیت عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الاھو) لیکن معتزلہ نے اپنا نام "اصحاب العدل والتوحید" رکھا یعنی عدل و توحید والے (شرح عقائد صفہ۲۰)

فرقہ شیعہ

فرقہ شیعہ کا عقیدہ ہے، کہ حضرت علی و دیگر ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا باقی تمام نبیوں اور رسولوں سے بہتر اور بلند درجہ رکھتے ہیں چنانچہ شیعہ فاضل نعمۃ اللہ موسوی انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں (ملاحظہ ہو جلد صفہ ۲۱) اور اہلسنت کے نزدیک یہ عقیدہ کفر ہے، کیونکہ اس میں انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کی توہین ہے، اور توہین انبیاء کفر ہے۔ اسی طرح یہ لوگ سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی خلافت کو نہیں مانتے بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ان تینوں نے ناجائز طور پر اور جبر و زیادتی کے ذریعے خلافت پر قبضہ کر لیا تھا۔ درحقیقت حضور کے بعد کسی فصل کے بغیر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی حقدار خلافت ہونے کی وجہ سے خلیفہ تھے اور ان سے پہلے کے تینوں خلفاء ظالم اور غاصب تھے، اس لئے یہ لوگ ان تینوں بزرگوں کی توہین و تنقیص کو نہ صرف جائز ٹھہراتے ہیں۔ بلکہ اسے ثواب اور ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ جسے یہ اپنی اصطلاح و محاورہ میں تبری کہتے ہیں۔ ان کے عقیدے میں تولی اور تبری دونوں جزو ایمان ہیں، تولی کے معنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان سے محبت کرنا اور تبری سے مراد خلفاء ثلاثہ اور ان کے ماننے والوں سے اظہار نفرت و عداوت ہے۔ اور ایمان و اسلام کے مصداق میں فرق کرتے ہیں جو دل میں اخلاص و سچائی رکھتا ہو، ایسے مؤمن کہتے ہیں اور جو بظاہر ایمان کا مدعی ہو، مگر دل میں کفر رکھتا ہو، اسے یہ لوگ "مسلم" یا "مسلمان" کہتے ہیں۔ جس کے دوسرے معنی منافق کے ہیں۔ اس لئے شیعہ لوگ اپنے آپ کو مؤمن اور غیر شیعہ کو مسلم کہتے ہیں۔ نیز قرآن کریم کو بھی ناقص کہتے ہیں، اور رجعت کے بھی قائل ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قیامت کے قریب دنیا میں واپس آئیں گے۔ اور تقیہ کے بھی قائل ہیں۔ یعنی دل میں جو کچھ ہو زبان سے اس کے برعکس ظاہر کرنا۔ بلکہ تقیہ کو دین کی روح رواں قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ

marfat.com

اپنی اذانوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گواہی دیتے ہیں، کہ وہ بلا فصل خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ یعنی خلفاءِ ثلاثہ خلیفے نہ تھے۔ بلکہ جھوٹے تھے۔ (معاذ اللہ) شیعہ مذہب کا بانی دراصل عبداللہ بن سبا تھا۔ جو یہودی تھا پھر مکاری سے مسلمان ہو کر شیعہ مذہب کا بانی بنا۔

فرقۂ خوارج

فرقۂ خوارج جنہیں خارجی بھی کہتے ہیں۔ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے باغی ہو گئے تھے اور ان کو بُرا کہنے لگ گئے، اور حضرت معاویہ کے بھی خلاف ہو گئے۔ جب دونوں بزرگوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری و حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو اپنے درمیان حکم مقرر کیا اور طے کیا کہ یہ دونوں حکم جو حکم دیں گے۔ دونوں فریق اسی پر عمل کریں گے تو فرقۂ خارجیہ نے دونوں بزرگوں پر مشرک ہونے کا فتویٰ لگا دیا کہ یہ قرآن اور اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہو گئے، کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن میں فرماتا ہے "اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ" کہ اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں، اور علی و معاویہ نے غیر اللہ کو حکم مان کر شرک کیا ہے۔ اور مرتد ہو گئے، مسلمانوں پر یہ پہلا فتویٰ مشرک ہونے کا خارجیوں نے صادر کیا اور آج ان کی سنت پر چلتے ہوئے۔ فرقۂ وہابیہ (خواہ دیوبند کے وہابی ہوں یا نجد کے) سُنی مسلمانوں پر شرک کے فتوے صادر فرماتے ہیں۔ خارجیوں کے اس شرک کے فتویٰ کی تفصیل ملاحظہ ہو، البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر اور الکامل امام مبرد و دیگر کتب تاریخ میں موجود ہے۔ نیز خارجی لوگ ہر ایسے مسلمان کو جس سے گناہ کبیرہ سرزد ہو، کافر اور ہمیشہ کے لئے جہنمی ٹھہراتے ہیں (الملل والنحل شہرستانی)

نواصب

نواصب یا ناصبی وہ فرقہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں توہین و تنقیص کرتا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور یزید کو برحق اور جنتی کہتے ہیں۔ خارجیوں اور ناصبیوں میں سب سے بڑا فرق یہ ہے

marfat.com

کہ خارجی ان تمام صحابہ کرام کو جن کے درمیان لڑائیاں ہوئیں کافر قرار دیتے ہیں۔ جیسے حضرت علی و معاویہ و عمرو بن عاص و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین اور ناصبی فرقہ حضرت علی اور ان کی اولاد سے بغض و عداوت رکھتا ہے (مذاہب الاسلام)

فرقہ مرزائیہ یا قادیانہ

مرزا غلام احمد قادیانی جو ۱۹۰۹ء کو فوت ہوا، اس نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا اس کے ماننے والے مرزائی یا قادیانی کہلاتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کے نزدیک اسلام سے خارج ہیں۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی ان کے کفار و مرتدین ہونے کا فیصلہ صادر کیا تھا تاہم علماء دین تو پہلے ہی سے اس کو اور اسے مسلمان سمجھنے والوں کو کافر و مرتد کہہ ہی چکے تھے

فرقہ پرویزیہ

یہ فرقہ غلام احمد پرویز کا پیروکار ہے یہ حال ہی میں فوت ہوا۔ یہ منکر حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ شریعت کی تعبیر کا حق ملک کی پارلیمنٹ کو دیتا تھا۔ جو سمجھ میں آتا اسی کو مانتا تھا اور جو سمجھ میں نہ آتا اسے نہ مانتا خواہ اس کے دلائل کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہوں، اپنے مطلب کی حدیثیں مانتا تھا اور ان کے حوالے دیتا تھا۔ اور خلاف مطلب حدیثوں کا منکر تھا، ان کو ضعیف یا موضوع یا قرآن کے خلاف قرار دیکر رد کر دیتا تھا۔ اسی ذہنیت کے بہت سے لوگ اب بھی موجود ہیں۔ جن میں سے پروفیسر طاہر القادری بھی ہیں۔ محمد حنیف ندوی جو فوت ہو گئے، یوسف گورایہ، امین احسن اصلاحی، جاوید غامدی وغیرہم یہ سب قریب قریب ذہنیت رکھتے ہیں۔ اور حدیث و سنت اور اجماع کے معاملہ میں اسلاف کے نظریات سے ہٹ چکے، اور راہ حق سے بھٹک کر رہ گئے ہیں۔ اسی طرح عبداللہ چکڑالوی اور اس کے فرقہ کے لوگ بھی سنت کے منکر ہیں۔ لیکن شاید دوسرے لوگ تو کچھ اس قدر خطرناک نہیں جس قدر پروفیسر طاہر القادری اہلسنت کے لئے خطرناک ہے۔ کہ وہ پیر پرستی، میلادالنبی اور تصوف اور عشق رسول کا نعرہ بلند کر کے سادہ لوح سینوں کو فریب دیئے ہوئے ہے۔

marfat.com

دیوبندی عقائد

خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ ہر بُرا کام کر سکتا ہے

۱۔ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ بلکہ ہر بُرا کام کر سکتا ہے۔

" امکانِ کذب، بایں معنیٰ کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر بہ اختیار خود اس کو نہ کرے گا،

(فتاویٰ رشیدیہ جناب گنگوہی صاحب صہ ۸۴ طبع کراچی)

۲۔ "خلاف علماء کا جو در بارہ وقوع و عدم وقوعِ خلافِ وعید ہے جس کو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے وہ در اصل کذب نہیں، صورتِ کذب ہے۔ اس کی تحقیق میں طول ہے، الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے ــــــ کذب داخلِ تحتِ قدرت باری تعالیٰ ــــــ

کذب داخل تحتِ قدرت باری تعالیٰ جَلَّ وَعَلیٰ ہے۔ کیوں نہ وَهُوَ عَلیٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے)۔

(فتاویٰ رشیدیہ صہ ۹۲ طبع کراچی)۔

دیوبند کے مولا و مرشد جناب رشید احمد گنگوہی صاحب کی مصدقہ و جناب انبیٹھوی کی مؤلفہ کتاب براہین قاطعہ میں ہے۔

۳۔ "مسئلہ خلافِ وعید قدماء میں مختلف فیہ ہے، " امکان کذب" کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے، کہ خلفِ وعید آیا جائز ہے کہ نہیں (صہ ۶)

پھر انبیٹھوی صاحب مولانا عبد السمیع صاحب رامپوری علیہ الرحمۃ پر طعن کرتے ہوئے کہ انہوں نے امکانِ کذب کا رد کیا تھا، لکھتے ہیں۔

marfat.com

۴۔ " اس سیزدہم صدی کے مبتدعین نے کذب باری تعالٰی کو ناممکن کہا ہے اور عجز قادر مطلق کے مقر ہوئے اور اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ" کے خلاف عقیدہ ٹھہرایا" صفحہ ۶

یعنی تیرھویں صدی کے اہل بدعت (دیوبندی وہابی، سنی علماء کو اہل بدعت یا مبتدعین کہتے ہیں، بمطابق محاورہ (اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے) خدا تعالٰے کے حق میں یہ عقیدہ رکھ کر، کہ وہ جھوٹ نہیں بول سکتا، جھوٹ سے بالذات پاک ہے، قادر مطلق کی عاجزی کا اقرار کر رہیں اور" اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ کے برعکس اپنا مسلک ٹھہرالیا ہے۔

پھر براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں۔

۵۔ اور مؤلف انوار ساطعہ (یعنی مولانا عبدالسمیع صاحب رامپوری علیہ الرحمۃ) اس پر افسوس نہیں کرتا (کہ اس نے علماء دیوبند کا سا عقیدہ کیوں نہ اختیار کیا) اور امکان کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے جو قدماء میں مختلف فیہ ہو چکا ہے اس پر طعن کرتا ہے۔" (صہ)

۶۔ پھر یہی انبیٹھوی صاحب براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں۔

" خدا تعالٰے وعدہ خلافی کر سکتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ خلاف وعدہ کے قدرت میں داخل ہونے سے کذب کا داخل قدرت ہونا لازم آتا ہے بلکہ حدیث میں مصرح ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے خلاف وعدہ وعید کو کذب سے تعبیر کیا، چنانچہ قصۂ ابوہریرہ رضی اللّٰہ عنہ میں جو ان کو شیطان لعین کے ساتھ غلہ صدقہ میں پیش آیا الخ (صہ ۲۷)

پھر لکھتے ہیں (براہین قاطعہ دیوبند)

۷۔ " اللّٰہ تعالٰے ہر چیز پر قادر ہے یعنی محدثات و ممکنات خواہ بڑے ہوں یا

marfat.com

اچھے سب اس کی قدرت میں ہیں (ص ۲۷۹)

اس کے واضح معنی یہ ہوئے کہ خدا تعالےٰ ہر برا کام کر سکتا ہے۔ (معاذ اللہ)

علماء دیوبند کے مولا و مرشد اور ان کے حضرت جناب محمود حسن صاحب مدرس اوّل مدرسہ عربیہ دیوبند و خلیفہ و مرید گنگوہی صاحب۔ اپنی کتاب "اجہد المقل میں لکھتے ہیں۔

۸۔ "صدق و کذبِ کلامِ لفظی صفاتِ افعال میں داخل ہے۔" (ص ۱۲ ج ۱)

یعنی اللہ تعالےٰ کے کلامِ لفظی کا سچا اور جھوٹا ہونا خدا تعالےٰ کی صفاتِ فعلیہ میں داخل ہے (لاحول ولاقوۃ الا باللہ)

پھر لکھتے ہیں:۔

۹۔ صدورِ قبائح اور قدرت علی القبائح میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ افعال قبیحہ کو قدرتِ قدیمۂ حق تعالےٰ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہیں۔" (ص ۴۱ ج ۱)

وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے آدم کو نہیں بھیجا۔ اسی طرح پھر اسی اجہد المقل میں لکھتے ہیں۔

۱۰۔ قضیہ غیر واقعی کا عقدہ و اصدار قدرتِ باری تعالےٰ جل سلطانہٗ میں داخل ہے۔"

(ص ۴۴ جلد ۱)

مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ یعنی وہ دیدہ دانستہ ایسا جملہ بول سکتا ہے، جو واقعہ کے برعکس ہو مثلاً یہ واقعہ ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بھیجا یہ واقعہ ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی۔ تو اللہ تعالےٰ یہ بات کہہ سکتا ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت نہ کی یا اس نے خدا کی نافرمانی نہ کی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ وتعالی اللہ عن ذٰلک علوا کبیرا موصوف خود بھی ایک مثال دیتے ہیں۔

۱۱۔ " مثلاً حالتِ قعود زید (زید کے بیٹھے ہونے کی حالت) جناب باری تعالےٰ کو اس کے قعود (بیٹھنے) کا علم تام ضروری ہے اور قضیہ زَیدٌ قَائِمٌ (زید

marfat.com

کھڑا ہے) کے خلافِ واقع ہونے کا پورا پورا انکشاف ہے مگر باوجود اس کے بالقصد والاختیار جملہ زید قائم (زید کھڑا ہے) کا منعقد فرمانا اور لباسِ حروف والفاظ عطا کر کے ملائکہ و عباد پر نازل کر دینا ایزد متعال (اللہ تعالے) کی قدرتِ قدیمہ میں داخل ہے۔"

(الجہد المقل صہ ۴۴ ج-۱)

پھر لکھتے ہیں :-

"خلاصہ یہ نکلا کہ مابہ النزاع بین الفریقین امکانِ کذب فی الکلام اللفظی ہے امکانِ کذب فی العلم ہرگز نہیں۔" (الجہد المقل صہ ۴۴ ج-۱)

یعنی علماء دیوبند و علماء اہلسنت میں اسبات پر اختلاف ہے کہ خدا تعالے کا کلام لفظی جھوٹا ہو سکتا ہے یا نہ علماء اہلسنت کہتے ہیں نہیں ہو سکتا اور علماء دیوبند کہتے ہیں ہو سکتا ہے لیکن کذب فی العلم کو کوئی ممکن نہیں مانتا۔

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ علمائے دیوبند اس عقیدہ کا واضح اقرار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالے کا کلام جھوٹا ہو سکتا ہے اور اس کی خبر بھی خلافِ واقعہ اور جھوٹی ہو سکتی ہے۔

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ کہ خدا جھوٹ سکتا ہے۔

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں (نام نہاد اہلحدیثوں) کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے معروف رسالہ "یک روزہ" میں لکھا ہے کہ خدا تعالے جھوٹ بول سکتا ہے۔

لہٰذا فرشتوں اور نبیوں پر نازل ہونے والا کلام الٰہی جھوٹ ہو سکتا ہے ورنہ بندہ کی طاقت خدا تعالے کی طاقت سے بڑھ جائے گی۔

مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع والقائے	خلاف واقعہ خبر دینا (جھوٹ بولنا)
آں بر ملائکہ انبیاء خارج از قدرت	اور اسے فرشتوں اور نبیوں پر
الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ	نازل کرنا اللہ تعالے سے سرزد

marfat.com

قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی	ہو سکتا ہے ورنہ لازم آئے گا کہ انسان
باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع	کی طاقت اللہ تعالٰے کی طاقت سے
والقاء آں بر مخاطبین در قدرت	بڑھ جائے، کیونکہ اکثر انسان خلافِ
اکثر افراد انسانی است	واقعہ خبر (جھوٹ) مخاطبین (سامعین)
(یکروزہ صہ ۱۷)	کے آگے بول سکتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی علماء دیوبند اور غیر مقلدوں کے پیشوا کی دلیل قارئین نے سُن لی کہ اگر یہ کہا جائے کہ خدا تعالٰے جھوٹ نہیں بول سکتا اور فرشتوں اور پیغمبروں پر جھوٹ پر مبنی کلام نازل نہیں کر سکتا۔ تو انسان کی طاقت اللہ تعالٰے کی طاقت سے بڑھ جائے گی۔ کیونکہ اکثر انسان دوسرے انسانوں کے آگے جھوٹ بول سکتے ہیں۔ انہی کے لئے مولوی محمود حسن جہد المقل اور خلیل احمد انبیٹھوی براہین قاطعہ میں کہہ چکے۔ اور اوپر حوالے بھی گذر چکے، کہ اس میں جھوٹ کی کیا تخصیص ہے، اللہ تعالٰے برا کام کر سکتا ہے۔ قارئین غور فرمائیں۔ ہر برا کام کر سکتا ہے۔" کے جملہ میں کونسی برائی نہیں آتی، زنا، چوری، شراب خوری، ظلم و تعدی وغیرہ وغیرہ من القبائح الخبیثۃ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔

کیا ہم ڈاکٹر، پروفیسر اور علامہ ایسے القاب کے حامل طاہر القادری سے سوال کر سکتے ہیں کہ جناب یہ جو فرما رہے ہیں کہ

"تمام اسلامی فرقوں کے درمیان بنیادی و اعتقادی قدریں سب مشترک ہیں"

(فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صہ ۵۹)

کیا اللہ تعالٰے کی ذات پر ایمان لانے کے ساتھ اُسے تمام عیوب و نقائص سے پاک اعتقاد کرنا ضروری نہیں، اگر نہیں تو قرآن میں جو اللہ تعالٰے کی صفت "سبحان اور قدوس" آئی ہے اس کا کیا مطلب ہے اور اگر اُسے عیوب و نقائص سے پاک اعتقاد کرنا ضروری ہے۔ تو اللہ تعالٰے سے جھوٹ بلکہ تمام برے کاموں

marfat.com

اور غیر مقلدوں) نے اپنے عقائد کی عمارت کسی بنیاد کے بغیر محض ہوا پر ہی کھڑی کر رکھی ہے اور یہ کہ ان کے عقائد مسلمانِ اہلسنت کے قطعاً خلاف و برعکس ہیں۔

علماء دیوبند کے مرشد گنگوہی صاحب کا عقیدہ کہ خدا تعالیٰ سے جھوٹ سرزد ہو گیا

عام وہابیہ تو امکانِ کذب کے قائل تھے ہی لیکن جناب اسمٰعیل دہلوی کے مقلد و متبع جناب رشید احمد گنگوہی صاحب نے تو امکانِ کذب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے وقوعِ کذب کو بھی تسلیم کر لیا۔ چنانچہ ان سے فتویٰ طلب کیا گیا کہ شخص جو وقوعِ کذب باری کا قائل ہے۔ اس کا کیا حکم ہے تو موصوف نے اس کو گمراہ و فاسق و کافر کہنے سے منع کیا اور ساتھ ہی وقوعِ کذب کے معنی کے درست ہونے کی تصریح بھی کر دی۔

چنانچہ رسالہ "صیانۃ الناس" مطبوعہ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ ۱۳۰۸ھ کے آخری ورق میں جناب رشید گنگوہی صاحب کی مہر بھی تھی، علامۂ زماں مولانا نذیر احمد خاں محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے پاس تھا وہ اپنی کتاب "امطار الحق" میں لکھتے ہیں کہ:

"مولوی رشید احمد گنگوہی نے خود وقوعِ کذب کے معنی درست ہونے کی تصریح کی چنانچہ رسالہ صیانۃ الناس مطبوعہ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ ۱۳۰۸ھ کے آخری ورق میں یہ فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی کا مطبوع ہو چکا ہے اور ان کے ہاتھ کا اصل فتویٰ لکھا ہوا ان کی مہر کی ہوئی بھی ہمارے پاس موجود ہے، اس کی عبارت تھوڑی سی یہ ہے۔

"بعض علماء وقوعِ خلف وعید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے۔ گاہ وعدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا جنس کو مستلزم ہے اگر انسان

marfat.com

تعالیٰ لا یقدر علی اعدام المعلول مع علتہ التامۃ	علت تامہ کے باوجود معلول کو معدوم کرنے پر قادر نہیں۔

(ص ٦٧)

علامہ خیالی علیہ الرحمۃ نے گروہِ وہابیہ، دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی و محمود حسن مدرس اول مدرسہ دیوبند کے اس توہم کا کامل ازالہ کر دیا کہ جھوٹ چونکہ ممتنع بالغیر ہے اور ممتنع بالغیر تحت قدرت ہوتا ہے اگر اُسے تحت قدرت نہ مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کا عجز و ضعف لازم آئے گا۔ علامہ نے واضح فرما دیا کہ ممتنع بالغیر پر قدرت نہ ہونے سے کوئی عجز و ضعف لازم نہیں آتا۔ جیسے علت تامہ کے وجود کی وجہ سے معلول کا معدوم کرنا ممتنع لغیرہ ہے اور یہ تحت قدرت باری تعالیٰ نہیں، اُسے کوئی بھی عجز قرار نہیں دیتا۔ کیونکہ عجز ممکنات محضہ پر قدرت نہ ہونے کو کہتے ہیں چنانچہ حاشیۂ خیالی میں علامہ امام عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

ان عدم القدرۃ علی الممتنع بالغیر لیس بعجز لانہ لیس محلا للقدرۃ اذ ھی یتعلق بالممکنات الصرفۃ الا یری انہ تعالیٰ لا یقدر علی اعدام المعلول مع وجود علتہ التامۃ۔	بلاشبہ ممتنع بالغیر پر قادر نہ ہونا عجز نہیں ہے۔ کیونکہ ممتنع بالغیر قدرت کا محل نہیں ہے، کیونکہ قدرت ممکنات محضہ سے متعلق ہوتی ہے کیا یہ بات نہیں دیکھی جاتی کہ اللہ تعالیٰ علت تامہ کے ہوتے ہوئے معلول کے معدوم کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔
(حاشیہ امام عبدالحکیم سیالکوٹی ص)	

الحمد للہ امام عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمۃ نے تو دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی کی جہالت کو بے نقاب کر ڈالا۔ اس سے ثابت ہوا کہ منا بوں (دیوبندیوں

marfat.com

ضروری ہُوا تو اس کے وعدہ وعید اور خبر میں اس کا صدق جو کذب کی نقیض ہے محال ہوگیا۔ کیونکہ ایک ہی محل میں دو نقیضوں کا جمع ہونا محال ہے تو علماء دیوبند کے پیرو مرشد اور ہادی و قطب رشید احمد گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ تعالےٰ کے تمام وعدے وعیدیں اور خبریں جھوٹی ٹھہریں۔ (نعوذ باللہ من ذلک وتعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا)

اور گنگوہی صاحب کے شاگرد و مرید و خلیفہ جناب محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ دیوبند بھی اپنے مرشد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فرماتے ہیں۔

خلف وعدہ و وعید منجملہ افراد کذب ہیں۔ اس کے چند سطروں کے بعد پھر لکھتے ہیں۔ "خلف مذکور کذب کی فرد ہے جس سے کذب کا مقدور باری ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

(ملاحظہ ہو جہد المقل ج۱۔ ص۴)

اس میں محمود حسن صاحب نے خلف وعد و خلف وعید کو کذب کے افراد قرار دیا یعنی کذب نوع ہوا اور خلف وعدہ و وعید اس کے افراد ہوئے اور قاعدہ یہ ہے کہ کوئی فرد اپنی نوع کے بغیر نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ نوع اپنے افراد کی ماہیت کا عین ہوتی ہے۔ تو جب خلف وعد اور خلف وعید ان کے بقول ممکن ہوئے تو کذب بھی ممکن ہوا۔ لیکن ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگرچہ جھوٹ و ظلم وغیرہ بُرے کام اللہ تعالےٰ کی قدرت میں ہیں وہ کرسکتا ہے مگر کرے گا نہیں (جہد المقل ج۔۱ ص۸۲)

اور یہی معتزلہ کا مذہب ہے۔ مرید تو امکان کی حد سے آگے نہیں بڑھے۔ لیکن پیرو مرشد گنگوہی صاحب، امکان امکان کرتے کرتے "وقوع کذب باری تعالےٰ کا عقیدہ اختیار کرلیا۔

اور یہ عقیدہ فرمان خداوندی "ومن اصدق من اللہ قیلا" آیت قرآن مجید کے برعکس اور کفر ہے، کس قدر افسوس ہے علماء دیوبند پر کہ امکان امکان کرتے کرتے وقوع کذب کے قائل ہوگئے اور تصریح کردی کہ "وقوع کذب کے معنی درست

marfat.com

ہوگا تو حیوان بالضرور ہوگا۔ لہٰذا وقوعِ کذب کے معنی درست ہوگئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بناءً علیہ اس ثالث کو (جس نے اس مسئلہ میں اختلاف کرنے والے دو فریقوں کے درمیان بطورِ ثالث کے وقوعِ کذب کا قول کیا) کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے۔

(امطار الحق صفحہ ۳۰ - ۳۱ طبع بمبئی ۱۳۱۴ھ)

دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالےٰ کا کوئی کلام بھی جھوٹ سے خالی نہیں

دیوبند کے مولا و مرشد جناب گنگوہی صاحب کی اس عبارت سے صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ کذب عام ہے اور وعدہ و وعید اور خبر خاص اور کذب کے انواع ہیں، جب وعدہ و وعید اور خبر کذب کے انواع ہوئے تو کذب، وعدہ و وعید اور خبر کی جنس ہوا اور جنس اپنی نوع کی جُز ہوتی ہے، جب کذب جنس خبر ہوا تو وعدہ و وعید اور خبر کی ماہیت میں داخل ہوا تو دیوبند کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ تعالےٰ کے ہر وعدہ و وعید اور خبر میں کذب داخل ہوا (نعوذ باللہ من ذٰلک) جیسے حیوان اپنے تمام انواع کی ماہیت میں داخل ہیں اور جناب گنگوہی نے اہل معقول کی اصطلاح اور اُن کے مسلک کے مطابق کذب کو جنس اور وعدہ و وعید اور خبر کو انواع قرار دیا۔ اسی لئے یہ مثال دی کہ انسان ہوگا تو حیوان ضرور ہوگا۔ پس گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ تعالےٰ کا کوئی وعدہ و وعید اور خبر کذب سے خالی نہیں ہے بلکہ کذب سے خالی ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ جب کذب وعدہ و وعید اور خبر کا جنس و جُزء ہوا تو وعدہ و وعید اور خبر کا جنس و جُز کے بغیر پایا جانا محال ہے، چنانچہ خود گنگوہی صاحب نے کہدیا کہ انسان ہوگا۔ تو حیوان ضرور ہوگا۔ جس سے واضح ہے کہ انسان کا حیوان کے بغیر پایا جانا محال ہے تو جب اللہ تعالےٰ کے وعدہ و وعید اور خبر میں کذب کا پایا جانا

marfat.com

المعتزلة انه يقدر ولكن لا يفعل (شرح فقہ اکبر ص۱۳۸ طبع مصر)

نہیں اور معتزلہ کے نزدیک وہ ظلم پر قادر ہے۔ لیکن کرے گا نہیں۔

الحمد للہ امام علی بن سلطان القاری علیہ رحمۃ الباری نے واضح فرمایا کہ ظلم پر قدرت کا عقیدہ معتزلہ کا عقیدہ ہے اہلسنت کا نہیں اور علماء دیوبند نے مسلک اہلسنت کو چھوڑ کر معتزلہ کا عقیدہ اختیار کر لیا ہے

محمود حسن دیوبندی کی بددیانتی

قارئین علماء دیوبند کی بددیانتی بھی ملاحظہ فرماتے جائیں کہ محمود حسن صاحب دیوبندی مدرس اول دیوبند وشاگرد رشید احمد گنگوہی نے جہد المقل میں علامہ خفاجی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ

قال المحقق هو لا يفعل الظلم لمنافاته الحكمة لا القدرة الخ (جہد المقل ج ۱ ص ۷)

محقق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ظلم نہیں کرے گا۔ کیونکہ ظلم اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ قدرت کے خلاف نہیں۔

اسی عبارت سے محمود حسن صاحب نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ کوئی اہلسنت کے محقق ہیں جو عقیدۂ اہلسنت بیان کر رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس لئے ظلم نہیں کرے گا کہ یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ قدرت کے خلاف نہیں۔ یعنی وہ اس پر قادر ہے کہ کسی پر ظلم کرے۔ جبکہ امام خفاجی کی مراد "محقق" سے علامہ امام زمخشری معتزلی ہے، جو فرقہ معتزلہ کا امام و محقق ہے اس کا اہل سنت سے تعلق نہیں۔ اور علامہ امام خفاجی نے اس کے بعد مسلک اہل سنت اس کے برعکس بتایا جسے محمود حسن صاحب نے چھوڑ دیا۔ (ملاحظہ ہو

marfat.com

ہو گا تو حیوان بالضرور ہو گا۔ لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بناءً علیہ اس ثالث کو (جس نے اِس مسئلہ میں اختلاف کرنے والے دو فریقوں کے درمیان بطور ثالث کے وقوع کذب کا قول کیا) کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے۔

(امطار الحق صفحہ ۳۰ - ۳۱ طبع بمبئی ۱۳۱۴ھ)

دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالےٰ کا کوئی کلام بھی جھوٹ سے خالی نہیں

دیو بند کے مولا و مرشد جناب گنگوہی صاحب کی اس عبارت سے صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ کذب عام ہے اور وعدہ و وعید اور خبر خاص اور کذب کے انواع ہیں، جب وعدہ و وعید اور خبر کذب کے انواع ہوئے تو کذب، وعدہ و وعید اور خبر کی جنس ہوا اور جنس اپنی نوع کی جز ہوتی ہے، جب کذب جنس خبر ہوا تو وعدہ و وعید اور خبر کی ماہیت میں داخل ہوا تو دیو بند کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ تعالےٰ کے ہر وعدہ و وعید اور خبر میں کذب داخل ہوا (نعوذ باللہ من ذٰلک) جیسے حیوان اپنے تمام انواع کی ماہیت میں داخل ہیں اور جناب گنگوہی نے اہل معقول کی اصطلاح اور اُن کے مسلک کے مطابق کذب کو جنس اور وعدہ و وعید اور خبر کو انواع قرار دیا۔ اسی لئے یہ مثال دی کہ انسان ہو گا تو حیوان ضرور ہو گا۔ پس گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ تعالےٰ کا کوئی وعدہ و وعید اور خبر کذب سے خالی نہیں ہے بلکہ کذب سے خالی ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ جب کذب وعدہ و وعید اور خبر کا جنس و جزء ہوا تو وعدہ و وعید اور خبر کا جنس و جز کے بغیر پایا جانا محال ہے، چنانچہ خود گنگوہی صاحب نے کہدیا کہ انسان ہو گا۔ تو حیوان ضرور ہو گا۔ جس سے واضح ہے کہ انسان کا حیوان کے بغیر پایا جانا محال ہے تو جب اللہ تعالےٰ کے وعدہ و وعید اور خبر میں کذب کا پایا جانا

marfat.com

شق مراد ہے تو اس میں آج تک کسی سنی نے اختلاف نہیں کیا۔ پھر یہ کہنا کہ امکانِ کذب کے مسئلہ میں شروع سے ہی اختلاف رہا ہے باطل محض اور جہالت و ضلالت ہے اور اگر دوسری شق مراد ہو تو اس سے بڑھ کر شانِ الوہیت میں کیا گستاخی ہو سکتی ہے کہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالےٰ کے متصف بالکذب ہونے کو ممکن قرار دیا جائے اہل سنت کے نزدیک ایسا عقیدہ کفر خالص ہے۔ اعاذنا اللہ منہا۔

(الحق المبین صـ ۴۸)

لیجئے علامہ امام احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے عقیدۂ علماء دیوبند کو کہ خدا تعالےٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ نہ صرف گمراہی قرار دیا ہے بلکہ اُسے کفر خالص ٹھہرایا ہے۔ اب جناب طاہر صاحب جو اپنے آپ کو سُنی قرار دیتے پھر رہے ہیں پھر ان اختلاف کو فروعی ٹھہراتے جا رہے ہیں واضح فرمائیں کہ فرقہ دیوبندی اہلسنت سے الگ فرقہ اور باقاعدہ ایک الگ مسلک ہوا یا نہ؟ پھر ان کا انٹرویو میں کہنا کہ "دیوبندی" کوئی فرقہ نہیں۔ طاہر صاحب کی جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر اپنے ادارہ منہاج القرآن میں دیوبندی مسلک کے لوگوں کو ممبر بنانا۔ اس بات کا ثبوت نہیں کہ یہ ادارہ اہلسنت کا نہیں بلکہ گمراہی کا گڑھ ہے۔

علماء دیوبند معتزلہ کی طرح علم الٰہی کے منکر

دیوبندی حضرات کے مولاد مرشد جناب رشید احمد گنگوہی کے شاگرد رشید اور خلیفہ و جانشین جناب حسین علی ساکن واں بھچراں، ضلع میانوالی اور ان کے شاگرد غلام اللہ خاں راولپنڈی اور بعض دیگر علماء دیوبند نے معتزلہ کے اس عقیدہ کی کہ:-

marfat.com

ہو گئے۔" یہ کفر و گمراہی وہابیوں کے امام ہندی جناب اسمٰعیل دہلوی کی تقلید و پیروی کے باعث علماء دیوبند میں آئی۔ اس کے بعد ان کی علمیت و تحقیق پر صد افسوس جو ان عقائد کے باوجود اسلامی فرقوں کے درمیان اختلافات کو محض فروعی قرار دیتے پھر رہے ہیں۔

عقائد علماء دیوبند میں عقیدۂ معتزلہ وغیرہ کی ملاوٹ

علماء دیوبند کے عقائد کا بغور و بہ تحقیق مطالعہ کرنے سے علماء اہلسنت اس نتیجہ پر پہنچے ہیں بلکہ ہر سمجھدار اور ہر دانشور اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ علماء دیوبند کے عقائد میں بہت سے اِن فرقوں کے عقائد کی آمیزش اور ملاوٹ ہے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی رُو سے بہتر کی تعداد میں جہنمی اور دوزخی ہیں۔ اور اہلسنت کے مقابلہ میں اُن کی ہر بات کی کڑی ان بہتر جہنمی فرقوں میں سے کسی نہ کسی سے جا ملتی ہے۔ مثال کے طور پر وہابی عقائد کی آمیزش ہی نہیں مکمل طور پر انہیں وہابی عقائد سے اتفاق ہے، چنانچہ جناب گنگوہی صاحب کے فتاوی رشیدیہ کے حوالہ سے گذرا۔ ان کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے بارے میں ان کا عقیدہ کہ خدا تعالےٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ بلکہ ہر برا کام کر سکتا ہے یہ اُن کی معتزلہ کے عقائد سے موافقت و مطابقت ہے، کیونکہ یہی عقیدہ معتزلہ کا ہے، چنانچہ امام علی بن سلطان القاری علیہ الرحمۃ الباری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ	بے شک اللہ تعالےٰ کے بارے
بالقدرۃ علی الظلم لان المحال	میں نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ظلم پر
لا یدخل تحت القدرۃ وعند	قادر ہے۔ کیونکہ محال تحت قدرت

marfat.com

وان عد قائله من اهل البدعة (شرح الفقه الاکبر ص۶۳ مصری)

سے پہلے نہیں جاتا وہ کافر ہے اگرچہ اس عقیدہ کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے عقائد کفریہ ہیں اور اس اختلاف کو فروعی اختلاف شمار کرنا خود کفریہ عقیدہ اختیار کرنا ہے اور طاہر القادری وغیرہ جو ان اختلافات کو محض باہمی غلط فہمیاں یا محض تحریر و قلم کی فروگذاشت اور بے احتیاطی سے تعبیر کرتے ہیں۔ دانستہ یا نادانستہ کفریہ عقائد کی حمایت کر کے مسلک اہل سنت سے بیزاری یا بے خبری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

علماء دیوبند مجسمہ فرقہ بھی ہیں

نیز علماء دیوبند کے عقائد میں جہاں معتزلیہ کفریہ عقائد کی آمیزش ہے وہاں فرقہ مجسمہ (جو اللہ تعالیٰ کے جسم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں) کے عقائد باطلہ کفریہ کی آمیزش بھی ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ یہ امام ابن تیمیہ کو بھی اپنا پیشوا اور بزرگ مانتے ہیں اور وہ مجسمہ فرقہ کی طرح خدا تعالیٰ کے جسم ہونے کا قائل بھی تھا، چنانچہ علامہ امام عبدالحلیم انصاری لکھنوی والد ماجد مولانا عبدالحی لکھنوی "القول الاسلم علی شرح السلم" میں فرماتے ہیں۔

رد علی قول ابن تیمیة من المجسمة حیث قال ان الله متمکن علی العرش وهو مکانه (القول الاسلم ص۳)

علامہ عبدالشکور بھاری علیہ الرحمۃ کا "لایحد" کہنا مجسمہ میں سے ابن تیمیہ کا رد ہے کہ اس نے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ عرش پر رہتا ہے اور وہ اس کی جگہ ہے۔

اسی طرح امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ حدیثیہ میں ابن تیمیہ اور اس کے

marfat.com

حاشیہ خفاجی علی البیضاوی ج۔ ۳ ص ۱۳۶/۱۳۷)

اور یہی عبارت جسے معتزلہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے امام خفاجی نقل کیا بعینہٖ تفسیر کشاف میں موجود ہے ملاحظہ ہو۔

وانہ لا یفعل لاستحالتہ فی الحکمۃ لا لاستحالتہ فی القدرۃ	یعنی اللہ تعالٰے ظلم نہیں کرے گا کیونکہ یہ اس کی حکمت میں محال ہے۔ اس کی قدرت میں محال نہیں ہے۔

(تفسیر کشاف ج ۱ ص ۵۲۷)

علماء دیوبند پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ لوگوں کو دھوکہ دیتے اور گمراہی کے پھیلانے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں، اس سلسلے میں بڑی بد دیانتی سے بھی باز نہیں آتے، جناب طاہر القادری اور محترم جسٹس صاحب کی حالت بھی قابل رحم ہے جو ان اختلافات کو فروعی قرار دے رہے ہیں، جن کا تعلق اللہ تعالٰے کی شانِ تقدیس کے ساتھ ہے گویا خدا تعالٰے کے کذب کا امکان بلکہ اس کا وقوع بھی ان کے نزدیک فروعی مسئلہ ہے۔ ھو لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ارشاد علامہ احمد سعید الکاظمی علیہ الرحمۃ

قارئین کرام، اس سلسلے میں علامہ امام احمد سعید الکاظمی علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی بھی ملاحظہ فرماتے ہیں۔ جو انہوں نے علماء دیوبند کے اس عقیدۂ فاسدہ کے بارے میں فرمایا۔

"اہلسنت کہتے ہیں کہ کذب کے تحت قدرت باری تعالٰے ہونے سے بندوں کے جھوٹ کی تخلیق اور اس کے باقی رکھنے یا نہ رکھنے پر قدرت خداوندی کا ہونا مراد ہے یا یہ مقصد ہے کہ اللہ تعالٰے بذاتِ خود صفت کذب سے متصف ہو سکتا ہے۔ اگر پہلی

marfat.com

ملحد و بے دین، خارج از اسلام ہے۔" (الحق المبین ص۴)

جناب طاہر القادری اور جسٹس صاحب جو ان اختلافات کو فروعی قرار دے رہے ہیں عبرت حاصل کریں کہ کیا فروعی اختلاف کی وجہ سے کسی کو ملحد و بے دین اور اسلام سے خارج قرار دیا جاتا ہے۔؟

علماء دیوبند شانِ رسالت کے منکر اور مرزائیوں کے ہم عقیدہ ہیں

شانِ الوہیت اور شانِ قرآن کے انکار کے ساتھ ساتھ علماء دیوبند نے شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں وہ سوءِ ادبیاں اور گستاخیاں کیں ہیں کہ آج تک کسی کافر کو بھی اس کی ہمت نہیں پڑی نیز انہوں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر بھی ہاتھ صاف کر ڈالا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے دعوائے نبوّت آسان بنا دیا بلکہ اس کے لئے راستہ کھول دیا چنانچہ دیوبند کے بانی جناب نانوتوی صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل شدہ کلام الٰہی "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" میں لفظ "خاتم النبیین کے اجماعی معنی کا انکار کر دیا۔ جبکہ یہ معنی موجودہ چودہ سو سال سے مسلم وقطعی و اجماعی چلا آرہا تھا اور وہ معنی ہے۔ "آخری نبی" جس کا انکار کیا گیا اور اسے عوام کا خیال ٹھہرایا گیا۔

ملاحظہ فرمائیے بانی دار العلوم دیوبند جناب محمد قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں:۔

"بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی "خاتم النبیین" کے معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاءِ سابق کے زمانہ کے بعد ہے۔

marfat.com

" اللہ تعالےٰ کو اپنے بندوں کے کاموں کا پہلے سے علم نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ کو ان کے کاموں کا علم ہوتا ہے۔" تائید وحمایت کر کے معتزلہ کی طرح علم الٰہی کے منکر ہو گئے، چنانچہ حسین علی صاحب اپنی تفسیر " بلغۃ الحیران " میں جو انہوں نے اپنے شاگرد غلام اللہ خاں راولپنڈی کو قلم بند کرائی ہیں، فرماتے ہیں۔

" اور انسان خود مختار ہے، اچھے کام کرے یا نہ کرے اور اللہ تعالےٰ کو پہلے سے کوئی بھی علم نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ تعالےٰ کو ان کے کرنے کے بعد بعد معلوم ہوگا۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں:-

" اور آیاتِ قرآنیہ جیسا کہ ولیعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔" (تفسیر بلغۃ الحیران صہ ۱۵۷-۱۵۸)

یہاں یہ کہنا کہ اس عبارت میں مولوی حسین علی صاحب نے اپنا مذہب بیان نہیں کیا ہے انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ اس لئے کہ جب مولوی صاحب مذکور نے قرآن وحدیث کو اس مذہب پر منطبق مانا تو اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیا خواہ معتزلہ کا مذہب ہو یا کسی دوسرے کا قرآن وحدیث جس پر منطبق ہے اس کا انکار کیوں کر سکتا ہے؟۔

(الحق المبین صہ ۴۷)

جبکہ اہلسنت کے نزدیک ایسی آیات کی تاویل کی گئی ہے۔ مثلاً علم بمعنی تمیز بھی کیا جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو صحیح بخاری ج-۲ صہ ۷۰۳)

حالانکہ اہلسنت کے نزدیک علم الٰہی کا منکر اسلام سے خارج ہے۔ چنانچہ امام علی بن سلطان القاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں:-

من اعتقد ان اللہ لا یعلم	جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالےٰ
الاشیاء قبل وقوعہا فہو کافر	چیزوں کو ان کے واقع ہونے

marfat.com

شاگرد ابن قیم کو گمراہ اور گمراہ کن ٹھہرایا ہے لیکن علماء دیوبند اُسے اپنا بزرگ قرار دیتے ہیں۔

علماء دیوبند شانِ قرآن کے منکر

قارئین کرام کو یہ معلوم کر کے شاید تعجب ہوگا کہ علماء دیوبند شانِ قرآن کریم کے بھی منکر ہیں، مسلمانوں کے عام و خاص سب سمجھتے بلکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنا کلام یعنی قرآن کریم نازل کیا وہ ایسا فصیح و بلیغ کلام ہے کہ کفار ایسا فصیح و بلیغ کلام لانے سے عاجز و قاصر رہ گئے۔ قرآنِ کریم کی فصاحت و بلاغت معجزانہ حد تک مسلم ہے لیکن علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ قرآن کریم نے کفار کو اپنی فصاحت و بلاغت سے عاجز نہیں کیا تھا اور یہ کہ فصاحت و بلاغت سے عاجز کرنا علماءِ دیوبند کے نزدیک کوئی کمال بھی نہیں، چنانچہ دیوبندی علماء کے مولا و مرشد جناب رشید گنگوہی کے شاگرد و مرید و خلیفہ و جانشین جناب حسین علی صاحب اپنی کتاب بلغة الحیران میں فرماتے ہیں۔

> یہ خیال کرنا چاہیئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا، کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء و بلغاء کے نہیں آیا تھا اور یہ کمال بھی نہیں۔" (بلغة الحیران ص ۱۲)

امام احمد سعید الکاظمی علیہ الرحمۃ کا فرمانِ ذی شان

علامہ امام سعید الکاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

> "اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ قرآنِ کریم نے یقیناً اپنی فصاحت و بلاغت سے کفار فصحاء عرب کو عاجز کیا تھا اور قرآن کی یہ شان اعجاز قیامت تک باقی رہے گی، جو شخص اس اعجاز قرآنی کا منکر ہے اور قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کو کمال نہیں سمجھتا وہ دُن

marfat.com